ماہنامہ
جہدِ حق
پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
HRCP
Monthly JEHD-E-HAQ - October 2015 - Registered No. CPL-13
جلد نمبر 22...... شمارہ نمبر 10 ......اکتوبر 2015..... قیمت 5 روپے



فرقہ وارانہ نفرتیں سانجھے نظریات کے پرچار سے رُک سکتی ہیں



لاہور، 30 ستمبر 2015: ایچ آر سی پی نے ’’فرقوں کے مابین امن کی راہ‘‘ کے عنوان سے ایک مشاورت کا اہتمام کیا



ڈیرہ غازی خان، 20 ستمبر 2015: ایچ آر سی پی نے ’’خواتین پر تشدد کے خاتمے‘‘ کے حوالے سے ایک تقریب منعقد کی



لاہور، 12 ستمبر 2015: انسانی حقوق کے لیے بجٹ کی تخصیص کا جائزہ لینے کے لیے ایک مشاورت کا اہتمام کیا گیا



کوئٹہ، 02 ستمبر 2015: ایچ آر سی پی نے برٹش اسکول کوئٹہ میں انسانی حقوق کے موضوعات پر تقریری مقابلے کا اہتمام کیا

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1	تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔
دفعہ -2	ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقتدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔
دفعہ - 3	ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 4	کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جاسکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔
دفعہ - 5	کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔
دفعہ - 6	ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔
دفعہ - 7	قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔
دفعہ - 8	ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، بااختیار قومی عدالتوں سے موئثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔
دفعہ - 9	کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 10	ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق وفرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔
دفعہ - 11	(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جاسکی ہوں۔ (2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔
دفعہ - 12	کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط وکتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 13	(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل وحرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔
دفعہ - 14	(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ (2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جاسکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔
دفعہ - 15	(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔ (2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔
دفعہ - 16	(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ (2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔ (3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔
دفعہ - 17	(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 18	ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ - 19	ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔
دفعہ - 20	(1) ہر شخص کو پرامن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔
دفعہ - 21	(ا) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔ (3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔
دفعہ - 22	معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور تقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشونما کے لیے لازم ہیں۔
دفعہ - 23	(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب ومعقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔ (3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب ومعقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جاسکے۔ (4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔
دفعہ - 24	ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔
دفعہ - 25	(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت اور فلاح وبہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضۂ قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔ (2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔
دفعہ - 26	(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔ (2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔ (3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔
دفعہ - 27	(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔ (2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں
دفعہ - 28	ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہوسکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔
دفعہ - 29	(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشوونما ممکن ہے۔ (2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح وبہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔ (3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جاسکتیں۔
دفعہ - 30	اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جاسکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

فہرست

ایچ آر سی پی کی جاری کردہ پریس ریلیزیں 5

وزیراعظم کے لیے چیلنج 6

مقامی حکومتیں جمہوریت کے لیے ناگزیر 7

''گدڑی میں لعل'' کی منافقانہ قدر افزائی ایک
جاگیردارانہ روایت 10

انتہاپسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے
لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس 11

خودکشی کے واقعات 25

اقدام خودکشی 31

بے جنگی جنون 34

عورتیں 35

کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا/جنسی تشدد کے واقعات 37

بچے 45

تعلیم/ قانون نافذ کرنے والے ادارے 46

اقلیتیں 51

جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط 50

معذور فرد کی پھانسی پر عملدرآمد روکا جائے: ایچ آر سی پی

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے صدر پاکستان سے معذور فرد عبدالباسط کو پھانسی نہ دینے کا مطالبہ کیا ہے۔عبدالباسط کی پھانسی کی تاریخ بروز منگل 22 ستمبر مقرر کی گئی ہے۔

ملک بھر کے انسانی حقوق کے کارکنوں کو یہ جان کر دکھ ہوا ہے کہ 22 ستمبر کو عبدالباسط کو تختہ دار پر لٹکانے کے احکامات جاری کر دیے گئے ہیں۔اس حقیقت کے باوجود کہ اس بدقسمت انسان کا کمر سے نچلا دھڑ ناکارہ ہے۔ایچ آر سی پی کو بھی اس امر پر افسوس ہے کہ عدالتوں نے جسمانی طور پر معذور افراد کے مقدمات کو عام مجرموں سے ہٹ کر دیکھنے کے متعلق انسانی حقوق کے بین الاقوامی معاہدوں کی دفعات کو یکسر نظرانداز کر دیا ہے۔

علاوہ ازیں ایچ آر سی پی کو ملنے والی معلومات کے مطابق، عبدالباسط کی رحم کی اپیل ابھی تک ایوان صدر میں زیرالتوا ہے۔ان حالات میں عبدالباسط کی پھانسی سے انصاف کے تمام تقاضوں کی نفی ہوگی، انسان دوست اقدار کے تحفظ کے حوالے سے پاکستان کے نظام انصاف کے متعلق شکوک وشبہات پیدا ہوں گے اور پاکستانی ریاست اور معاشرے کو انتہائی ظالمانہ تصور کیا جائے گا۔

ایچ آر سی پی صدر ممنون حسین سے عبدالباسط کی پھانسی پر عملدرآمد روکنے کا پرزور مطالبہ کرتا ہے۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔20 ستمبر 2015]

فرقہ وارانہ ہم آہنگی مشترک نظریات کے فروغ سے ممکن ہے

ملک میں فرقہ وارانہ امن کے قیام اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیراہتمام علماء کا ایک مشاورتی مکالمہ ہوا جس میں دوسرے شہروں کے علاوہ لاہور، ملتان، کراچی، کوئٹہ، کرم ایجنسی، پشاور، پاراچنار، اکوڑہ، خٹک، کرک اور خیبر ایجنسی کے چالیس سے زائد علماء نے شرکت کی۔

مکالمے کے شرکاء نے ملک میں موجودہ فرقہ وارانہ عدم مفاہمت کو عوام اور ملک کے خلاف سازش قرار دیتے ہوئے کہا کہ سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے فرقہ واریت کو ہوا دی جا رہی ہے۔علماء نے غیر ملکی مداخلت کے حوالے سے کہا کہ پاکستان کو دوسروں کے لیے جنگ کرنے پر مجبور کیا گیا۔دارالعلوم حقانیہ کے مولانا اسرار مدنی نے کہا کہ مختلف اسلامی مسالک میں اختلافات کی نسبت قربتیں زیادہ ہیں اور ان میں بہت سی باتیں مشترک ہیں اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ان کے درمیان موجود اشتراکات کو فروغ دیا جائے۔اس سے یقینی طور پر فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ حاصل ہوگا۔مولانا اسرار مدنی نے مزید کہا کہ شیعہ اور بریلوی مصنفین کی تحریر کردہ متعدد کتابیں پاکستان کے دیوبندی مدارس میں ابھی پڑھائی جا رہی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ کے تمام مکاتب فکر زیادہ تر مسائل کے بارے میں اتفاق رائے رکھتے ہیں۔کراچی کے ڈاکٹر محسن نقوی نے کہا کہ مختلف مکتبہ فکر کے علماء سے علم کا حصول ہمارے ہاں کا عام معمول تھا اور آج جو عدم اتفاق نظر آتا ہے اس کی وجہ سیاسی ہے۔

مشاورتی مکالمے میں شرکت کرنے والے مذہبی سکالروں نے ایچ آر سی پی کے اس اقدام کو بے حد سراہا اور فرقہ وارانہ کشیدگی کے خاتمے اور مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دینے کے حوالے سے سفارشات پیش کیں۔ان سفارشات میں کہا گیا کہ مذہبی عالم بننے کی خواہش رکھنے والوں کے لئے رائج نصابی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔نفرت بھرے لٹریچر کے پھیلاؤ کے خلاف ریاست سخت اقدام کرے۔اس کے علاوہ مذہبی منافرت والی تقاریر کرنے والے علماء کے خلاف سخت اقدام کیا جائے۔حکومت اس بات کو یقینی بنائے کہ ہر شخص آزادی کے ساتھ اپنے مسلک کے مطابق زندگی گزارے اور اپنی رسومات آزادانہ طور پر ادا کرے۔حکومت، پاکستان کے اندرونی معاملات میں غیر ملکی مداخلت کو سختی سے روکے۔حکومت مختلف مکاتب فکر کے طلبہ کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے ایک علاقے کے طلبہ کے لئے دوسرے علاقوں کے دوروں کا اہتمام کرے۔مذہبی اداروں کا آڈٹ باقاعدگی سے کروایا جائے اور مختلف مکاتب فکر کے سکالروں کو ایک دوسرے کے مسالک کے بارے میں تحقیقی کام کو فروغ دیا جائے۔

مکالمے میں دیگر افراد کے ساتھ ساتھ آغا مظہر مشہدی، احمد علی کوہزاد، علی محمد، علامہ ایم حسین عارف، علامہ صادق عباس امداد الدین، ڈاکٹر محسن نقوی، غلام ایم صادق، حسنین ترمذی، ایم عاصم مخدوم، ایم ابرار، ایم اسرار ابن مدنی، ایم اے جوزف فرانسس، مامون احمد، مولوی سلطان رئیس، مظہر حسین تاری، نورالامین، مفتی ڈاکٹر شوکت اللہ حقانی، مفتی ایم سہیل قادری، مولانا حسین احمد اعوان، مولانا ایم اسراراللہ فاروق، قاری ایم اسماعیل، قاری ایم سلیم زاہد، صاحبزانہ عثمان علی جلالی، سلیم منصور خالد، شہزاد لارنس، صوبیا جان، سید علی رضا، سید موسیٰ حیدر زیدی، سید مجاہد عباس گردیزی شریک ہوئے۔]

پریس ریلیز۔لاہور۔30 ستمبر 2015]

وزیراعظم کے لیے چیلنج

آئی۔اے۔رحمٰن

عوام وزیراعظم سے توقع کرتے ہیں کہ وہ نہ صرف اپنا بلکہ جمہوری ڈھانچے کا تحفظ بھی کریں گے

عالمی یوم جمہوریت (15 ستمبر) کے آس پاس میاں نواز شریف نے ایک حیرت انگیز اور چونکا دینے والا انکشاف کیا کہ کچھ لوگ سازش کے ذریعے انہیں وزارت عظمٰی کے عہدے سے بے دخل کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی کوئی بھی تبدیلی ان کا ذاتی معاملہ بہر صورت نہیں ہوسکتی۔ عوام جاننے کی خواہش رکھتے ہیں کہ وزیراعظم کو کس قسم کا خطرہ لاحق ہے اور وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس معاملے میں ان کو اعتماد میں لیا جائے۔

وزیراعظم کا ان کے عہدے سے نکال باہر کیا جانا فی الحال آئینی ڈھانچے کا حصہ ہے۔ اس مقصد کے لیے وزیراعظم کے خلاف قومی اسمبلی میں عدم اعتماد کے ووٹ کی ضرورت ہے۔ اگر ارکان قومی اسمبلی کی اکثریت جن کا تعلق حکمران جماعت سے ہے، ان کے خلاف ہو جاتی ہے تو پھر بے وفائی کرنے یا وابستگی کو ختم کرنے سے متعلق قانون ان ارکان اسمبلی پر لاگو نہیں ہوتا اور وزیر اعظم کا جانا ٹھہر جاتا اور ان کی کرسی کا بچنا محال ہو جاتا ہے۔

بہرحال یہ بات واضح نہیں ہے کہ وزیراعظم کے ذہن میں یہ بات تھی کہ انہیں غیر آئینی طریقے سے اقتدار سے الگ کیا جا سکتا ہے۔ غالباً وہ غیر آئینی تبدیلی کا حوالہ دے رہے تھے۔ ایسی صورت حال میں ہدف جمہوری نظام ہوگا اور شاید یہ بات نواز شریف صاحب کے مستقبل سے کہیں زیادہ اہمیت کی حامل ہوگی۔ اس لیے عوام وزیر اعظم سے جائز توقع رکھتے ہیں کہ وزیراعظم کو نہ صرف یہ کہ خود کو تحفظ دینا ہے بلکہ جمہوری ڈھانچے کو بھی بچانے کی سعی کرنی ہے۔ جب میاں نواز شریف نے اپنے خلاف سازش کا اشارہ کیا تو اس وقت انہوں نے عالمی یوم جمہوریت پر ایک بیان جاری کیا۔ اس میں انہوں نے اس عوامی اعتماد کا اعادہ کیا کہ پاکستان کا مستقبل جمہوری نظام کے تسلسل کے ساتھ جُڑا ہوا ہے۔ انہوں نے نظریے اور شناخت کے تحفظ کا یقین دلاتے ہوئے ان کو جمہوریت کے پھل قرار دیا۔

بہرحال جمہوریت کے جن اشاریوں کا انہوں نے انتخاب کیا ہے، ان اشاریوں نے پاکستان میں مضبوط طور پر اپنے قدم جما لیے ہیں اور یہ سماجی واقتصادی شعبوں میں بہتری کے ذریعے ممکن ہوا۔ تاہم مقامی حکومت کے متوقع قیام، پاکستان کے حوالے سے مسلم لیگ (ن) کی طرف سے عوام کو اختیارات دینے، آپریشن ضرب عضب پر عوامی اتفاق رائے، وغیرہ کے حوالے سے کچھ بے چینی پیدا ہوئی۔ یہ اشاریے ایک سے زیادہ مرتبہ آمرانہ حکومتوں کا جواز مہیا کرنے کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔ عوام وزیراعظم سے صحیح طور پر توقع کرتے ہیں کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ حکومت عوام کی ہے اور عوام ہی کے لیے ہے چاہے ''عوام کے لیے حکومت'' جیسی لازمی شرط پوری کرنے کے بارے میں محض دعویٰ ہی کیوں نہ ہو۔

کوئی حکومت محض منتخب ہونے کے سبب جمہوری نہیں ہو جاتی۔ اس لیے کہ حکومت عوام کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے اور وہ مخالفوں کے دلوں اور دماغوں میں پیدا ہونے والی سازشوں پر بھی نظر رکھتی ہے۔ ایسی صورت حال میں وزیراعظم کو اس سوال کا جواب دینا چاہیے کہ کیا واقعی ان کی حکومت جمہوریت کے تقاضوں پر پورا اترتی ہے۔ مثال کے طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں پارلیمانی جمہوریت ہے، جو بہرصورت وزارت عظمٰی یا اکثریتی نظام سے کہیں بالا ہے۔ پارلیمانی نظام میں، خاص طور پر ویسٹ منسٹر قسم کے نظام میں امور مملکت کابینہ چلاتی ہے یعنی مشترکہ جوابدہی ہوتی ہے پارلیمان میں کیا آج کل یہ نظام ہمارے ہاں رائج ہے؟

بہت سے مبصرین کا کہنا ہے کہ خارجہ امور کے دونوں مشیر بہت لائق اور تجربہ کار افراد ہیں لیکن وہ دونوں ہیں تو وزیراعظم کے مشیر ہی۔ اور وزیراعظم ہی خارجہ تعلقات میں آنے والی ہر قسم کی اونچ نیچ کے ذمہ دار گردانے جائیں گے۔ یہ عجیب بات ہے کہ تا حال کوئی بھی کل وقتی وزیر دفاع نہیں ہے جس کی ذمہ داری دفاعی امور کی تسلسل کے ساتھ دیکھ بھال ہو۔ اس کے علاوہ حکومت تا حال کوئی بھی

وزیراعظم کا ان کے عہدے سے نکال باہر کیا جانا فی الحال آئینی ڈھانچے کا حصہ ہے۔ اس مقصد کے لیے وزیراعظم کے خلاف قومی اسمبلی میں عدم اعتماد کے ووٹ کی ضرورت ہے۔ اگر ارکان قومی اسمبلی کی اکثریت جن کا تعلق حکمران جماعت سے ہے، ان کے خلاف ہو جاتی ہے تو پھر بے وفائی کرنے یا وابستگی کو ختم کرنے سے متعلق قانون ان ارکان اسمبلی پر لاگو نہیں ہوتا اور وزیراعظم کا جانا ٹھہر جاتا اور ان کی کرسی کا بچنا محال ہو جاتا ہے۔

کل وقتی وزیر دفاع نہیں ہے جس کی دفاعی امور کو سرانجام دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ حکومت کسی باقاعدہ وزیر قانون کے بغیر ہی چل رہی ہے اور یہ سب کچھ ایسی صورت حال میں ہو رہا ہے جب قانون سازی کا بے تحاشہ کام ادھورا پڑا ہوا ہے۔ وہ تشویش اس کے علاوہ ہے جو عوام میں دن بدن اس ادراک کے سبب بڑھتی جا رہی ہے کہ کابینہ کو ایسے امور سے متعلق فیصلوں کے عمل میں شریک ہی نہیں کیا جاتا جن میں کابینہ کو شریک کیا جانا ضروری ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں جمہوریت کی سب سے بڑی آزمائش وہ آخری حد ہے کہ جہاں تک پارلیمنٹ کو اپنے مقررہ منصبی امور کو انجام دینے کی اجازت ہے۔ جب نازک اور مخدوش معاملات پر وزیر اعظم نے پارلیمان کو اعتماد میں لیا تو اس پر وزیراعظم کی بہت زیادہ واہ واہ ہوئی۔ تاہم یہ بات غلط ہے کہ چند معاملات پر تو پارلیمان سے فیصلے لیے جائیں اس لیے کہ تمام اہم معاملات پر دینے کا اختیار پارلیمنٹ کو ہے جو عوام کے مفادات کی محافظ ہوتی ہے۔ عوام اُن حالات و واقعات کو بھول نہیں سکتے جن کی وجہ سے ماضی میں جمہوری عمل کو درہم برہم کر دیا گیا تھا۔ تقریباً کسی تغیر کے بغیر منتخب حکومتوں پر الزام لگایا جاتا رہا کہ وہ جمہوری راستے سے ہٹ گئی تھیں۔ انہیں خود اپنا سب سے بڑا دشمن قرار دیا جاتا رہا اور ان پر الزام لگایا گیا کہ وہ ایسا خلا پیدا کر رہی تھیں جس کو ان کی مخالف جماعت پُر کرے گی۔ عوام میاں نواز شریف صاحب سے یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ ایسا کام کریں جس سے یہ بات یقینی ہو جائے کہ پاکستان اس ذہنی اور اخلاقی پستی کی دلدل سے باہر نکل سکے جس میں وہ گزشتہ کئی برسوں سے دھنستا چلا گیا ہے۔

اس کام کو انجام دینے کے لیے وزیراعظم کو کہاوتی بیل کو سینگوں سے پکڑنا اور چیلنجوں کا حکمت عملی کے ذریعے سامنا کرنا ہوگا۔ انہیں ایسی صورت حال سے بچنا ہوگا جس میں واقعات انہیں اپنی گرفت میں لے لیں۔ مزید برآں کابینہ اور پارلیمنٹ کے اُس کردار کو بحال کرنا ضروری ہے جس کے لیے ان کا وجود قائم ہے۔ اختیارات کا استعمال کرنے والوں کی فہرست میں ہزاروں، لاکھوں لوگوں کو شامل کر لیجئے۔ ان لوگوں میں پارلیمانی اداروں کے تمام ارکان اور مقامی حکومتوں کے ارکان کو بھی شامل کیجئے۔ جمہوریت پر نوکر شاہی کے اعتماد کو بحال کیجئے اور یہ تبھی ممکن ہے جب تمام خالی سرکاری عہدوں پر اہلیت کی بنیاد پر فوری طور پر تقرریاں کر دی جائیں اور اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور منظور نظر افراد کا منتظر نہ رہا جائے۔ عدلیہ اور دفاعی اداروں کو یقین دہانی کرانا ضروری ہے کہ ان کے لیے آئینی، شفاف اور ذہنی کشیدگی سے پاک نظام قائم کیا جائے گا تا کہ یہ ادارے اپنے فرائض کسی مداخلت اور روک ٹوک کے بغیر سرانجام دیتے رہیں۔

میاں نواز شریف کو، عوام کی طرف سے جمہوریت کی تعریف کرنے کے طریقے اور جمہوریت کے لیے ان کی پسندیدگی کے طریقہ اظہار کی بے قدری نہیں کرنی چاہیے۔ جب قومی اسمبلی کے سپیکر کے انتخاب کو کالعدم قرار دیا گیا تو لوگوں نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اس فیصلے کو سراہا کہ وہ عدالتی فیصلوں کے پردے میں پناہ نہیں لے گی بلکہ انتخابی عمل میں شریک ہو کر عوام سے ووٹ حاصل کرے گی۔ سیاسی جماعتوں کو بدروحیں بنانے کے عمل میں حکومت کو شریک نہیں ہونا چاہیے، اور اس کو سول سوسائٹی کی تنظیموں اور میڈیا کا پیچھا کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ اس برس کے ''یوم جمہوریت'' کا موضوع تھا۔ ''سول سوسائٹی کے لیے گنجائش''۔ یہ ایسا موضوع ہے جس کا اعتراف اگرچہ وزیراعظم نے کیا ہے لیکن ان کا اعتراف سطحی نوعیت کا ہے۔ انہیں اس مشورے پر عمل کرنا چاہیے جس کو ان کے پیشروؤں نے نظر انداز کیا اور جس کی انہیں ذاتی طور پر بھاری قیمت چکانی پڑی۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ طرز حکمرانی میں غلطیوں کی نشاندہی کرنے والے ریاست کے دوست ہوتے ہیں اور وہ لوگ جو ''سب ٹھیک ہے'' کا کورس گاتے ہیں، وہ درحقیقت خود پرست اور مطلب پرست ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ کسی کے کہے بغیر حکومتی تبدیلی کے ساتھ ہی نئے لوگوں کے ساتھ چپک جاتے ہیں۔ یہ کسی کے وفادار اور نمک حلال نہیں ہوتے۔ ہوسکتا ہے کہ ایجنڈا مشکل نظر آتا ہو لیکن اس پر کام ہوسکتا ہے اور اس کا کوئی متبادل بھی تو نہیں ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

مقامی حکومتیں جمہوریت کے لیے ناگزیر

سید کاظم علی ایڈووکیٹ

آئین پاکستان کی دفعہ 144اے پاکستان میں مقامی حکومتوں کے انتخابات اور مقامی حکومتوں کے اختیارات کی ضامن ہے۔ اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کا واحد اور موثر ذریعہ مقامی حکومتیں ہیں۔ مقامی حکومتوں کے بغیر جمہوریت نامکمل اور غیر موثر ہے حقیقی قیادت کا چناؤ بلدیاتی انتخابات میں ابھر کر سامنے آتا ہے اگر بلدیاتی انتخابات کو جمہوریت کی نرسری یا بنیادی تربیت گاہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ انہی انتخابات کے ذریعے عوامی وسماجی قیادت منظر پر آتی ہے۔ سیاسی شعور اجاگر ہوتا ہے اور عوام الناس کو اپنے حقوق، وسائل اور ووٹ کی طاقت کا احناس ہوتا ہے. بڑے پیمانے پر سیاسی ہلچل کے نتیجہ میں عوام نہ صرف سیاسی شعور سے آگاہ ہوتے ہیں بلکہ مقامی مسائل کو بھی سیاسی توجہ ملتی ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں دو صوبوں میں لوکل باڈیز الیکشن کا عمل مکمل ہو چکا اور اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کا عمل اپنے انجام کو پہنچا۔ صوبہ پنجاب اور سندھ میں بھی بلدیاتی الیکشن کی بھرپور تیاریاں ہورہی ہیں اور لوگوں میں جوش ولولہ ہونے کی ایک اہم وجہ اس دفعہ الیکشنز کا پارٹی کی سطح پر ہونا بھی ہے۔

پنجاب لوکل باڈیز ایکٹ 2013ء میں بلدیاتی حکومتوں کے وسائل، اختیارات اور ہونیوالی پیچیدگیوں کو اگر ہم نظر ثانی کریں تو یہ نظام ہمیں مکمل آگاہی فراہم کرتا ہے۔ اس کے سیکشن 6 میں بتایا گیا ہے کہ گورنمنٹ ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے شہری اور دیہی علاقے کی تفریق کرے گی اور اس میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ کون سے بڑے شہروں کو میٹروپولیٹن کا درجہ دیا جائے گا اور کن کو ڈسٹرکٹ کونسل اور میونسپل کمیٹی کے زمرے میں لایا جائے گا۔ اس کے بعد سیکشن آٹھ میں میٹروپولیٹن، ڈسٹرکٹ کونسل اور میونسپل کمیٹی میں ہونے والی یونین کونسلز کی تعداد واضح کی جائے گی اور الیکشن کمیشن حلقہ بندیاں کرے گا۔

سیکشن 13 پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ یونین کونسل 13 افراد پر مشتمل ہوگی جس میں سے 8 ممبر براہ راست اور 5 بلاواسطہ طور پر منتخب ہوں گے۔ براہ راست ہونے والوں میں چیئرمین، وائس چیئرمین کے ہمراہ 6 جنرل ممبر ہوں گے اور یہ 8 لوگوں کو کورم باقی 5 ممبر منتخب کریں گے جن میں دو خواتین ممبر، ایک کسان، ایک غیر مسلم اور ایک یوتھ ممبر شامل ہوں گے۔

تمام یونین کونسلز کے چیئرمین ضلع کونسل کے ممبر ہوں گے اور یہ مل چیئرمین ضلع کونسل کا انتخاب بذریعہ ووٹنگ کریں گے کسی بھی ضلع کونسل میں مخصوص نشستوں کی تعداد کم ازکم 25 ہوگی۔ جن میں کم ازکم 15 خواتین ممبر، 3 کسان، ایک ٹیکنو کریٹ اور ایک یوتھ ممبر شامل ہوگا اور زیادہ سے زیادہ 5 غیر مسلم شامل ہوں گے۔ ضلع کونسلز کے ممبران کی تعداد ضلع کی آبادی پر مشروط ہوگی زیادہ آبادی والے اضلاع میں مخصوص نشستوں کی تعداد زیادہ اور کم والوں میں کم ہوگی۔

اسی طرح وہ شہر جن کو میٹروپولیٹن کا درجہ دیا گیا ہے، میٹروپولیٹن کارپوریشن میں تمام یونین کونسلز کے چیئرمین مل کر ایک میئر اور ڈپٹی میئرز کا انتخاب بذریعہ الیکشن کریں گے اور میٹروپولیٹن کارپوریشن میں 25 مخصوص خواتین، 5 ورکر، 3 ٹیکنو کریٹ، 2 یوتھ ممبر اور 10 غیر مسلم ممبران کی تعداد ہوسکتی ہے۔

اسی طرح میونسپل کارپوریشنز میں وارڈز کے کونسلرز کو چیئرمین اور وائس چیئرمین کا انتخاب بذریعہ ووٹنگ کرنے کا پورا اختیار ہوگا اور ان میں مخصوص ممبران کی زیادہ سے زیادہ تعداد میں 5 خواتین، دو ورکر، ایک یوتھ اور تین غیر مسلم شامل ہوسکتے ہین۔

اسی طرح وہ شہر جن کو میٹروپولیٹن کا درجہ دیا گیا ہے، میٹروپولیٹن کارپوریشن میں تمام یونین کونسلز کے چیئرمین مل کرایک میئر اور ڈپٹی میئرز کا انتخاب بذریعہ الیکشن کریں گے اور میٹروپولیٹن کارپوریشن میں **25** مخصوص خواتین، **5** ورکر، **3** ٹیکنو کریٹ، **2** یوتھ ممبر اور **10** غیر مسلم ممبران کی تعداد ہوسکتی ہے۔

پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ کا سیکشن 19 الیکشن کمیشن کو الیکشن کروانے اور سیکشن 22 الیکشن کمیشن کو ریٹرننگ آفیسر (RO) اور اسسٹنٹ ریٹرننگ آفیسر (ARO) مقرر کرنے کا اختیار دیتا ہے جبکہ سیکشن 24 ریٹرننگ آفیسر (RO) کو پریذائڈنگ آفیسر (P.O) اور اسسٹنٹ پریذائڈنگ آفیسر (P.O) نہ تو کسی ممبر (Candidate) کا ملازم ہوگا نہ رہ چکا ہوگا یہ آفیسر تمام شکوک وشبہات سے بالاتر ہوں گے اور الیکشن سے 15 دن پہلے پریذائڈنگ آفیسر اور اسسٹنٹ پریذائنڈنگ آفیسر کی لسٹ ریٹرننگ آفیسر کے پاس جمع ہوگی۔ سیکشن 27 پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ امیدواروں کی اہلیت اور نااہلی کا طریقہ کار واضح کرتا ہے جس میں کسی بھی امیدوار کو پاکستان کا شہری ہونا لازم قرار دیا گیا اور یوتھ ممبر کے علاوہ ہر امیدوار کی عمر کم ازکم 25 سال ہونا شرط قرار دی گئی ہے اور جس امیدوار نے الیکشن لڑنا ہے وہ اس کا اس یونین کونسل سے ووٹر ممبر ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی امیدوار کسی دوسرے ملک کی شہریت لے، یا کوئی عدالت کسی امیدوار کو مخبوط الحواس قرار دے تو اس امیدوار کی رکنیت ختم ہوجائے گی اس طرح اگر کوئی امیدوار کرپٹ ہوجائے یا کسی حکومتی محکمے میں ملازم ہو یا کسی بھی ایسی جگہ ملازمت پیشہ ہو جہاں کا کنٹرول صوبائی، فیڈرل گورنمنٹ کا ہو یا کسی بھی لوکل گورنمنٹ میں ملازمت پیشہ ہو یا کوئی امیدوار اپنی نااہلی کی بنا پر ملازمت سے نکالا گیا ہو یا کسی عدالت میں مجرم ٹھہرایا گیا ہو جس کی سزا دو سال سے کم نہ ہو وہ امیدوار بھی الیکشن کے لیے نااہل قرار دیا جائے گا۔ نیز اگر کوئی امیدوار کاغذات میں غلط بیانی کرے گا تو اسے بھی الیکشن کمیشن نااہل قرار دے سکتا ہے۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013ء کا سیکشن 28 یہ بتاتا ہے کہ میئر، ڈپٹی میئر، چیئرمین اور وائس چیئرمین کسی بھی دوسری سیٹ کے لیے اس وقت الیکشن لڑنے کے قابل ہوں گے جب وہ اپنی سیٹ سے استعفیٰ دیں گے جبکہ کونسلرز اور مخصوص نشستیں رکھنے والے امیدوار اپنی سیٹ چھوڑے بغیر کوئی دوسرا الیکشن لڑسکیں گے۔ مگر بعد میں ایک عہدہ چھوڑنا ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی یونین کونسل کا چیئرمین، ضلع کونسل کا چیئرمین، میئر یا ڈپٹی میئر بنتا ہے تو اس یونین کونسل کی سیٹ خالی ہوجائے گی۔ سیکشن 30 ہمیں الیکشن کمیشن کے طریقہ کار میں رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ الیکشن ہونے کے 30 دن کے اندر اندر پہلی میٹنگ کا ہونا ضروری ہے اگر صوبائی گورنمنٹ کسی جگہ یہ محصوص کرے کہ لوکل گورنمنٹ اپنی اہلیت کے مطابق کام نہیں کر رہی یا وسائل کا غلط استعمال کر رہی ہے تو وہاں ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنے میں خود مختار ہوگی مگر اس کی معیاد 6 ماہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ سیکشن 32 میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی سیٹ کسی بھی وجہ سے خالی ہو تو واضح کردہ طریقہ کار کے تحت 30 دن میں اس کا ممبر منتخب کرنا ہوگا چیئرمین کی جگہ وائس چیئرمین اور وائس چیئرمین کی سیٹ خالی ہونے کی صورت میں یونین کونسل کے براہ راست منتخب امیدواروں میں سے کوئی اس کی جگہ لے گا۔ بلدیاتی سیٹ اپ کی معیاد پوری ہونے میں اگر ایک سال باقی رہتا ہوگا تو کوئی بھی امیدوار منتخب نہ کیا جائے گا۔ سیکشن 33 کے مطابق اگر کسی ممبر کے خلاف کوئی درخواست الیکشن کمیشن کو موصول ہو تو اسے شوکاز نوٹس جاری کیا جائے گا اور جواب تسلی بخش نہ ہونے کی صورت میں یا جواب نہ آنے کی صورت میں انکوائری آفیسر مقرر کیا جائے گا اور الیکشن کمیشن کے پاس مناسب ثبوت ہونے کی صورت امیدوار کے ریموول آرڈر جاری کرسکنے کا اختیار ہوگا۔ سیکشن 34 میں کسی بھی امیدوار کو کسی بھی وقت استعفیٰ دینے کا اختیار دیا گیا ہے اور سیکشن 35 عدم اعتماد کا طریقہ کار واضح کرتا ہے کہ اس کے لیے دوتہائی اکثریت کا ہونا ضروری ہوکا اور یہ مدت ختم ہونے کے ایک سال قبل کسی بھی وقت لائی جاسکتی ہے اگر کسی امیدوار چیئرمین، وائس چیئرمین یا میئر کو الیکشن کمیشن نااہل قرار دے تو وہ پانچ سال کی مدت سے پہلے دوبارہ الیکشن میں حصہ نہیں لے سکے گا۔ سیکشن 39 یہ بتاتا ہے کہ الیکشن ٹربیونل 120 دن میں اپنا فیصلہ سنائے گا اور اس کے خلاف اپیل ہائی کورٹ میں دائر کی جاسکے گی جس کا فیصلہ وہ 30 دن میں کریں گے۔ سیکشن 40/41 میں ٹربیونل کے

اختیارات مقرر کئے گئے ہیں یعنی وہ کسی بھی پٹیشن کو خارج کرنے اور الیکشن کو منسوخ کرنے اور ختم کرنے کا فیصلہ بھی دے سکتا ہے۔

الیکشن ہونے کے 3 ماہ کے اندر یونین کونسل کے بائی لاز مرتب کئے جائیں گے۔ چیئرمین، وائس چیئرمین اور میئر یا ڈپٹی میئر میٹنگ کو پریذائڈ کریں گے اور ایک ماہ میں ایک میٹنگ کرنا ضروری ہوگی۔ بلدیاتی نظام میں سب سے اہم کیمسٹری یونین کونسل کے نظام کو سمجھنا اور اس کے اختیارات اور وسائل کا جائزہ لینا اہم ہوتا ہے اور ان تمام چیزوں کے متعلق ایک عام آدمی کو تمام قوانین، اصول وضوابط کا علم ہونا ضروری ہے تاکہ ایک عام آدمی اس نظام سے مستفید ہو سکے اور اپنے منتخب کیے ہوئے امیدوار سے مکمل آگاہی کے ساتھ اپنا کام کروا سکے۔ سیکشنز 71/72 ہمیں یونین کونسل کے متعلق تمام چیزوں کے متعلق آگاہی فراہم کرتا ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ یونین کونسل کا سربراہ چیئرمین ہوگا۔ وائس چیئرمین، چیئرمین کی عدم موجودگی میں اس کی ذمہ داری نبھائے گا۔ سربراہ یونین کونسل یعنی چیئرمین اپنی یونین کونسل کے ترقیاتی منصوبے اور بجٹ تیار کرے گا اور باقی امیدواروں کے آگے پیش کرے گا اور چیئرمین کسی بھی وقت یونین کونسل کے سیکرٹریز کو ایگزیکٹو آرڈر دے سکتا ہے۔ چیئرمین یونین کونسل، ضلع کونسل میں اپنی یونین کونسل کی نمائندگی کرے گا۔ چیئرمین یونین کونسل میں ٹیکس نافذ العمل کے طریقہ کو بہتر بنائے گا اور چیئرمین یونین کونسل پنچائت کے ارکان کا انتخاب کرے گا جن کی تعداد 9 ہوگی۔ اور راستے گلیاں، پارکس، کھلی جگہیں، قبرستان وغیرہ کی تعمیر وترقی اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری یونین کونسل کی ذمہ داری ہوگی، پانی کی صفائی کا انتظام، کنوؤں کی صفائی اور سیورج کے نظام کو بہتر بنانا، چیئرمین کی ذمہ داریوں میں شامل ہوگا جبکہ غیر قانونی طور پر حکومتی املاک کو نقصان پہنچانے والوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کروائے گا۔ پیدائشی سرٹیفکیٹ، ڈیتھ سرٹیفکیٹ، طلاق نامہ جیسے دستاویزات جاری کرنا بھی چیئرمین یونین کونسل کی ذمہ داریوں میں شامل ہوتا ہے۔ صحت کے انتظامات کو بہتر بنانے کے لیے چیئرمین یونین کونسل واٹر سپلائی کو یقینی بنائے گا۔ پبلک ٹرانسپورٹ اسٹینڈ، پارکنگ پلازے اور گلیوں میں کلی برقی قمقموں کی حفاظت اور ان کے نان ونفقہ کی ذمہ داری چیئرمین یونین کونسل کی ہوگی۔

بلدیاتی نظام ایک عام آدمی کو فائدہ پہنچانے اور ایک عام آدمی کی ہر جگہ جلد از جلد رسائی کا نظام ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں جمہوریت کا عدم تسلسل اس نظام کے پلنے بڑھنے میں ہمیشہ رکاوٹ رہا لیکن پچھلے کچھ عرصہ سے جمہوری حکومتیں بھی بلدیاتی نظام رائج کرنے میں ہچکچاہٹ کا شکار نظر آئیں اور شائد اس کی بنیادی وجہ اختیارات کی منتقلی کو روکنا تھا۔ مگر عدالت عظمٰی کے فیصلہ کے پیش نظر صوبہ بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں اختیارات بلدیاتی حکومتوں کو منتقل کردیئے گئے اور پنجاب میں مرحلہ وار الیکشن کا شیڈول آچکا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ یہاں بغیر کسی رکاوٹ اور سیاسی مصلحت یہ عمل مکمل ہو اور پنجاب میں بلدیاتی نظام رائج ہو، جس کا فائدہ عام آدمی کو ہو اور پاکستان کی تعمیر ترقی کی نئی راہیں ہموار ہوں۔

دہشت گردی اور جنگلوں کا نقصان

رولینڈ ڈی سوزا

پینٹا گون کی طرف سے عام کی جانے والی ایک دستاویز میں موسمیاتی تبدیلی کے اثرات اور دہشت گردی کے درمیان بندھن کا اعتراف کیا گیا ہے۔ ''یہ وہ اثرات ہیں جو ان خطرات میں کئی گنا اضافے کا سبب بنتے ہیں جن کے باعث غربت، ماحولیاتی انحطاط، سیاسی عدم استحکام اور سماجی ہلچل جیسی ذہنی اور جذباتی کیفیات میں شدت آجاتی ہے جن سے دہشت گردی اور تشدد کی دوسری شکلیں جنم لیتی ہیں''۔

جرمن واچ کے ''طویل المدت موسمیاتی خدشہ کا 2015ء'' کا اشاریہ (لانگ ٹرم کلائمیٹ رسک انڈکس 2015) میں پاکستان کو ان دس ملکوں کی فہرست میں رکھا گیا ہے جو 1994ء سے 2013ء تک کے عرصے کے دوران موسمیاتی تبدیلیوں کے باعث سب سے زیادہ متاثر ہوا۔ 2010ء کے سیلاب کے دوران یہ سر فہرست آ گیا تھا۔ اس سیلاب میں دو ہزار افراد لقمہء اجل بن گئے تھے اور تقریباً دو کروڑ افراد بے گھر ہو گئے تھے۔ عالمی بنک کے تخمینے کے مطابق اس سیلاب میں پاکستان کو دس ارب ڈالر سے زائد کا نقصان ہوا تھا)۔ عالمی بنک کی جانچ ''پاکستان سٹریٹیجک کنٹری انوائرمینٹل ایسسمنٹ 2006ء'' کے مطابق ہمارے ہاں سالانہ ماحولیاتی تنزل ہمارے چھ فیصد جی ڈی پی کے برابر ہے جبکہ اس سال ہماری اقتصادی بڑھوتری اسی رقم کے برابر تھی۔ یہ ''ایک قدم آگے، ایک قدم پیچھے'' کی روایت کے عین مطابق ہے۔ اب 4.5 فیصد جی ڈی پی کی شرح نمو کے ساتھ تو ہم پسماندگی کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ جنوبی ایشیا کے بہت سے ممالک ایسے ہیں جو غیر معمولی جنگلوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ بھوٹان کی زمین کا 85.6 فیصد، نیپال کی زمین کا 25.4 فیصد، سری لنکا کی زمین کا 29.2 فیصد اور بھارت کی زمین کا 23.1 فیصد حصہ جنگلوں سے گھرا ہوا ہے جبکہ گزشتہ 25 برسوں کے دوران جنگلات کی بحالی کی زوردار مہم کے ذریعے جنگلات کا رقبہ 12 فیصد سے بڑھ کر 22.6 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔ ایشیا میں جنگلات کا اوسطاً رقبہ بیس فیصد ہے جبکہ دنیا کی اوسط شرح 29 فیصد ہے۔ پاکستان میں 2.1 فیصد کے حساب سے جنگلات کم ہو رہے ہیں۔ (ایک متوازن حیثیت کے لیے ضروری ہے کہ جنگلات کا رقبہ 25 فیصد ہو)۔

پاکستان خصوصاً سندھ، خیبر پختونخوا اور پنجاب میں جنگلات کا رقبہ تیزی سے کم ہو رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ شہر کاری، جنگلات کی زمین کو غیر قانونی طور پر زراعت کے لیے استعمال میں لانا، گھاس کے میدانوں میں بہت زیادہ چرائی اور ٹورازم کے باعث ویرانی، سیلابوں اور زمین کی رنگا رنگی میں تخفیف اور جنگلی حیات میں کمی اس صورتحال کا سبب ہیں۔ (جنگل کی کٹائی کے علاوہ گیس اگلنے والے دنیا کے گرین ہاؤس سے نکلنے والی 12 سے 20 فیصد گیس اس میں اپنا حصہ ڈالتی ہے)۔ پاکستان کی قومی ماحولیاتی تبدیلی سے متعلق پالیسی (نیشنل کلائمیٹ چینج پالیسی) میں تخفیف اور مطابقت کی مناسبت سے جن 120 بنیادی اصولوں کو شامل کیا گیا تھا، ان پر عمل درآمد کے حوالے سے پاکستان وعدہ شکنی کا مرتکب ہوا ہے۔ ان بنیادی اصولوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو جنگلوں کے تحفظ اور انہیں توسیع دینے کے حوالے سے ہیں اور بہت ہی اچھے ہیں۔ اس کی مثال اس مہم جُو طالب علم سے دی جا سکتی ہے جو امتحان سے پہلے والی رات کو تمام وقت رٹا لگاتا رہا ہو لیکن امتحان میں کوئی کارکردگی نہ دکھا سکا ہو۔ نومبر 2015ء میں اقوام متحدہ کی ماحولیاتی تبدیلی سے متعلق منعقد ہونے والی کانفرنس کے لیے ایک رپورٹ تیار کرنے کے لیے اسلام آباد میں بہت سے بے مقصد اور بے نتیجہ اجلاس ہوئے۔ اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے پاکستانی وفد میں ہمارے وزراء (اور شاید وزیراعظم) اور سیکرٹری حضرات بھی شامل ہوں گے۔ کانفرنس پیرس میں ہوگی۔ کانفرنس میں یہ مندوبین کانفرنس میں گروی افزائش حرارت کے حوالے سے پاکستان کی بے بسی کا رونا روئیں گے اور این سی سی پی کی نمایاں خصوصیات (جن پر تاحال عملدرآمد نہیں ہوا) کے بارے میں لاحاصل ڈینگیں ماریں گے۔ کیا ہم کسی کو بے وقوف بنا پائیں گے؟ کیا ہم یہ نہیں سمجھ پائیں گے کہ ہم ماحولیاتی خودکشی کر رہے ہیں؟ گزشتہ دس برسوں کے دوران حکومت سندھ نے انتہائی لاپروائی کے ساتھ جنگلوں سے متعلق قوانین میں ترمیم کی ہے بلکہ ان کی شدید خلاف ورزی کی۔ اس کا مقصد درختوں کی اکثریت کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکنا اور جنگلوں کی زمین کو اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کو لیز پر دینا تھا تا کہ وہ گنا پیدا کر سکیں۔ بظاہر لگتا ہے کہ حکومت این سی سی پی پالیسیوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتی یا سمجھتی ہے کہ یہ سندھ صوبہ پر لاگو نہیں ہوتیں۔

جنگلوں کا صفایا چونکہ دہشت گردی کی مکارانہ اور پُرفریب ترکیب ہے اس لئے ہماری فوج کو چاہئے کہ وہ سندھ کے ضلع شکارپور میں جنگلوں کے لئے مخصوص زمین میں سے 9700 ایکڑ اراضی حاصل کرنے کے منصوبے پر نظر ثانی کرے۔ منصوبے کے مطابق اس زمین کو قابل کاشت بنا کر جنگ میں زخمی ہونے والے فوجیوں اور شہداء کے خاندانوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ کیا اس مقصد کے لئے کوئی ایسی اراضی نہیں ہے جس پر جنگل نہ ہوں اور جو اس مقصد کے لئے استعمال کی جا سکتی ہو؟

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ایکسپریس ٹربیون)

دو لا پتہ افراد کی نعشیں برآمد

جامشورو 30 جولائی کو ضلع جامشورو کی تحصیل کوٹری میں قومی شاہراہ پر بولہاڑی کے قریب پولیس کو دو نعشیں ملیں جنہیں سر میں گولی مار کر قتل کیا گیا تھا۔ پولیس نے نعشوں کو پوسٹ مارٹم کے لئے تعلقہ ہسپتال کوٹری منتقل کر دیا جہاں ان کی شناخت صہیب حیات سموں اور اجمل خلجی کے نام سے ہوئی۔ دونوں نعشوں کو ان کے آبائی گاؤں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مقتول صہیب حیات ضلع تھر پارکر کے شہر اسلام کوٹ جبکہ اجمل خلجی حیدر آباد کے علاقہ ہالہ ناکہ کا رہائشی تھا۔ صہیب سموں کی نعش اس کے چچا اشرف سموں نے وصول کی جس کا کہنا تھا کہ صہیب سموں کی عمر 37 سال تھی اور وہ مٹھی میں آرمی پبلک سکول کے قریب گلستان صحرا فاؤنڈیشن نامی مدرسے میں بچوں کو دینی تعلیم دیا کرتا تھا۔ اشرف سموں کے مطابق 18 فروری کی شب چار گاڑیوں میں سوار افراد انہیں مدرسے سے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اس نے مزید بتایا کہ اطلاع ملنے پر جب وہ مدرسے پہنچے تو مدرسے میں کتابیں بکھری پڑی تھیں۔ اساتذہ نے بتایا کہ اہلکاروں نے ان سے پوچھا کہ مدرسہ رجسٹرڈ ہے یا نہیں۔ بعد ازاں وہ صہیب کو اپنے ساتھ لے گئے۔ اشرف سموں نے بتایا کہ انہوں نے صہیب کی گمشدگی کی ایف آئی آر درج کرانے کے لئے تھانے کے کئی چکر لگائے لیکن ایف آئی آر درج نہ ہو سکی۔ گزشتہ شب پولیس نے ان سے رابطہ کر کے بتایا کہ انہیں رات گئے دو نعشیں ملی تھیں جن میں سے ایک صہیب کی تھی۔ اشرف سموں کا دعویٰ ہے کہ اس کا بھتیجا اہل حدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا تھا تاہم اس کا کسی مذہبی و سیاسی تنظیم یا کسی شدت پسند گروہ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ صہیب احمد پنجاب کے علاقے فیصل آباد کے مدرسے سے فارغ التحصیل تھا۔ بعد ازاں اس نے مٹھی میں مدرسہ قائم کیا جس میں پچاس سے زائد طالب علم زیر تعلیم تھے۔ اشرف سموں کے مطابق صہیب نے کچھ دوستوں کی مدد سے زمین خریدی اور پانچ کمروں پر مشتمل ایک مدرسہ قائم کیا۔ صہیب کا چچا اشرف سموں ایک نامور استاد اور ادیب ہے۔ اجمل خلجی کی نعش اس کے بھائی محمد انور نے وصول کی جس نے بتایا کہ اجمل کو سات ماہ قبل حیدر آباد کے علاقہ کالی موری میں واقع آئل ڈپو سے ڈبل کیبن گاڑی میں سوار افراد اپنے ساتھ لے گئے تھے جس کے بعد اس کا کچھ پتا نہیں تھا۔ اجمل خلجی کی کسی مذہبی جماعت یا شدت پسند گروہ سے وابستگی سامنے نہیں آئی تاہم اس کے اہل خانہ کا کہنا ہے کہ اس کا تعلق اہل حدیث مکتبہ فکر سے تھا۔ اس سے پہلے مذہبی رجحان رکھنے والے افراد کی تشدد زدہ نعشیں کراچی سے ملتی رہی ہیں جن کا تعلق پولیس کالعدم تحریک طالبان کے مختلف گروہوں سے بتاتی رہی ہے۔

(نامہ نگار)

امن کمیٹی کے کارکن کا قتل

سوات خیبر پختونخوا کے ضلع سوات میں پولیس حکام کے مطابق نامعلوم افراد نے 13 ستمبر 2015 کو امن کمیٹی کے رکن اور ویلج کونسلر غلام سعید کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ پولیس کے مطابق واقعہ تحصیل کبل کے علاقے ننگولئی میں اس وقت پیش آیا جب امن کمیٹی کے رکن غلام سعید گھر جا رہے تھے کہ انھیں حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ حملے میں غلام سعید شدید زخمی ہو گئے جنھیں فوری طور پر سیدو شریف ہسپتال منتقل کیا گیا تاہم وہ ہسپتال میں دم توڑ گئے۔ حملے میں غلام سعید کا ایک ساتھی بھی زخمی ہو گیا جسے ہسپتال میں طبی امداد دی جا رہی ہے۔ واقعے کے بعد سیکورٹی فورسز نے علاقے کو گھیرے میں لے کر سرچ آپریشن شروع کر دیا ہے، تاہم آخری اطلاعات تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ اس حملے کی ذمہ داری کالعدم تنظیم تحریک طالبان پاکستان نے قبول کی ہے۔ خیال رہے کہ سوات میں بننے والی امن کمیٹیوں اور قومی لشکروں کے متعدد ارکان اور رضا کار دہشت گرد حملوں کا نشانہ بنتے رہے ہیں، اور حملوں کا یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ جبکہ اس کے ساتھ ساتھ سوات میں مختلف سیاسی پارٹیوں کے اراکین اور مقامی رہنماؤں کو بھی ہلاک کیا گیا ہے۔ سوات قومی امن جرگے کے ترجمان رحمت شاہ ساحل نے بی بی سی کو بتایا کہ ان حملوں میں شدت کے باعث علاقے سے امن کمیٹیوں کے زیادہ تر ارکان بیرون ملک یا دیگر محفوظ علاقوں میں منتقل ہو گئے ہیں۔ گذشتہ کچھ عرصے سے امن کمیٹیوں اور قومی لشکر کے رضا کاروں پر حملوں میں شدت آئی ہے۔ گذشتہ روز بھی مہمند ایجنسی میں امن کمیٹی کے دو رضا کاروں کو بم حملے میں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ مبصرین کے مطابق ان امن لشکروں کی اہمیت اتنی ہی ہے جتنی پہلی کبھی تھی تاہم حکومتی سطح پر نظر انداز ہونے کے باعث ان کمیٹیوں میں شمولیت کے حوالے سے لوگوں کی دلچسپی کم ہوئی ہے۔

(نامہ نگار)

دیرینہ تنازعے کا جرگہ

شکار پور 22 جولائی کو ضلع جیکب آباد کے علاقے گڑھی خیرو کے گاؤں ماڑی میں بھٹی اور کٹوہر برادری کے درمیان 51 ایکڑ اراضی کے معاملے پر 5 سال سے جاری تنازعے کا جرگہ ملیر لیاقت کی قیادت میں منعقد ہوا۔ اس تنازعے میں اب تک دس افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ 2013ء میں سجاد خان بلیدی اور ملیر منظور خان پنہور کی قیادت میں ہونے والے جرگے میں 71 لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا گیا تھا۔ بھٹی برادری کی جانب سے علی حسن کٹوہر کو جرمانے کی رقم نہ ملنے پر دوبارہ تنازعہ شروع ہو گیا جس میں بھٹی گروہ کے دو افراد مولا بخش اور مہر بھٹی ہلاک اور تین افراد زخمی ہوئے۔ جرگے میں دو افراد کے قتل اور چار کو زخمی کرنے کا جرم ثابت ہونے پر کٹوہر برادری پر 28 لاکھ ساٹھ ہزار روپے جرمانہ عائد کیا گیا جبکہ دو افراد کو زخمی کرنے اور جرمانے کی رقم ادا نہ کرنے پر بھٹی برادری پر چالیس لاکھ انتیس ہزار روپے کا جرمانہ عائد کیا گیا۔ مجموعی طور پر دونوں گروہوں پر 72 لاکھ 89 ہزار روپے کا جرمانہ عائد کیا گیا۔ (شاکر جمالی)

فائرنگ سے انجینئر ہلاک

کراچی 9 ستمبر کو کراچی کے علاقے بہادر آباد میں نجی ٹی وی چینل کی ڈی ایس این جی وین پر فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں وین میں موجود سیٹلائٹ انجینئر ارشد جعفری ہلاک جبکہ ڈرائیور انیس زخمی ہو گیا۔ فیروز آباد اسٹیشن ہاؤس آفیسر (ایس ایچ او) نے بتایا کہ وین ناہید اسٹور کے قریب پارک تھی کہ نامعلوم حملہ آوروں نے اس پر فائرنگ کر دی اور موقع سے فرار ہو گئے۔ تفصیلات کے مطابق نیوز وین میں چار افراد سوار تھے جن میں سے دو گاڑی سے دور چلے گئے، اسی موقع پر موٹر سائیکل سوار مسلح افراد نے وین میں موجود بقیہ دونوں افراد پر فائرنگ کر دی۔ ابتدائی طور پر دونوں افراد کو قریبی ہسپتال لے جایا گیا تاہم وہاں ارشد جعفری زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا تاہم انیس کی حالت خطرے سے باہر بتائی جاتی ہے۔ سندھ کے وزیر داخلہ سہیل انور خان سیال نے واقعے کا نوٹس لیتے ہوئے ڈی آئی جی ایسٹ منیر شیخ سے رپورٹ طلب کر لی جبکہ ملزمان کی فوری گرفتاری کے احکامات بھی جاری کر دیے۔ خیال رہے کہ اس سے قبل بھی پاکستان میں متعدد مرتبہ صحافیوں کو نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ گزشتہ سال ایکسپریس نیوز کے تین اہلکاروں کو کراچی کے علاقے نارتھ ناظم آباد میں فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ واقعے کی ذمہ داری تحریک طالبان پاکستان نے قبول کی تھی۔

(نامہ نگار)

"گدڑی میں لعل" کی منافقانہ قدر افزائی ایک جاگیردارانہ روایت

آئی۔اے۔رحمٰن

ماضی کی طرح اس سال بھی پنجاب کے نظام تعلیم کے منتظمین نے ایسے غریب طلباء تلاش کئے ہیں جنہوں نے اپنے بااثر حریفوں سے زیادہ بہتر کارگردگی دکھائی ہے۔ ان میں سے زیادہ تر کا تعلق نچلی ترین سطح کے محنت کش طبقے سے ہے۔

ضلع سیالکوٹ کے سولہ سالہ علی حمزہ نے میٹرک کے امتحان کے ہیومینیٹیز گروپ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اس نے شدید مشکلات کو زیر کیا: اس کے والدین کام نہیں کرسکتے کیونکہ وہ صحت کے مسائل سے دوچار ہیں؛ خاندان کا واحد کفیل ہونے کے ناطے وہ ریڑھی پر پھل بیچتا ہے؛ اور اس نے ایک گورنمنٹ ہائی سکول سے تعلیم حاصل کی جہاں صرف انتہائی نڈر بچے ہی تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔

گزشتہ ہفتے ایک اردو اخبار نے خبر شائع کی کہ ایک ہوٹل میں ڈش واشر کے طور پر کام کرنے والے ایک لڑکے نے لاہور بورڈ کے انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا کہ اعزاز حاصل کرنے والوں کو میڈل، نقد انعامات اور جو زیادہ خوش نصیب تھے انہیں لیپ ٹاپ دیے گئے، لیکن رپورٹ میں اس محنت کش طالب علم کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔

گزشتہ سال ایک سیکیورٹی گارڈ کا بیٹا رضوان، جو سموسے بیچ کر اپنی تعلیم کے اخراجات پورے کرتا تھا، اس نے میٹرک کے امتحان کے ہیومینیٹیز گروپ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ ایک اور طالب علم جس کا گزشتہ سال ذکر کیا گیا وہ ایک بس ڈرائیور کا بیٹا عمر فاروق تھا جس کا تعلق ایک مقامی مدرسے سے تھا۔ اس نے سرگودھا بورڈ کے میٹرک گروپ میں تیسری پوزیشن حاصل کی تھی۔ ایک اردو روزنامے نے تین کالم پر مشتمل ایک رپورٹ شائع کی جس کا عنوان تھا "میٹرک کے امتحان میں غریب طلباء سبقت لے گئے"، لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ غریب طلباء کون تھے۔

ایک زیادہ مفصل رپورٹ ایک اردو روزنامے نے 2013ء میں "میٹرک امتحان: پنجاب بھر میں غربت دولت پر سبقت لے گئی" کے عنوان سے شائع کی جس میں کہا گیا کہ اہم پوزیشنیں حاصل کرنے والے طلباء کا تعلق قصور (پلمبر کا بیٹا)، ڈیرہ غازی خان (رکشہ ڈرائیور کا بیٹا)، ملتان (پکوڑے / سموسے بیچنے والے کا بیٹا)، گجرانوالا (پوزیشن حاصل کرنے والے 15 میں سے 8 طلباء کے والدین محنت کش تھے)، اور دیگر شہروں سے تھا۔

یہ تمام کہانیاں صرف پنجاب سے تعلق رکھنے والے غربت کے شکار طلباء کی ذہانت کی تصدیق کیوں کرتی ہیں، اس بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ایسی کہانیاں دیگر صوبوں میں بھی دستیاب ہوں گی جو یا تو قومی اخبارات کے لاہور کے ایڈیشن میں شائع نہیں ہوتیں یا پھر انہیں سوائے پنجاب کے کہیں اور شائع کرنے کے قابل ہی نہیں سمجھا جاتا۔ اس کے باوجود پنجاب کے محکمہ تعلیم کے افسران "گدڑی میں لعل" کی دریافت کا اعلان کرنے میں کافی دلچسپی رکھتے ہیں۔

جاگیرداری کے دور میں غربت کو رومانویت کا رنگ دینا ایک مضبوط رواج تھا جس کے سائے میں ذہین لوگ پیدا ہوتے تھے۔ روسو جو آزاد مگر غریب پیدا ہوا اسے شرفاء کے دیوان خانوں کے آقا، والٹئیر پر برتری حاصل تھی۔ گولڈسمتھ کو "شی سٹوپس ٹو کانکر" لکھنے پر سراہا جاتا ہے جو اس نے ایک رات میں لکھی کیونکہ اسے اپنے باپ کی تدفین کے لئے پیسوں کی ضرورت تھی۔ اور مارکس نے کیپیٹل اس وقت لکھی جب اسے شدید غربت نے جکڑ رکھا تھا۔

پنجاب کے حکمران "گدڑیوں میں لعل" کی قدر افزائی کرنے کی جاگیردارانہ روایت کا جتنا چاہے سہرا لے سکتے ہیں۔ لیکن وہ اس الزام سے کیسے بچیں گے کہ وہ گاہے بگاہے "گدڑی میں لعل" تلاش کرنے پر داد وصول کرنے کے لئے مفلسی کا شکار بنی نوع انسان کے ایک بہت بڑے حصے کو نظرانداز کررہے ہیں۔

ہمارے کلاسیکل اردو ادب میں بھی ایسے شاعر ہیں جنہوں نے غربت میں ہمت کا مظاہرہ کیا۔ کیا کوئی اس بات کا تصور کرسکتا ہے کہ اگر میر امیر ہوتا تو وہ کیا ہوتا؟ یا اگر غالب کو ہر وقت اپنے پنشن کے بقایاجات اور اس بات کی فکر نہ ہوتی کہ اس کے پسندیدہ مشروب کی اگلی بوتل کہاں سے آئے گی تو وہ کیا ہوتا؟

پنجاب کے حکمران "گدڑیوں میں لعل" کی قدر افزائی کرنے کی جاگیردارانہ روایت کا جتنا چاہے سہرا لے سکتے ہیں۔ لیکن وہ اس الزام سے کیسے بچیں گے کہ وہ گاہے بگاہے "گدڑی میں لعل" تلاش کرنے پر داد وصول کرنے کے لئے مفلسی کا شکار بنی نوع انسان کے ایک بہت بڑے حصے کو نظرانداز کررہے ہیں۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمارے حکمران اس بات پر ضرور توجہ دیتے جدید اقوام نے غریب بچوں کے ساتھ ساتھ امیر بچوں کو مساوی مواقع فراہم کرتے ہوئے تعلیم تک رسائی کے حوالے سے غریبوں کی محرومی کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ ہم اکثر میرٹ کے اصول کا نعرہ تو بلند کرتے ہیں لیکن اس میرٹ کے حصول کے لئے تمام بچوں کو مساوی مواقع فراہم نہیں کرتے۔

غریب محنت کشوں کے بچوں کو چند ہزار روپے یا لیپ ٹاپ دینے میں ریاست کی کریم النفسی کا شور مچانے کی بجائے تمام امتحانات میں غریب طلباء کی ناکامیوں کی وجوہات کا پتا لگانا ضروری ہے تاکہ امیر اور غریب اور دیہی اور شہری طالب علموں کے درمیان فرق معلوم کیا جاسکے۔

یہ کون نہیں جانتا کہ تعلیم ایک ایسی تجارتی شے بن چکی ہے جسے لوگ اپنی مالی وسائل کے مطابق خرید سکتے ہیں، لاتعداد خاندان اپنے بچوں کو مہنگے تعلیمی اداروں میں بھیجنے کے لئے بہت بڑی قربانیاں دیتے ہیں، اور یہ کہ جیسے جیسے آپ بڑے شہروں سے دور ہوتے جاتے ہیں، جماعت میں طلباء کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور تعلیم کا معیار گرنے لگتا ہے۔ ان سب باتوں کی تحقیق سول سوسائٹی کی تنظیموں نے کی ہے۔ مثال کے طور پر، آسر (Annual Status of Education Report) اور الف اعلان سال ہا سال سے اس بات کی نشاندہی کررہی ہیں کہ ہمارے شرفاء حامی تعلیمی نظام کا مسئلہ کیا ہے۔ اگرچہ حکام نے اپنی خود پسندی کو اس حد تک ترک ضرور کردیا ہے کہ وہ آسر (ASER) کے حقائق کو معاشی سروے میں استعمال کررہے ہیں تاہم وہ اب بھی اس کی تجویز پر عمل کرنے کو تیار نہیں۔ صوبائی حکومتیں اس بات پر خوشی سے پھولے نہیں سماتیں کہ چالیس فیصد طلباء پرائیویٹ سکولوں میں جارہے ہیں لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ طلباء کو ناقص نصاب اور غیر معیاری تدریس سے تحفظ فراہم کرنے کے لئے ایک طریقہ کار تشکیل دینے کی ضرورت ہے، جس کا حوالہ حال ہی میں سوسائٹی فار ایڈوانسمنٹ آف ہائیر ایجوکیشن نے دیا تھا۔

یہ تمام معاملات جیسے کہ دیہی اور شہری تعلیمی اداروں میں تفاوت، تعلیمی اداروں کے درمیان فرق کے باعث امیر اور غریب کے درمیان بڑھتی ہوئی عدم مساوات، وسائل سے محروم غریب طبقے کو غربت کے کلچر سے چھٹکارا دلانے کی ضرورت، ایک جامع بحث کے مستحق ہیں، اور ہمارے حکمرانوں کو ایک یا دو غریب لڑکوں کی "گدڑی میں لعل" کے طور پر منافقانہ ستائش کرنے اور غربت کے شکنجے میں جکڑے ہوئے لاکھوں افراد کو نظرانداز کرنے کی بجائے یہی راستہ اپنانا چاہئے۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ ڈان)

انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس

ایچ آر سی پی نے خیبر پختونخوا، سندھ اور پنجاب کے مختلف مقامات پر ورکشاپش کا انعقاد کیا۔ جن میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے شرکت کی اور پاکستان کو درپیش بنیادی مسائل، ان کے اسباب اور حل پر تبادلہ خیال کیا۔ ورکشاپس کی رپورٹس ذیل میں بیان ہیں۔

تیمر گرہ خیبر پختونخوا کی تحصیل بلمبٹ ضلع لوئر دیر میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام مورخہ 8 اور 9 اگست 2015ء کو تیمر گرہ ریسٹ ہاؤس میں "انتہا پسندی کے خاتمے اور انسانیت دوست اقدار کے فروغ" کے موضوع پر دو روزہ ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔ ورکشاپ میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے 25 افراد نے شرکت کی جن میں پانچ خواتین بھی شامل تھیں۔ ورکشاپ میں انتہا پسندی وتعصب کے خاتمہ کے لیے سول سوسائٹی اور انسانی حقوق کے کارکنوں کا کردار، انتہا پسندی کیا ہے؟ اسکی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کے لیے لائحہ عمل، انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار، طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے، تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت جیسے موضوعات پر اظہار خیال کیا گیا۔ مقررین میں ندیم عباس، فضل کرم، اکبر خان اور ابراش پاشا شامل تھے۔ ورکشاپ کے دوران پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جدوجہد پر مبنی دستاویزی فلم ہم آواز اٹھاتے رہیں گے کے علاوہ انسانی حقوق کے موضوعات پر مبنی دستاویزی فلمیں ضمیر کی عینک، ہم انسان اور لوٹ جاتی ہے اُدھر کو بھی نظر کیا کیجئے دکھائی گئیں۔ سٹڈی سرکل میں ورکشاپ شرکاء نے تکثیری اقدار کے فروغ کے لئے انسانی حقوق کی تعلیم کی کتاب کے مختلف موضوعات پر اپنے خیالات کا احاطہ کیا۔ اس کے علاوہ تحصیل بالمبٹ میں انسانی حقوق کی صورت حال اور علاقے کے بنیادی مسائل کا جائزہ پیش کیا گیا۔

ورکشاپ کے آغاز میں فضل کرم، ریجنل کوارڈینیٹر ایچ آر سی پی نے سب شرکاء کا تعارف کرایا، ورکشاپ سے قبل شرکاء کا استعدادی جائزہ لیا گیا۔

تحصیل کی سطح پر مسائل کا جائزہ: اقبال صاحب نے مختصر طور پر بلمبٹ کے مسائل پر روشنی ڈالی اور کہا کہ یہ علاقہ کافی پسماندہ ہے۔ نکاسی آب کا مسئلہ ہے۔ بچیوں کی تعلیم و تربیت پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔ عورتوں کو ان کے برابری کے حقوق ملنے میں دشواری ہوتی ہے۔ بچوں سے مشقت والے کام کروائے جاتے ہیں۔ پینے کا پانی کھارا ہوتا ہے یا آلودہ ہوتا ہے کیونکہ پائپ جگہ جگہ پر ٹوٹے ہوتے ہیں اور پانی گندا ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگ مذہبی، معاشرتی یا سیاسی انتشار پھیلاتے ہیں۔ لڑکیوں کے تعلیمی اداروں کی کمی ہے۔ صفائی کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں۔

انتہا پسندی وتعصب کے خاتمہ کے لیے سول سوسائٹی اور انسانی حقوق کے کارکنوں کا کردار

ندیم عباس

سول سوسائٹی کے اداروں میں غیر سرکاری ادارے شامل ہیں جو کہ معاشرے کی اصلاح اور فلاح و بہبود کیلئے

> سول سوسائٹی کے اداروں میں غیر سرکاری ادارے شامل ہیں جو کہ معاشرے کی اصلاح اور فلاح و بہبود کیلئے کام کرتے ہیں۔

کام کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں انتہا پسندی کو جاننا ہوگا کہ یہ کیا ہے اور اس کے اثرات کیا ہیں؟ انتہا پسندی ایک ایسے روّیے کا نام ہے جو کہ انفرادی یا اجتماعی طور پر لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ معاشرے میں ایسے عناصر کی موجودگی بہت خطرناک نتائج کو جنم دیتی ہے۔ سول سوسائٹی کے ادارے انتہا پسندی کے سدباب اور تعصب کے خاتمے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں اور لوگوں کی آگاہی کے لیے وہ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ سول سوسائٹی کے ایسے بہت سے ادارے ہیں۔ تاریخ ساز تبدیلیاں لاتے ہیں۔ لوگوں کا رویہ تبدیل کرنا سب سے بڑی بات ہوتی ہے اور ایسا صرف تب ہی ممکن ہے جب سول سوسائٹی کے ادارے فعال ہوں۔ اس کے علاوہ انسانی حقوق کے کارکنوں کا اس ضمن میں کردار بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انسانی حقوق کی آگاہی اور لوگوں کو انصاف دلانے کے لیے ان کارکنوں نے اپنی جان تک کے نذرانے دیے ہیں۔ معاشرے کی سطح پر اگر یہ کارکن لوگوں کی آگاہی کا بیڑا اٹھائیں تو کبھی بھی کسی کے حقوق غصب نہیں ہوں گے۔ ہم آہنگی اور بھائی چارے کا درس دے کر اور لوگوں کو یکجا کر کے نہ صرف انتہا پسندی بلکہ بہت سی دیگر معاشرتی برائیوں سے بھی نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

انتہا پسندی کیا ہے؟ اسکی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کے لیے لائحہ عمل

اکبر خان

انتہا پسندی انفرادی یا اجتماعی سوچ اور روّیے کا نام ہے جس کا اظہار یا تو کوئی فرد کرتا ہے یا گروہ اور اس کے لیے وہ مختلف ذرائع اپناتا ہے۔ کبھی یہ عملی طور پر ہوتا ہے اور کبھی پروپیگنڈا کی شکل میں۔ لیکن اس کے نتائج دونوں صورتوں میں خطرناک ہوتے ہیں۔ انتہا پسندی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ چند ایک اقسام ہمارے معاشرے میں بہت تیزی سے پھیلتی جا رہی ہیں، جیسا کہ مذہبی انتہا پسندی، سیاسی انتہا پسندی اور معاشرتی انتہا پسندی۔ جو سب سے زیادہ آج کل کے دور میں پائی جاتی ہے وہ ہے مذہبی انتہا پسندی جس نے اپنی جڑیں اس قدر مضبوط کر لی ہیں کہ پوری دنیا اس کی لپیٹ میں آگئی ہے۔ اسی کی وجہ سے فرقہ پرستی نے بھی جنم لیا ہے اور بہت سے فرقے ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریباں ہیں۔ ہمارے ملک میں بہت سی سیاسی پارٹیاں بھی سیاسی انتہا پسندی کو جنم دیتی ہیں کیونکہ ایک پارٹی دوسری پارٹیوں کو برداشت نہیں کرتی اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے وہ انتہائی خطرناک ہتھکنڈے استعمال کرتی ہیں۔ معاشرتی سطح پر بھی انتہا پسندی عروج پر ہے۔ کسی میں صبرو برداشت کا مادہ نہیں۔ معاشرتی برائیاں عروج پر ہیں۔ ریاستی قوانین کی حق خلاف ورزی ہوتی ہے اور حقوق کی پامالی معاشرتی انتہا پسندی کو پروان چڑھاتی ہے۔ ان برائیوں کے سدباب کے لئے کچھ ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا کہ ہر سطح پر انتہا پسندی کا تدارک ممکن ہو سکے۔ مثال کے طور پر ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کیا جائے، اچھی طرز حکومت ہو، تعلیم کی کوئی سمت ہو، مذہب کی صحیح تشریح ہو، معاشی اور سماجی مساوات رائج ہوں، جمہوری اور تکثیری اقدار کو فروغ ملے، ادب اور فنون لطیفہ کو فروغ ملے اور ہر جگہ مثبت بحث و مباحثے ہوں، اور ہر حق برابری کی بنیاد پر دیا جائے۔

انتہا پسندی کے انسداد فروغ میں میڈیا کا کردار

فضل کرم

انتہا پسندی کے انسداد میں میڈیا کا کردار بالکل ایسے ہی ہے جیسے صحرا کے لیے بارش، کیونکہ وقتی طور پر اس سے صحرا کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ اسی طرح اگر میڈیا بھی کچھ ایسا دکھائے کہ لوگوں کے ذہنوں سے تجسس اور خوف دور ہو جایا کرے تو ایک طرح سے یہ میڈیا کا عوام پر احسان ہوگا۔ اپنی شہرت اور کاروبار پر توجہ مرکوز کرنے کی بجائے میڈیا کو لوگوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ میڈیا کو ریاست کا چوتھا ستون کہا جاتا ہے۔ ستون تو عمارت کو سہارا دیتا ہے نہ کہ اسے گرانے کا کام کرتا ہے ہمارا المیہ یہ ہے کہ جو میڈیا کہتا ہے ہم اسی پر یقین رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس کوئی متبادل ذریعہ ہی نہیں۔ یہ میڈیا کا فرض بنتا ہے کہ معاشرے اور ملک میں جو انتہا پسندی اور انتشار جنم لے رہے ہیں ان کے تدارک اور انسداد کے لیے کوششیں کرے تاکہ ایک پر امن معاشرہ وجود میں آئے۔ جہاں تک بات ہے انتہا پسندی کے فروغ میں کردار کی تو میڈیا نے پچھلی کم از کم ایک دہائی سے اسے اتنا پروان چڑھایا کہ اب اس کا انسداد کافی مشکل نظر آتا ہے۔ اس کی ایک وجہ بہت سارے میڈیا چینلز کا آنا ہے۔ کیونکہ اب یہ ایک کاروبار بن گیا ہے اور کاروبار کو بڑھانے اور منافع حاصل کرنے کے لیے مالک کچھ بھی کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ چنانچہ میڈیا نے انتہا پسندی کو اتنا فروغ دیا کہ اب ایسا لگتا ہے کہ یہ اسی میڈیا کی پیداوار ہے۔ ہم دیگر ممالک کے میڈیا کی مانند کچھ قوانین وضع کر کے ان پر عمل کریں تو ہمارا بھی بھلا ہو سکتا ہے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے، تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

ابراش پاشا

دنیا کے ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ تعلیم کے ذریعے ہی معاشرتی ناہمواریوں کو دور کیا جا سکتا ہے اور معاشرہ میں موجود تضادات کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ تعلیم معاشرے کے عقائد، اقدار اور فنون کو تشکیل دینے اور پروان چڑھانے کا ذریعہ بنتی رہی ہے۔ تعلیم کے ذریعے طالبعلموں کو آئندہ کے لیے ایک سمت مل جاتی ہے اور اسی تعلیم کے ذریعے مارکیٹ کی ڈیمانڈ بھی پوری کی جاتی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے افرادی قوت فراہم کی جاتی ہے۔ اگر تعلیم اچھے مستقبل کی ضمانت نہیں بنتی تو اسکی وجہ غیر تسلی بخش نظام تعلیم ہے جو کہ بدقسمتی سے پاکستان کے بننے سے لیکر ابھی تک ہم پر لاگو ہے اور ہم خوشی سے اسے اپنائے ہوئے ہیں۔ جو اساتذہ کرام سکولوں میں پڑھاتے ہیں وہ بھی اس سے واقف نہیں کہ تعلیم کا مطلب صرف کورس کی کتابیں پڑھانا نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک پورا عمل ہے جس سے گزر کر ہی ایک بچہ کوئی مقام حاصل کر سکتا ہے۔ ضروری ہے کہ استاد خود تربیت

دنیا کے ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ تعلیم کے ذریعے ہی معاشرتی ناہمواریوں کو دور کیا جا سکتا ہے اور معاشرہ میں موجود تضادات کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ تعلیم معاشرے کے عقائد، اقدار اور فنون کو تشکیل دینے اور پروان چڑھانے کا ذریعہ بنتی رہی ہے۔ تعلیم کے ذریعے طالبعلموں کو آئندہ کے لیے ایک سمت مل جاتی ہے اور اسی تعلیم کے ذریعے مارکیٹ کی ڈیمانڈ بھی پوری کی جاتی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے افرادی قوت فراہم کی جاتی ہے۔ا

یافتہ ہو اور اسی طرح وہ ان بچوں کی بھی اچھی طرح سے تربیت کرے جو اس کے پاس پڑھنے آتے ہیں۔ ہمارے تعلیم نظام میں انسانی حقوق کے حوالے سے بہت کم تعلیم دی جاتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ انسانی حقوق کا جو منظور شدہ منشور ہے اسی کو مدنظر رکھا جائے اور انسانی حقوق کی تعلیم کو ہر نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ حقوق کے بارے میں آگہی ہوگی تو حق حاصل بھی ہوگا اور حقوق غصب بھی نہیں ہوں گے۔ اسی طرح معاشرے میں غیر مسلم شہریوں، خواتین، معذور افراد اور نچلے طبقوں کے لئے بھی انسانی حقوق سے متعلق نصاب ترتیب دینا چاہیئے۔ ہمارا تعلیمی نظام غیر مسلموں کی کتب ترتیب دینے پر بھی خاموش ہے حالانکہ ان کو اپنے عقیدے پر قائم رہنے کا پورا حق ہے۔ تعلیمی اداروں میں ان کے لیے استاد کا نہ ہونا بھی ایک المیہ اور حکومت کی تنگ نظری ہے۔ ہمارے تعلیمی نظام کو حکمران طبقہ ہی اپنے فائدے کے لیے ہمیشہ سے استعمال کرتا آ رہا ہے اور یہی اس نظام کی اصلاح کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

کمیونٹی میٹنگ کے متعلق سامعین کی رائے

شرکاء کو ایک ذمہ داری دی گئی کہ ایک تو وہ اپنی رائے دیں اور دوسرے اپنے گلی محلے میں جا کر کچھ دوستوں کو اکٹھا کر کے یہ باتیں پہنچا دی جائیں جو کہ یہاں ان کو سیکھنے کو ملیں۔ اس سے اس ورکشاپ کا بھی مقصد پورا ہوگا اور لوگوں میں آگاہی پیدا ہوگی۔

بٹ خیلہ بٹ خیلہ میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام مورخہ 11اور12اگست 2015ء کو ریور گیسٹ ہاؤس، پل چوکی، بٹ خیلہ میں "انتہا پسندی کے خاتمے اور انسانیت دوست اقدار کے فروغ" کے موضوع پر دو روزہ ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔ ورکشاپ میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے 22افراد نے شرکت کی۔ ورکشاپ میں انتہا پسندی وتعصب کے خاتمہ کے لیے سول سوسائٹی اور انسانی حقوق کے کارکنوں کا کردار، انتہا پسندی کیا ہے؟ اسکی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کے لیے لائحہ عمل، انتہا پسندی کے انسداد فروغ میں میڈیا کا کردار، طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے، تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت جیسے موضوعات پر اظہار خیال کیا گیا۔ مقررین میں ندیم عباس، فضل کرم، اکبر خان اور ابراش پاشا شامل تھے۔ ورکشاپ کے دوران پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جدوجہد پر مبنی دستاویزی فلم ہم آواز اٹھاتے رہیں گے کے علاوہ انسانی حقوق کے موضوعات پر مبنی دستاویزی فلمیں ضمیر کی عینک، ہم انسان اور لوٹ جاتی ہے اُدھر کو بھی نظر کیا کیجیے دکھائی گئیں۔ سٹڈی سرکل میں ورکشاپ شرکاء نے تکثیری اقدار کے فروغ کے لئے انسانی حقوق کی تعلیم کی کتاب کے مختلف موضوعات پر اپنے خیالات کا احاطہ کیا۔ اس کے علاوہ بٹ خیلہ میں انسانی حقوق کی صورت حال اور علاقے کے بنیادی مسائل کا جائزہ پیش کیا گیا۔

بٹ خیلہ کے مسائل کا جائزہ

عرفان رضوی نے مختصر طور پر بٹ خیلہ کے مسائل پر روشنی ڈالی اور کہا کہ شہر کا بازار اور سڑکیں کافی تنگ ہیں۔ بازار میں چوک تک نہیں ہے اکثر لوگ ناجائز تجاوزات قائم کرتے ہیں جسکی وجہ سے ٹریفک کے مسائل جنم لیتے ہیں۔ لینڈ مافیا کا رواج ہے۔ بچیوں کی تعلیم وتربیت پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔ عورتوں کو ان کے برابر کے حقوق ملنے میں دشواری ہوتی ہے۔ بچوں سے مشقت والے کام کرائے جاتے ہیں۔ ہوٹلوں اور آبادی کے قریب کرش اور سنگ مرمر کو کاٹنے والے کارخانے نصب ہیں جن کی آلودگی سے انسانی صحت بھی متاثر ہو رہی ہے۔

انتہا پسندی وتعصب کے خاتمہ کے لیے سول سوسائٹی اور انسانی حقوق کے کارکنوں کا کردار

ندیم عباس

انتہا پسندی ہمارے معاشرے میں ناسور کی طرح پھیل

چکی ہے اور کوئی ایسا راستہ نہیں دکھائی دیتا جس پر چل کے اس مصیبت سے جان چھڑائی جائے ۔معاشرے میں انتہا پسند عناصر کی موجودگی بہت خطرناک نتائج کو جنم دیتی ہے۔سول سوسائٹی کے ادارے انتہا پسندی کے سدباب اور تعصب کے خاتمے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں کیونکہ ان کا رابطہ اور لوگوں کی آگاہی کے لیے وہ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔سول سوسائٹی کے ایسے بہت سے ادارے ہیں جنہوں نے تاریخ ساز تبدیلیاں لائیں ۔لوگوں کا روّیہ تبدیل کرنا سب سے بڑی بات ہوتی ہے اور ایسا صرف تب ہی ممکن ہے جب سول سوسائٹی کے ادارے فعال ہوں۔اس کے علاوہ انسانی حقوق کے کارکنوں کا کردار بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔انسانی حقوق کی آگاہی اور لوگوں کو انصاف دلانے کے لیے ان کارکنوں نے اپنی جان تک گنوادی۔معاشرے کی سطح پر اگر یہ کارکن لوگوں کی آگاہی کا بیڑا اٹھائیں تو کبھی بھی کسی کے حقوق غصب نہیں ہوں گے۔آپس میں ہم آہنگی اور بھائی چارے کا درس دے کر بہت سی معاشرتی برائیوں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔اس کے علاوہ عام لوگوں کی آگہی کے لیے ریاست بھی ایسے اقدامات کرے جن سے انتہا پسندی کا سدباب ہو اور لوگوں کو ان کے جائز حقوق مل سکیں اور ان کی جان و مال محفوظ ہو۔

انتہا پسندی کیا ہے؟ اسکی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کے لیے لائحہ عمل

اکبر خان

انتہا پسندی ایک ایسی جارحیت کا نام ہے جو کہ کسی فرد یا گروہ کی شکل میں سامنے آتا ہے اور لوگوں کے ذہنوں میں خوف و ہراس پیدا کر دیتا ہے۔یہ ایسا طرز عمل ہے جسکی وجہ سے معاشرہ شدید متاثر ہوتا ہے۔انتہا پسندی کی کئی قسمیں ہیں جن میں کچھ بڑی بڑی قسمیں مذہبی انتہا پسندی، سیاسی انتہا پسندی اور معاشرتی انتہا پسندی ہیں۔آج کل مذہبی انتہا پسندی عروج پر ہے۔بہت سے مذہبی گروہ پیدا ہو گئے ہیں جو اپنے مفاد کی خاطر کوئی بھی انتہائی قدم اٹھا سکتے ہیں اور مذہب کے نام پر لوگوں کو گمراہ کر کے آپس میں لڑواتے ہیں۔ہمارے ملک میں بہت سی سیاسی پارٹیاں بھی انتہا پسندی کو جنم دیتی ہیں۔ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے وہ انتہائی خطرناک ہتھکنڈے استعمال کرتی ہیں۔اس کے علاوہ معاشرتی سطح پر بھی کسی میں صبر و برداشت کا مادہ نہیں۔معاشرتی برائیاں عروج پر ہیں،ایک دوسرے کی حقوق غصب کئے جاتے ہیں اور حقوق کی پامالی معاشرتی انتہا پسندی کو پروان چڑھاتی ہے۔اس کی شروعات گھر سے ہی ہوتی ہے کیونکہ ہمارا رویہ گھر والوں کے ساتھ نامناسب ہوتا ہے اور گھر کے باہر بھی دوسرے لوگوں سے ہمارا برتاؤ ٹھیک نہیں ہوتا۔ ہمیں کچھ ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا کہ ہر سطح پر انتہا پسندی کا تدارک ممکن ہو سکے۔مثال کے طور پر، ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کیا جائے، اچھی طرز حکومت ہو، تعلیم کی کوئی درست سمت ہو، مذہب کی صحیح تشریح ہو، معاشی اور سماجی مساوات ہوں، جمہوری اور تکثیری اقدار کو فروغ ملے، ادب اور فنون لطیفہ کو فروغ ملے۔

انتہا پسندی کے انسداد فروغ میں میڈیا کا کردار

فضل کرم

ہمارا المیہ یہ ہے کہ جو میڈیا کہتا ہے ہم اسی پر یقین رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس کوئی متبادل ذریعہ ہی نہیں۔نہ

> انتہا پسندی ایک ایسی جارحیت کا نام ہے جو کہ کسی فرد یا گروہ کی شکل میں سامنے آتی ہے اور لوگوں کے ذہنوں میں خوف و ہراس پیدا کر دیتی ہے۔

ایسے دوسرے ذرائع ہیں جس کی بنا پر ہم کسی خبر کی تصدیق کر لیں۔دوسری بات یہ کہ میڈیا میں کام کرنے والے بہت سے لوگ غیر تربیت یافتہ ہوتے ہیں جن کی وجہ سے کافی غلط معلومات لوگوں تک پہنچتی ہیں اور لوگ تذبذب کا شکار ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ جو پرتشدد چیزیں میڈیا پر دکھائی جاتی ہیں وہ لوگوں میں خوف و ہراس اور تجسس پیدا کرتی ہیں۔بعض دفعہ لوگ کوئی چیز دیکھ کر مشتعل ہو جاتے ہیں اور انتہا پسندی پر اتر آتے ہیں جیسا کہ ایک ٹی وی چینل پر ایک صاحب نے کسی فرقے کے بارے میں کہا کہ اس کے ماننے والے کافر ہیں تو اس کے اگلے دن ہی اس فرقے کی تین لوگوں کو بے رحمی سے قتل کر دیا گیا اور کافی انتشار پھیلا۔میڈیا کو پہلے ایسے لوگوں کا چناؤ کرنا چاہیے جن کو میڈیا کے قوانین اور اصول وضوابط کا پتہ ہو۔اس کے علاوہ ان افراد کی تربیت کی جائے کیونکہ ان کی زبان سے نکلا ایک غلط لفظ معاشرے کی تباہی کا سبب بن سکتا ۔انتہا پسندی کو میڈیا نے پچھلے دس سالوں میں اتنا پروان چڑھایا کہ اب اس کا انسداد بہت مشکل نظر آتا ہے۔اس کی ایک وجہ بہت سارے میڈیا چینلز کا ظہور میں آنا ہے۔اب یہ ایک کاروبار بن گیا ہے اور کاروبار کو بڑھانے اور منافع حاصل کرنے کے لیے مالک کچھ بھی کرنے کو تیار ہوتا ہے۔چنانچہ میڈیا نے انتہا پسندی کو بہت فروغ دیا۔اب ایسے لگتا ہے کہ یہ انتہا پسندی اسی میڈیا کی پیداوار ہے۔ایسی چیزیں میڈیا پر دکھائی جاتی ہیں کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور میڈیا کے بارے گمان ہوتا ہے جیسے یہ کسی دشمن ملک کا میڈیا ہو۔میڈیا کو ریاست کا چوتھا ستون مانا جاتا ہے اس لئے ہونا تو یہ چاہئے کہ ہم اور بھی اس ستون کو مضبوط بنائیں ۔جس طرح انتہا پسندی کے فروغ میں میڈیا نے کافی کردار ادا کیا اسی طرح اگر اس کے انسداد کے لئے کوشش کرے تو کافی تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے، تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

ابراش پاشا

طرزفکر سوچنے کے طریقہ کار کو کہتے ہیں کہ کون کس انداز میں سوچ رہا ہے اور کیا سوچ رہا ہے۔اس کے علاوہ اگر تعلیم کی بات کی جائے تو اس کے ذریعے سے ہی شعور ملتا ہے اچھے برے کی تمیز آتی ہے۔لیکن کبھی کبھار تعلیم بھی اچھے مستقبل کی ضمانت نہیں بنتی۔اسکی وجہ غیر تسلی بخش نظام تعلیم ہے جو کہ بدقسمتی سے پاکستان کے بننے سے لیکر ابھی تک ہم پر لاگو ہے اور ہم خوشی سے اسے اپنائے ہوئے ہیں۔تعلیم کا مطلب صرف کورس کی کتابیں پڑھانا نہیں ہوتا ہے۔یہ ایک پورا عمل ہے جس سے گذر کر ہی ایک بچہ کوئی مقام حاصل کر سکتا ہے۔ہمارے تعلیمی نظام میں انسانی حقوق کے حوالے سے بہت کم یا بالکل ہی نہیں بتایا جاتا۔المیہ یہ ہے کہ تاریخ میں بہت سی ایسی شخصیات کو ہیرو بتایا گیا ہے جو کہ حقیقت میں کچھ بھی نہیں تھے۔۔انسانی حقوق کی تعلیم کو اگر کورس کی کتابوں کا حصہ بنالیا جائے اور صحیح تاریخ کا مطالعہ کروایا جائے تو آج کا بچہ کبھی بھی دہشت گرد یا انتہا پسند نہیں بنے گا۔اس کے علاوہ ہمارے ملک میں بدقسمتی سے تین قسم کے نظام تعلیم رائج ہیں۔ایک، پرائیوٹ سکول سسٹم، دوسرا سرکاری اور تیسرا مدرسے کا نظام۔اسی تعلیمی ماحول اور تعلیمی اقدار نے ہمارے نظام تعلیم کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے جس کی وجہ سے ہم کوئی بھی بہتر پالیسی لانے میں ناکام ہیں۔ہمارا تعلیمی نظام غیر مسلموں کی کتب ترتیب دینے کے حوالے سے بھی خاموش ہے حالانکہ ان کو اپنے عقیدے پر قائم رہنے کا پورا حق ہے۔ تعلیمی اداروں میں استاد کا نہ ہونا بھی ایک المیہ اور حکومت کی تنگ نظری ہے۔ہمارے مروجہ تعلیمی نظام کو حکمران طبقہ یا انتہا پسند گروہ اپنے فائدے کے لیے ہمیشہ سے استعمال کرتے آرہے ہیں اور اسی وجہ سے اس تعلیمی نظام میں بہتری نہیں لائی جاسکی۔

کمیونٹی میٹنگ کے متعلق سامعین کی رائے:

شرکاء کو ذمہ داری دی گئی کہ یہاں ان کو سیکھنے کو جو باتیں ملیں ان پر وہ اپنی رائے دیں اور اپنے گلی محلے میں جا کر

دوستوں کو اکٹھا کر کے یہ باتیں ان تک پہنچا دیں ۔اس سے اس ورکشاپ کا بھی مقصد پورا ہوگا اور لوگوں میں آگاہی پیدا ہوگی۔ بعد از ورکشاپ شرکاء کا استعدادی جائزہ لیا گیا کہ ورکشاپ سے پہلے وہ انسانی حقوق سے کس حد تک آشنا تھے اور شرکاء اس دو روزہ ورکشاپ میں کتنا کچھ سیکھ چکے ہیں۔

سوات تحصیل کبل ضلع سوات میں مورخہ 15-14 اگست 2015ء کو سوات کانٹیننٹل ہوٹل بینگورہ میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام تکثیری اقدار کے فروغ کے لئے دو روزہ تربیتی ورکشاپ انسانی حقوق کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا۔ ورکشاپ میں سات خواتین سمیت 25 افراد نے شرکت کی جن کا تعلق زندگی کے مختلف شعبوں سے تھا۔ پروگرام کے آغاز میں سب شرکاء کا تعارف ہوا اور ورکشاپ سے قبل شرکاء کا استعدادی جائزہ لیا گیا۔ ورکشاپ میں جن مضامین کا احاطہ کیا گیا ان میں انتہا پسندی و تعصب کے خاتمہ کے لیے سول سوسائٹی اور انسانی حقوق کے کارکنوں کا کردار، طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری روّیوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار، انتہا پسندی کیا ہے، اسکی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کے لئے لائحہ عمل جیسے عنوانات شامل تھے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی کاوشوں پر مشتمل ایک دستاویزی فلم "ہم آواز اٹھاتے رہیں گے" دکھائی گئی ۔ہم انسان کے نام سے ایک اور دستاویزی فلم بھی دکھائی گئی جس میں مذہبی ہم آہنگی اور بھائی چارے کا درس تھا۔ ایک اور دکھائی جانے والی دستاویزی فلم جسکا عنوان" ضمیر کی عینک تھا"۔اس فلم میں اتحاد، اور اتفاق کی بات کی گئی ضمیر پروری کی بات کی گئی، اور مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کی بات کی گئی، تقسیم در تقسیم سے بچنے کی بات کی گئی۔ بعد از ورکشاپ شرکاء کا استعدادی جائزہ لیا گیا تا کہ پتہ چل سکے کہ شرکاء اس دو روزہ ورکشاپ میں کتنا کچھ سیکھ چکے ہیں۔

تحصیل کی سطح پر مسائل کا جائزہ: فضل قدیم نے مختصر طور پر تحصیل کبل کے مسائل پر روشنی ڈالی اور کہا کہ سوات آپریشن کے بعد یہاں کافی مسائل نے جنم لیا ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ تعلیمی اداروں کا ہے جو کہ مسمار کئے گئے ہیں۔ ان کی دوبارہ تعمیر سے ہی یہاں کے بچے پھر پڑھنے لکھنے کے قابل ہونگے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ یہ علاقہ شہر سے دور ہے اور بہت سی بنیادی ضروریات کی کمی ہے جن میں صحت سرفہرست ہے۔ بچیوں کی تعلیم پر بھی توجہ اس طرح سے نہیں دی جاتی جس طرح کہ ان کا حق ہے۔ عورتوں کو عموماً گھر میں رکھنے کو ترجیح دی جاتی ہے اور ان کے حقوق پامال ہوتے ہیں۔ سڑکوں کا حال بھی کافی خراب ہے۔ ایک پر فضا مقام ہونے کے باوجود بھی یہاں کی سڑکوں پر توجہ نہیں دی جاتی۔ کوئی ایسا مرکز قائم نہیں ہوا جہاں پر ان بچوں کی دیکھ بھال ہو اور جو لوگ دہشت گردی یا انتہا پسندی سے متاثر ہوئے ہیں ان کی رہنمائی کی جائے۔

انتہا پسندی و تعصب کے خاتمہ کے لیے سول سوسائٹی اور انسانی حقوق کے کارکنوں کا کردار

ندیم عباس

پاکستان اس وقت دہشتگردی اور انتہا پسندی کا شکار ہے اور شر پسندوں نے پوری طرح اپنی جڑیں مضبوط کی ہوئی ہیں۔ ہم ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ یہ بیرونی سازش ہے لیکن کیا کبھی ہم نے یہ سوچا ہے کہ ہمارے ملک کی جو اندرونی حالت

پاکستان اس وقت دہشتگردی اور انتہا پسندی کا شکار ہے اور شر پسندوں نے پوری طرح اپنی جڑیں مضبوط کی ہوئی ہیں۔ ہم ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ یہ بیرونی سازش ہے لیکن کیا کبھی ہم نے یہ سوچا ہے کہ ہمارے ملک کی جو اندرونی حالت ہے اس کا کیا ہوگا یا اس کا ذمہ دار کون ہے؟

ہے اس کا کیا ہوگا یا اس کا ذمہ دار کون ہے؟ ہمارے معاشرے میں رہنے والوں کا جو روّیہ ہے اسے کیا کہا جا سکتا ہے؟ ہم سب میں جو عدم برداشت ہے اور تعصّبانہ رویہ ہے اس کو کیسے ختم جائے گا؟ یہ چند سوال ہیں جس کا جواب خود ہمارے پاس ہے لیکن ضرورت عزم و حوصلے کی ہے۔ اس سوچ کو بدلنا انتہائی مشکل کام ہے لیکن صحیح لائحہ عمل سے ان روّیوں کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں سول سوسائٹی کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ سول سوسائٹی کے ادارے اگر فعال ہوں تو یہ کسی بھی معاشرے میں ایک مثبت تبدیلی لا سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے انتہا پسندی ہمارے اداروں میں بھی پائی جاتی ہے۔ اداروں میں یہ انتہا پسند کسی نہ کسی طور داخل ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے انہی اداروں کا استعمال کرتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو جو ہماری نوجوان نسل ہے وہ انتہائی حد تک انتہا پسندی کا شکار ہے۔ اس کے پیچھے کئی وجوہات ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان وجوہات کو معلوم کر کے ان کا تدارک کیا جائے۔ اس کے علاوہ انسانی حقوق کے کارکن جہاں بھی ہیں ان کو بہتر طریقے سے لوگوں کی اصلاح کرنی چاہیے اور ان کے حقوق کے حوالے سے ان کو آگاہی دینی چاہیے۔ اگر ہم دیکھیں تو ہر انسان انسانی حقوق کا کارکن اور محافظ ہے۔ چونکہ ہم سب کے حقوق بھی یکساں ہوتے ہیں اور فرائض بھی اس لیے کسی اور کے حق کی جنگ لڑنا ایسا ہے جیسا کہ اپنے حق کی جنگ لڑنا۔ اگر انتہا پسندی کو روکنا ہے تو ایک ساتھ مثبت سوچ سے حالات کا مقابلہ کرنا ہوگا اور فرائض ٹھیک طریقے سے انجام دینا ہوں گے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے، تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

عنایت اللہ

طرز فکر سوچنے کے انداز کو کہتے ہیں۔ اب سوچ مثبت بھی ہو سکتی ہے اور منفی بھی۔ مثبت سوچ مثبت چیزوں کو جبکہ منفی سوچ منفی چیزوں کو جنم دیتی ہے۔ انسان جب انفرادی طور پر سوچتا ہے تو وہ صرف اپنی ذات تک سوچتا ہے لیکن جب اسکی سوچ کا دھارا سب کی طرف ہو تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اجتماعی اور معاشرے کی فلاح کی سوچ رکھتا ہے۔ اسی سوچ کا اثر ہوتا ہے کہ اس انسان میں جمہوری روّیہ پروان چڑھتا ہے اور وہ ایک مثبت سوچ لیکر آگے بڑھتا ہے۔ جمہوری روّیے تب ہی پروان چڑھتے ہیں جب کسی بھی معاشرے میں رہنے والے لوگوں کی سوچ معاشرے کی فلاح و بہبود کی طرف ہو۔ اگر کوئی ملک جمہوری نظام کا حامل ہے تو وہاں کے باشندے بھی جمہوری سوچ کے حامل ہونگے ورنہ وہاں کا نظام درہم برہم ہوگا۔ جہاں تک بات تعلیمی اداروں یا نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی ہے تو بدقسمتی سے ہمارا تعلیمی نظام اس قدر پرانا ہے کہ جدت بمشکل ہی آ سکتی ہے۔ شروع سے ایک ہی نظام ہے اور جب بھی تبدیل کرنے کا سوچا گیا تو کئی مسئلے پیدا ہوئے۔ چلو پورا نظام نہیں بدل سکتے تو پرانے والے میں ہی کچھ تبدیلی کروا اور جو انسانی حقوق کی تعلیم ہے اس کا کوئی باب ہی نصاب میں شامل کر دو اس سے کچھ تو بہتری آئے گی۔ جب تک کسی معاشرے کے لوگوں کو ان کے حقوق کے متعلق آگاہی نہیں ہوگی وہ کسمپرسی اور انتشار کا شکار ہونگے۔ اگر اتنا بھی نہ ہو تو جو بنیادی حقوق ہیں کم از کم ان کے بارے میں تو کچھ کہا جائے۔ ہمارے معاشرے میں کتنا انتشار ہے لوگ ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے، اپنے فرائض سے منہ پھیرتے ہیں اور حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔ یہ ریاست کی اولین ذمہ داری ہے کہ اس معاملے میں سنجیدگی سے کام لے اور نصابی کتب میں انسانی حقوق کی تعلیم کو شامل کرے۔

انتہاپسندی کے انسداد/فروغ میں میڈیا کا کردار

فضل کرم

انتہا پسندی ایک ایسے روّیے کا نام ہے جو کہ بعض دفعہ انفرادی اور بعض دفعہ اجتماعی طور پر کسی فرد یا گروہ کی شکل میں ابھرتی ہے اور اس کے نتائج انتہائی خطرناک ہوتے ہیں۔اس کی کئی وجوہات ہوتی ہیں اور انتہا پسند اس کے فروغ اور اپنے فوائد یا عزائم حاصل کرنے کے لئے کسی بھی حد تک جاتے ہیں۔اگر میڈیا کے حوالے سے بات کریں کہ میڈیا کا انتہا پسندی کے فروغ میں بنیادی کردار ہے۔میڈیا کو ریاست کا چوتھا ستون مانا جاتا ہے لیکن ہمارے ہاں یہی چوتھا ستون اپنی ریاست کی نفی کرنے اور اسکی بنیادیں کمزور کرنے پر کمربستہ ہے۔میڈیا پر ایسی غلط تصویر کشی کی جاتی ہے جس سے نہ صرف انتہا پسندی کو فروغ ملتا ہے بلکہ ہمارا تشخص بھی متاثر ہو رہا ہے۔میڈیا نے انتہا پسند گروہوں کے پروپیگنڈے کو اپنی پالیسی میں شامل کر لیا ہے۔آج کل میڈیا پر متنازعہ چیزوں سے لیکر پُرتشدد مناظر تک کھلم کھلا دکھائے جاتے ہیں جن سے لوگوں میں خوف و ہراس اور تذبذب پیدا ہوتا ہے۔ایک دوسرے کے فرقوں اور عقیدوں پر اس طرح تنقید کرتے ہیں کہ لوگوں میں انتشار پھیلتا ہے اور وہ ایک دوسرے کی جان لینے پر اتر آتے ہیں۔میڈیا چینلز کے قواعد وضوابط ہوتے ہوئے بھی وہ ان پر عمل درآمد نہیں کرتے اور جو جی میں آتا ہے دکھاتے اور کہتے ہیں۔ ریاست بھی اس معاملے میں کچھ کرنے سے قاصر ہے۔اس طرح کے کاموں سے نہ صرف میڈیا بدنام ہوتا ہے بلکہ ملک کی بھی بدنامی ہوتی ہے اور ہمارا عالمی تشخص پامال ہوتا ہے۔میڈیا اگر مثبت روّیہ اختیار کرے تو انتہا پسندی کو جڑ سے ختم کیا جا سکتا ہے،ایسی چیزیں دکھائی جانی چاہئیں جن سے لوگوں کا روّیہ تبدیل ہو اور انتہا پسندانہ سوچ سے نجات مل سکے۔

انتہا پسندی کیا ہے؟اسکی مختلف اقسام ، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کے لئے لائحہ عمل

فضل سبحان

کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایسا ذریعہ اپنانا جو کہ جذباتیت اور انتہا پر مبنی ہو اور اس سے عام لوگوں کو یا کسی ایک فرد کو نقصان پہنچے تو وہ روّیہ انتہا پسندی کے زُمرے میں آتا ہے۔یہ کام کوئی ایک فرد یا گروہ کرتا ہے۔انتہا پسندی کی بہت سی اقسام ہیں اور کچھ براہ راست ہماری زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔بڑی اقسام میں آج کل مذہبی انتہا پسندی سرفہرست ہے اس کے علاوہ سیاسی اور معاشرتی انتہا پسندی ہے۔یہ ایسی اقسام ہیں جو کہ براہ راست معاشرے کے لوگوں پر اثر کرتی ہیں۔آج کل ایسے مذہبی گروہ ہیں جو کہ اپنے نظریات کو ترویج دینے میں لگے ہوئے ہیں اور سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔یہ گروہ دوسرے لوگوں کے عقائد و نظریات کو غلط قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں اور نقصان عام لوگوں کو ہوتا ہے۔یہی انتہا پسندی آگے جا کر دہشت گردی کا سبب بنتی ہے اور لوگ ایک دوسرے کی جان کے دشمن بن جاتے ہیں۔دیکھا جائے تو سیاسی لحاظ سے بھی ہمارا ملک انتہائی پسماندہ ہے۔لوگوں کو سیاست کی سمجھ بوجھ نہیں ہے اور جو سیاسی پارٹیاں ہیں وہ اسی چیز کا فائدہ اٹھا کر اپنے عزائم حاصل کرتی ہیں۔ایک پارٹی دوسری پارٹی کے اوپر الزامات

> کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایسا ذریعہ اپنانا جو کہ جذباتیت اور انتہا پر مبنی ہو اور اس سے عام لوگوں کو یا کسی ایک فرد کو نقصان پہنچے تو وہ روّیہ انتہا پسندی کے زُمرے میں آتا ہے۔یہ کام کوئی ایک فرد یا گروہ کرتا ہے۔انتہا پسندی کی بہت سی اقسام ہیں اور کچھ براہ راست ہماری زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں

لگاتی ہے، لعن طعن کرتی ہے اور خمیازہ عوام کو بھگتنا پڑتا ہے۔آخری نمبر پر معاشرتی انتہا پسندی ہے جو کہ بہت عام ہے اور ہمارے روّیوں سے جھلکتی ہے۔معاشرتی ناانصافی ہوتی ہے جسکی بنیاد پر بہت سے لوگوں کا رجحان انتہا پسندی کی طرف بڑھ جاتا ہے اور معاشرہ انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔اسکی بنیادی وجہ حقوق کا نہ ملنا اور اس سے بے خبری ہے۔لوگ ایک دوسرے کے حقوق پامال کرتے ہیں اور اپنی بات منوانے کے لئے انتہائی حد تک جاتے ہیں۔اس میں اب عملی ذمہ داری ریاست کی ہے کہ وہ لوگوں کو ان کا جائز حق دے اور ایسی اصلاحات کرے کہ عوام ایک پر امن معاشرے کو فروغ دیں۔سب کو برابر کے حقوق اور انصاف ملے گا تو ایسی صورتحال پیدا نہیں ہوگی جو کہ انتہا پسندی کو جنم دے۔

سوات پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیراہتمام پنجاب کے ضلع گجرات میں " انتہاپسندی کے خاتمے اور انسانیت دوست اقدار کے فروغ " کے عنوان سے 25-26 اگست کو دوروزہ تربیتی ورکشاپ کا میری نیٹ ریسٹورنٹ میں اہتمام کیا گیا۔ورکشاپ میں شُرکاء کی تعداد 40 تھی جن میں 20 خواتین شامل تھیں۔زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے شرکاء میں صحافی، وکلاء، اُساتذہ، سماجی کارکنان، اور طلبہ کی بہت بڑی تعداد شامل تھی۔ورکشاپ میں جن موضوعات پر مقررین نے اظہار خیال کیا ان میں انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار، انتہا پسندی کے انسداد/فروغ میں میڈیا کا کردار اور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت، طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، انتہا پسندی کیا ہے، اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل، جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق، انتہا پسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار اور پنجاب میں کمسن بچوں کے نظام انصاف پر عملدرامد کی صورتحال جیسے موضوعات زیر بحث رہے۔سہولت کاروں میں ایچ آر سی پی کے پرگرام آفیسر حفیظ بزدار، ریجنل کوآرڈینیٹر عون محمد، ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر فضیل اشرف قیصرانی ،ڈاکٹر رمضان، قذافی بھٹی،صبغت وائیں اور منصور معین شامل تھے۔علاوہ ازیں ورکشاپ میں " ہم انسان " ، "ضمیر کی عینک "اور، "ہم آواز اٹھاتے رہیں گے "کے نام سے دستاویزی فلمیں دکھائی گئی اور شرکاء کے درمیان رواداری کے فروغ کے لیے گروپ ورک اور گیمز بھی کروائی گیئں۔کھانے کے وقفے کے بعد شرکا کو دستاویزی فلم ضمیر کی عینک دکھائی گئی، جسکا مقصد پاکستانی معاشرے میں دوہرے معیار کی تصویر کشی تھی۔اس میں یہ دکھایا گیا کہ ہم پاکستانی عوام بہت آسانی کے ساتھ اپنے کیے کا جرم غیر ملکی لوگوں یا ایجنڈوں کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔ایچ آر سی پی کی اس کاوش کو شرکا نے خوب سراہا۔

تعارف شرکاء، رجسٹریشن، قبل از ورکشاپ شرکاء کا استعدی جائزہ

ورکشاپ کا آغاز حفیظ بزدار نے مہمانوں اور دیگر شُرکاء کو خوش آمدید کہہ کر کیا۔انہوں نے کہا کہ 70 کی دہائی میں ہم نے نئے نئے کافر تیار کرنے کا جو کامیاب تجربہ کیا تھا وہ وہیں نہیں رکا۔ 80 اور 90 کی دہائی میں کئی مسجدوں سے نعرے اٹھے کافر کافر شیعہ کافر۔ملک کے طول و عرض میں شیعہ ڈاکٹر ، استاد، وکیل، تاجر اور دانشور چن چن کر بے دردی سے مارے گئے۔فوج پہلے طالبان کو مومنین سمجھتی تھی اب کافر سمجھتی ہے یا شاید ہمیں یہی بتاتی ہے۔ پنجاب کی حکومت پنجابی بولنے والے طالبان کو مسلمان سمجھتی ہے، پشتو بولنے والوں کو کافر۔یاالٰہی یہ ملک ہے یا کافر بنانے کی فیکٹری؟ اسکے بعد سے کافر پیدا کرنے کا کاروبار اتنا پھیل چکا ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے ہر شہری کے لیے ایسے مسلمان موجود ہیں جو اسے کافر سمجھتے ہیں۔

پاکستان میں انتہا پسندی کے موضوع پر اگرچہ بہت زیادہ توجہ دی جا رہی ہے مگر اسکے باوجود اس کو سمجھنے اور اس کی وجوہات کی نشاندہی کرنے میں بے شمار شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق انتہا پسندی ایک ایسا منفی طرزِ عمل ہے جو معاشرتی بے سکونی کا باعث بنتا ہے۔ ایچ آر سی پی کی جانب سے انسانی حقوق کی تعلیم کے فروغ، انتہا پسندی سے آگاہی اور اس کی روک تھام کے لیے پورے ملک میں کوششیں جاری ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کاوش آج کی ورکشاپ ہے اور میں آپ سب کا بہت مشکور ہوں کہ آپ اپنے قیمتی وقت سے کچھ لمحات نکال کر یہاں تشریف لائے ہیں۔ ہمیں مل کر سوچنا ہے کہ انتہا پسندی جیسے سرطان کو روکنے کے لیے کن تدابیر کی ضرورت ہے ورنہ ہمارا معاشرہ بہت تیزی سے زوال کا شکار ہوگا۔ آپ سب سے درخواست ہے کہ ہماری ورکشاپ کے مقصد کو اچھی طرح سمجھیں اور اس کے فروغ میں اپنا کردار ادا کریں۔

انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار

حقوق حق کی جمع ہے اور حق سے مراد ایک ایسا مفاد ہے جس کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ہر انسان کو پیدائش سے چند بنیادی حقوق مل جاتے ہیں مثلاً زندگی جینے کا حق، آزادی رائے کا حق، معلومات لینے کا حق، مل جل کر بیٹھنے کا حق۔ انسانی حقوق کی تحریک میں ہر دور کے علماء، صوفیا اور انقلابی رہنماؤں نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ اس تحریک کے باقاعدہ آغاز کا سراغ روم اور یونان سے ملتا ہے اور اس سلسلے میں ہمورابی کا قانون بہت اہمیت کا حامل ہے اور زندگی کے تمام پہلوؤں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کے بعد یہ تحریک مختلف مراحل میں سے گزرتی ہوئی ایک عالمی منشور پر آ کر رکی جس نے اس تحریک کو باقاعدہ اور منظّم شکل دی۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں کروڑوں جانوں کے ضیاع کے بعد اقوام عالم نے ایک معاہدہ قبول کیا جس کی پہلی شق کے مطابق تمام انسان بلا تفریق رنگ و نسل برابر ہیں۔ اس معاہدے کو دنیا میں انسانی حقوق کے عالمی منشور (UDHR) کے نام سے جانا جاتا ہے اور یہ 10 دسمبر 1948ء کو منظور کیا گیا۔ اس کی 30 شقیں ہیں جو انسانیت کو تمام بنیادی حقوق دینے کی ضامن ہیں۔ آج 192 ممالک اس معاہدے کو قبول کرتے ہیں اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے کوشاں ہیں۔ انسانی حقوق کو لوگوں تک پہنچانے کا طریقہ بھی خود کار سسٹم کی طرح ہونا چاہیے۔ یعنی لگاتار، مسلسل چلنے والا سسٹم۔ شروع سے لے کر آخر تک تمام لوگوں کو ہر قسم کے حقوق حاصل ہونے چاہیے۔

ہمارے گردونواح میں بااثر افراد نے سیاست کو ذاتی کاروبار یا جاگیر بنا لیا ہے۔ ہم لوگ بھی ووٹ کاسٹ کرتے وقت اپنی محلوں کے چودھریوں کو سامنے رکھتے ہیں۔ کسی بھی پارٹی کا منشور یا قیادت کے نظریات کی قدر نہیں کرتے۔ جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں لوگ ووٹ صرف اور صرف پارٹی منشور سامنے رکھ کر کاسٹ کرتے ہیں۔ وہاں سیاست ایک ادارہ ہے جو بھی اہل ہوگا اسے موقع ملے گا۔ جبکہ ہمارے ہاں سیاست موروثیت کا شکار ہے۔

> حقوق حق کی جمع ہے اور حق سے مراد ایک ایسا مفاد ہے جس کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ہر انسان کو پیدائش سے چند بنیادی حقوق حاصل ہوتے ہیں مثلاً زندگی جینے کا حق، آزادی رائے کا حق، معلومات لینے کا حق، مل جل کر بیٹھنے کا حق۔ انسانی حقوق کی تحریک میں ہر دور کے علماء، صوفیا اور انقلابی رہنماؤں نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ اس تحریک کے باقاعدہ آغاز کا سراغ روم اور یونان سے ملتا ہے اور اس سلسلے میں ہمورابی کا قانون بہت اہمیت کا حامل ہے اور زندگی کے تمام پہلوؤں کی نمائندگی کرتا ہے۔

ہماری سوچ کی بنیاد ہمارے خاندان سے شروع ہوتی ہے جب ہم پیدا ہوتے ہیں تو ہم آس پاس ہونے والے عوامل کو آہستہ آہستہ اپنا لیتے ہیں۔ کیونکہ میں آج جہاں ہوں، جو بھی ہوں، اور جیسے ہوں یہ سب ایک حادثاتی بنیاد پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طرز فکر میں تبدیلی کا پہلا سبب خاندان ہے۔ دُنیا میں ہزاروں زُبانیں بولی جاتی ہیں جو کہ حالات و واقعات اور ضروریات کی پیش نظر سامنے آئیں۔ لیکن آج ہر زبان کی اپنی الگ پہچان ہے۔ اِسی طرح مذاہب بھی مختلف ہیں اور ہر کسی کو ایک دوسرے کے عقیدے اور ایمان کی عزت کرنی چاہیئے۔ یہی ہمارا جمہوری روّیہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مذاہب کا احترام کریں۔ جب ہم جمہوریت، جمہوریت کی آواز لگاتے ہیں تو پہلے یہ سوچ لینا چاہیئے کہ کیا ہمارے روّیے جمہوری ہیں؟ اصل مسئلہ ہی یہ ہے کہ ہمارے اندر جمہوری رویے نہیں ہیں اور کوئی ایسا ادارہ بھی نہیں جو جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے کام کرتا ہو۔ اِسی طرح ہماری سوچ میں تبدیلی کے لیے ہماری کمیونٹی بھی کارفرما ہوتی ہے اور کمیونٹی میں ہماری درسگاہیں اور سکول بھی شامل ہیں۔ اور ہمارے سکولوں میں جو نصاب ہمیں پڑھایا جاتا ہے اُس سے ہماری سوچ کی مزید ترقی ہوتی ہے لیکن وہ سوچ مثبت ہے یا منفی یہ نصاب پر منحصر ہے۔ ہمارے ملک کے آئین میں بھی انسانی حقوق شامل ہیں لیکن جب تک ہمیں یہ پتہ ہی نہیں کہ ہمارے حقوق کیا ہیں اور ہم کس سے وہ حقوق مانگ سکتے ہیں یا کون ہمارے حقوق دینے کا مجاز ہے اُس وقت تک حقوق کا حصول ناممکن ہے۔ اور ہماری درسگاہوں اور سکولوں میں پڑھائے جانے والے نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیمات کا کہیں بھی ذکر نہیں جبکہ یورپین ممالک میں پانچویں جماعت تک طالب علموں کو اُن کے بنیادی حقوق کا پتا چل جاتا ہے۔

چنانچہ ہماری سوچ میں مثبت تبدیلی کے لیے ہمیں بنیادی انسانی حقوق کا پتہ ہونا بہت لازم ہے اور اِس کے لیے انسانی حقوق کی تعلیم کا عام ہونا بہت ضروری ہے۔ لوگوں کو یہ پتہ ہونا چاہئیے کہ حق کیا ہوتا ہے اور اُسے کیسے اور کہاں سے حاصل کرنا ہے۔ اِس کے لیے ریاست کا کردار مثبت ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ ریاست ایک ماں ہوتی ہے اور جس طرح ہماری سوچ کی بنیاد ہمارا خاندان ہے اُسی طرح سوچ میں مثبت تبدیلی کے لیے ریاست کردار بھی اہم ہے۔

انتہا پسندی کیا ہے، اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل

ڈاکٹر رمضان

انسان کو ذہانت جیسی نعمت سے نوازا گیا ہے اس لئے اس کو اپنے لئے اچھا یا برا انتخاب کرنے کا حق حاصل ہے۔ 45 قبل مسیح میں پہلے پہل ایک رومن وکیل نے مذہب کا لفظ متعارف کرایا۔ مذہب کا خاص مقصد طبیعاتی اور مابعد طبیعاتی زندگی کا کھوج لگانا اور اس کو قابو میں رکھنا ہے۔ مذہب کی تین اقسام ہیں۔ واحدنیت (اسلام توحید کا مذہب ہے)۔ مذہب میں آزاد خیالی (یہ فلسفہ اور تصور پر یقین رکھتے ہیں) ملحدانہ مذہب (عظیم رومی تہذیب کا مذہب)۔ اگر مذہب میں ہم آہنگی پائی جائے تو بلندیوں کو چھوا جاسکتا ہے۔ مذہبی رواداری کے تناظر میں رومی تہذیب کے کارناموں پر نظر دوڑائیں تو ہم پر واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے ادب، فنون لطیفہ، فلسفہ، سائنس، علم معرفت اور ریاضی میں کیسے ترقی کی۔ مذہب ایک رخی تصور نہیں ہے۔ یہ تاریخ سے متصل ہے اور بغیر تاریخ کے مذہب کا کوئی تصور نہیں۔ دنیا میں 4200 کے قریب مذاہب ہیں۔ تمام بالواسطہ یا بلاواسطہ خدا پر یقین

رکھتے ہیں۔ پاکستان میں مذہبی انتہا پسندی گزشتہ کئی دہائیوں سے اپنے عروج پر ہے۔ اگر مذہب میں ہم آہنگی پائی جائے تو بلندیوں کو چھوا جا سکتا ہے مگر بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ انتہا پسندی کی بیماری پاکستانی معاشرے میں بہت گہری جڑ پکڑ گئی ہے۔

انتہا پسندی کے علاج کے لیے اس کی علامات جاننا بہت ضروری ہے۔ انتہا پسندی نے پاکستانی معاشرے میں عدم برداشت، دوہرا پن اور نفرت سے بھرپور جذبات پیدا کر دیئے ہیں۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ دنیا کے اس خطے میں اس قسم کا شدید تشدد پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔ سیاست کی اصل اسلامی شکل دوبارہ حاصل کرنے اور اپنا کھویا ہوا سیاسی تشخص دوبارہ حاصل کرنے کے لئے مسلم دنیا نے سید قطب کے اسلامی سیاسی افکار کا استعمال کیا۔ اس نے نصابی کتب میں ایسا مواد شامل کر دیا جو کہ مغربی تہذیب سے جنگ کرنے کے لیے مجاہدین تیار کر رہا ہے۔ اس اسلامائزیشن نے زندگی کے تمام پہلوؤں کو بھی متاثر کیا۔ آج ہم فلسطین، مصر اور چیچنیا میں قتل وغارت کے خلاف تو نعرے بلند کرتے ہیں لیکن اپنے معاشرے میں مذہبی انتہا پسندوں کے کثیر مظالم کے خلاف ایک لفظ نہیں کہتے۔ ہم اسلام کے عالمگیر پیغام تمام انسانیت کی بھلائی کو مکمل طور پر فراموش کر چکے ہیں۔ ہم نے اسلام کی اپنے مفادات کے مطابق تشریحات کر لی ہیں۔ یہ موزوں وقت ہے کہ ہم اکٹھے ہو کر انتہا پسندی جیسی بھیانک مصیبت کا سامنا کریں اور اس کے خاتمے کے لیے حکمت عملی تشکیل کریں۔ اسی طرح ہی ہم اپنے آنے والی نسل کے مستقبل کی ضمانت دے سکتے ہیں۔ عمومی طور پر جب ہم انتہا پسندی کا ذکر کرتے ہیں تو ہمارے ذہنوں میں فوراً مذہبی انتہا پسندی کا نام آتا ہے اور ایسا ہونا اس لیے فطری ہے کہ معاشرتی سطح پر ہم اس کا سب سے زیادہ شکار ہیں۔

مذہبی انتہا پسندی کا سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ عقیدے کی بنیاد پر انسانوں کی برتری اور کمتری کا تعین کرنا اور اسی عقیدے کی رو سے ان سے سلوک کرنا۔ یہ ایک طرح سے انتہا پسندی کی سب سے خطرناک قسم ہے کیونکہ انسانی تاریخ میں لوگ سب سے زیادہ اسی وجہ سے غیر انسانی سلوک کا نشانہ بنے ہیں۔ یہ تمام انسانوں کا بنیادی حق ہے کہ وہ اپنے عقیدے کو برحق سمجھیں لیکن کسی کے عقیدے کو بزور طاقت تبدیل کرنا غلط ہے۔ عقیدے کی بنیاد پر انسانوں میں تفریق کرنا اور اپنے عقائد کو بزور طاقت دوسروں پر مسلط کرنا ہی مذہبی انتہا پسندی ہے۔ سماجی رویّوں اور ضابطوں میں کسی بھی صورت انتہا پر چلے جانا سماجی انتہا پسندی کہلاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے سماج میں بچیوں کی شادیاں طے کرتے وقت ان کی مرضی کو شامل نہیں کیا جاتا یہ سماجی انتہا پسندی ہے۔ اس طرح آپ اپنی بچی کا ایک قانونی، آئینی، اور مذہبی حق چھین رہے ہیں صرف اور صرف مذہب کے نام پر۔ یہ ایک سماجی انتہا پسندانہ فیصلہ ہے۔ اسی طرح غیرت کے نام پر قتل بھی سماج کا انتہا پسندانہ فیصلہ ہے۔ غیرت اور تقدس انہی دو لفظوں کے گرد ہم صدیوں سے گھوم رہے ہیں۔

انتہا پسندی خواہ کسی شکل میں ہو وہ تباہی کا موجب بنے گی۔ کیا کبھی ایک بیماری کا علاج دوسری بڑی بیماری سے ہوا ہے؟ ایک جہالت کا مقابلہ دوسری بڑی جہالت سے، ایک پاگل پن کا خاتمہ دوسرے بڑے پاگل پن سے، ایک دہشت کا خاتمہ دوسری بڑی دہشت سے، ایک جنون کا مقابلہ دوسرے بڑے جنون سے اور ایک شدت پسندی کو دوسری بڑی شدت پسندی سے ختم کرنا سراسر حماقت نہیں تو پھر اور کیا ہے۔ اس وقت ہم سب کو انتہا پسندی، دہشت گردی، جمہوریت، ملکی خودمختاری اور توانائی کے بحران کا سامنا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان تمام مسائل کا مل کر مقابلہ کریں۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

قذافی بھٹی

اس ورکشاپ کا مقصد ایک بہتر پاکستانی کی تعمیر کرنا ہے جو نہ صرف اپنے حقوق سے آگاہ ہو بلکہ دوسروں کے حقوق اور اپنے فرائض بھی پورے کرتا ہو۔ HRCP کا مقصد بھی دراصل ایک بہتر اور اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ معاشرے کا قیام ہے۔ چند لوگوں نے کوشش ایمانداری سے کی اور ایک بدنامِ زمانہ ٹریفک پولیس ایک نیک نام موٹروے پولیس کے روپ میں ڈھل گئی۔

بہتر پاکستان اور معاشرہ پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ بہتر انسان پیدا کیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ بہتر انسان کون ہوتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کی طرزِ فکر اور سوچ کے لحاظ سے کئی اقسام ہیں اور بہتر انسان وہ ہے جو دوسری مخلوقات سے اعلیٰ سوچ رکھے۔ سوچ کے لحاظ سے انسان کی تین قسمتیں ہوتی ہیں، خودغرض، غیر جانبدار، اور قربانی دینے والا۔ خودغرض انسان اشرف المخلوقات نہیں ہو سکتا۔ غیر جانبدار انسان جیسا کام بھی بہت سی مخلوقات کر رہی ہیں جیسا کہ مرغابیاں بھی عام انسان سے بہتر کام کر رہی ہیں مثلاً لائن بنانا ایک دوسرے کی مدد کرنا دوسرے کے لیے اپنا سفر چھوڑنا۔ قربانی دینا والا انسان ایسا ہے جس کا مقابلہ باقی کوئی مخلوق نہیں کر سکتی اس لیے ہی صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات کہلوانے کا حقدار ہے اور یہی بہتر انسان ہے۔ مثبت طرز فکر اور اس کی اہمیت اس لئے مسلّم ہے کیونکہ صرف انسان ایسی مخلوق ہے جو منفی سوچ کو مثبت میں بدل سکتی ہے۔

یہ تمام باتیں مثبت سوچ کے بارے میں جو آج ہم کر رہے ہیں یہ بہت پہلے سکول کی سطح پر ہو جانی چاہیے تھی۔ اسی طرح انسانی حقوق اگر ہمارے نصاب کا حصہ ہوتے تو آج نہ پولیس اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر سکتی نہ ہمیں بلاوجہ بغیر وارنٹ گرفتار کر لیا جاتا نہ 24 گھنٹے سے زیادہ حراست میں رکھا جاتا۔ اسی طرح کتنی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں جو آج ہم برداشت کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ صرف لاعلمی ہے ورنہ ہم اس کے خلاف آواز اٹھا سکتے تھے۔ پھر اسی طرح جو آئین ہمیں انسانی حقوق فراہم کرتا ہے وہ کم از کم میٹرک کی سطح تک ہمارے کسی مضمون کا حصہ ہونے چاہیں تاکہ تمام نئی نسل کے بچوں کو ازبر ہو جائیں۔ ہمارے معاشرے میں یہ مشکل ہے کہ جب تک کوئی چیز کسی کو زبردستی سکھائی نہ جائے تو اُسکو سیکھنے کے لیے ٹائم نہیں نکالتا۔ اس لئے انسانی حقوق اگر نصاب کا حصہ بن جائیں تو ہر کوئی ان سے آسانی سے آگاہ ہو سکتا ہے اور اسی سے جمہوری اقدار بھی فروغ پائیں گی۔

انسانی حقوق کی نصاب میں شمولیت کے لیے ہمارا (شرکاء کا) کردار

ہم سب لوگ کم از کم اپنی سطح تک بہتری کے لیے کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہم اخباروں میں آرٹیکلز لکھ سکتے ہیں۔ مختلف اجلاسوں میں اور سیمینارز میں شرکت کر کے اپنا موقف پیش کر سکتے ہیں۔ HRCP ایک اُمید کی کرن ہے جس کے پلیٹ فارم سے ہم اپنی آواز اربابِ اختیار تک پہنچا سکتے ہیں۔ بہت جلد ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جب سب لوگ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں گے تو خود بخود جمہوری اقدار معاشرے کا حصہ بنیں گی۔

انتہا پسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار

فضیل اشرف قیصرانی

حقوق انسانی کی بات کرتے ہوئے ہمیں اس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ انسانی حقوق کے منشور کا اطلاق ان لوگوں پر بھی ہوتا ہے جو ہمارے مخالفین اور ہمارے دشمن ہیں۔ عالمی منشور کی تیسری شق ہر شخص کو زندہ رہنے، آزاد رہنے اور ذاتی تحفظ کا پیدائشی حق دیتی ہے۔ ہمیں انتہا پسندوں سے کہنا چاہئے کہ آج آپ بہت سے بے گناہوں کو ذبح کر رہے ہیں، ان کے سکول، ہسپتال اور قبرستان بموں سے اڑا رہے

ہیں لیکن جب آپ کل گرفتار ہونگے ، اپنے مخالفین کے قبضہ قدرت میں ہونگے تو ہم آپکے انسانی حقوق کے لیے بھی آواز بلند کریں گے کیونکہ ہم آپکی طرح اپنے مخالف کو غیر انسان نہیں سمجھتے۔

اکیسویں صدی کا آغاز ہوا تو اپنے ضمیر کے مطابق لکھنے اور انسانی حقوق کو اپنی تحریروں کا پیمانہ بنانیوالے ادیبوں کو چین، ایران، پیرو اور بعض دوسرے ملکوں میں سرکاری عتاب کا سامنا کرنا پڑا۔ انہیں طویل مدت کے لیے قید کیا گیا۔ گزشتہ 10 برسوں کے دوران 150 ادیب اور صحافی گرفتار ہوئے، 50 سے زیادہ قتل ہوئے، درجنوں لاپتہ ہوئے اور انکا کوئی کھوج نہ مل سکا۔ یہ اپنے ضمیر کے مطابق انسانی حقوق کے خلاف ورزیوں پر آواز اٹھانے کی قیمت ہے جو ادیب اور صحافی ادا کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کسی بھی سماج میں ادیبوں کا کیا کردار ہے۔ انکا یہ روّیہ صرف انہی ملکوں میں نہیں ہوتا جہاں آمرانہ حکومتیں ہوتی ہیں۔ جمہوری حکومتیں غاصبانہ قوت بن کر کسی دوسرے ملک پر حملہ آور ہوتی ہیں تب بھی ادیبوں کی ذمہ داریاں یہی ہوتی ہیں کہ وہ اپنی حکومتوں کے خلاف احتجاج کریں اور انسانی حقوق کی پامالی کے راستے میں چٹان کی طرح کھڑے ہو جائیں۔

ہم نے دیکھا عراق پر غاصبانہ امریکی قبضے کے دنوں میں امریکی خاتون اول مسز لارا بش نے وائٹ ہاؤس میں ایک شعری نشست کا اہتمام کیا اور اسکے دعوت نامے جاری کیے۔ اس دعوت نے امریکی ادیبوں اور شاعروں کو برافروختہ کر دیا۔ ہزاروں میل دور لاکھوں عراقیوں کے ہر انسانی حق کو چھینا جا رہا تھا اور امریکی شاعروں اور ادیبوں سے یہ توقع کی جا رہی تھی کہ وہ اپنی خاتون اوّل کی دعوت پر اپنے قلم کی آزادی وائٹ ہاؤس کے طعام خانے میں گروی رکھ دیں گے۔ اس روّیے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اہم امریکی دانشوروں اور ادیبوں نے ای میل کے ذریعے ایک دوسرے کو یہ پیغام دیا کہ اس روز کوئی وائٹ ہاؤس کا رخ نہیں کرے گا اور اس روز جنگ کے خلاف شاعروں کو اور اس ادبی تحریک کو دوبارہ منظّم کیا جائے جو ویت نام کی جنگ کے خلاف وجود میں آئی تھی۔ یہ سائبر اسپیس میں انسانی حقوق کی پہلی جنگ تھی جو امریکی ادیبوں نے شاندار طور پر لڑی اور ہزاروں جنگ مخالف امریکی نظمیں دنیا کے تمام براعظموں تک پہنچیں۔ سائبر اسپیس کا یہی وہ استعمال ہے جو ہم نے عرب اسپرنگ کے دوران بھی دیکھا اور اسی لیے کہا جاتا ہے اسکا آزادانہ استعمال بھی انسانی حقوق میں سے ایک ہے۔

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ برصغیر میں جب فرقہ واریت کی کالی آندھی چلی تو ہمارے کچھ ادیبوں نے مایوسی کے عالم میں یہ اعلان کیا کہ انسان مر گیا ہے۔ لیکن عین اسی وقت اردو، ہندی، بنگلہ، پنجابی، سندھی اور برصغیر کی دوسری زبانوں کے ادیبوں نے اپنا قلم فرقہ واریت، مذہبی جنون اور قتل عام کے خلاف استعمال کیا۔ انکی تحریکوں میں اس انسان کی دھڑکنیں سنائی دیتی ہیں جو نفرتوں اور عداوتوں سے ماورا ہے۔ جنگ فسادات اور تنازعات کے زمانے میں ادیب حب وطن یا مذہبی وابستگی کا نعرہ مارتے ہوئے کسی ایک فریق کے نہیں،

ہم نے دیکھا عراق پر غاصبانہ امریکی قبضے کے دنوں میں امریکی خاتون اول مسز لارا بش نے وائٹ ہاؤس میں ایک شعری نشست کا اہتمام کیا اور اسکے دعوت نامے جاری کیے۔ اس دعوت نے امریکی ادیبوں اور شاعروں کو برافروختہ کر دیا۔ ہزاروں میل دور لاکھوں عراقیوں کے ہر انسانی حق کو چھینا جا رہا تھا اور امریکی شاعروں اور ادیبوں سے یہ توقع کی جا رہی تھی کہ وہ اپنی خاتون اوّل کی دعوت پر اپنے قلم کی آزادی وائٹ ہاؤس کے طعام خانے میں گروی رکھ دیں گے۔

انسان کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور یہی انسانی حقوق کی تحریک کی بنیاد ہے جس سے آگے کی طرف سفر کیا جاتا ہے۔ دنیا کے متعدد ادیبوں اور دانشوروں نے نفرتوں اور عصبیتوں کی آگ ٹھنڈی کرنے کا فرض انجام دیا ہے اور انسانی حقوق کی پاسداری کے لیے سینہ سپر ہوئے۔ اسکی ایک شاندار مثال 2008 میں اس وقت سامنے آئی جب انسانی حقوق کے عالمی منشور کی 60 ویں سالگرہ منائی جا رہی تھی۔ اس موقع پر دنیا کے 30 اہم اور نامی گرامی ادیبوں نے اس عالمی منشور کی 30 شقوں کے حوالے سے 30 کہانیاں لکھیں جن کا مجموعہ "فریڈم" کے نام سے شائع ہوا۔ کہانیوں کے اس مجموعے کا پیش لفظ ڈیسمنڈ ٹوٹو نے لکھا اور اس کتاب کی ساری آمدنی ایمنسٹی انٹرنیشنل کے نام ہوئی۔

انتہا پسندی کے انسداد / فروغ میں میڈیا کا کردار اور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت

حفیظ بزدار

لفظ میڈیا اصل میں Mass Media ہے اور یہ میڈیم سے نکلا ہے یعنی ہر وہ ذریعہ جس سے خبر دوسروں تک پہنچے میڈیا کہلاتا ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں ریاستی میڈیا، پرائیوٹ میڈیا اور متبادل میڈیا۔ ریاستی میڈیا میں ریاست کے کنٹرول شدہ اخبار اور چینلز شامل ہیں جبکہ پرائیویٹ یا نجی میڈیا نجی کاروبار کی طرح ہے ان کے اپنے مفادات کا ڈھانچہ ہوتا ہے۔ متبادل میڈیا میں دیگر ذرائع فیس بک، ٹویٹر اور سکائپ وغیرہ ہیں اور ان کا کمانڈ اور کنٹرول لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ ریاستی میڈیا پر حکومت سے متعلق اچھی خبریں ملتی ہیں جبکہ پرائیوٹ میڈیا پر میرٹ پر خبر ہوتی ہے۔

کچھ چینلز اپنے لوگو بنا لیتے ہیں جیسے ''سنسنی نہیں خبر''۔ رپورٹر ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتا ہے مگر سب سے زیادہ استحصال اسی کا کیا جاتا ہے۔ یہ باقاعدہ تنخواہ، سکیورٹی، پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت، غیر جانبداری سے محروم ہیں۔ سیاستدان اور اینکرز میں Symbiotic تعلق ہے اور سیاستدان ٹی وی چینلز کا رامیٹریل (Raw Material) ہیں۔ میڈیا کا بھی ضابطہ اخلاق ہے جس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ میڈیا نے ہر دور میں اجارہ داری قائم کی ہے۔ 2000ء میں عالمی سطح پر دنیا کے 196 بڑے چینلز نے یونین بنا کر اتحاد کر لیا اور اسے AOL کا نام دیا۔ اپنا آئین اور ضابطہ اخلاق بنایا اور گوئبلز کا اصول اپنایا کہ جھوٹ اتنا بولو کہ سچ کا گمان ہو اور بہترین جھوٹ وہ ہے جس میں سچ کی آمیزش بھی شامل ہو۔ اس سے انسان سوچنے پر مجبور ہوا کہ سب چینلز ایک ہی چیز دکھا رہے ہیں تو ٹھیک ہی ہوگا۔ اسی طرح پاکستان میں 2001ء میں چینلز کا ایکا ہوا کہ ایک دوسرے کے خلاف بات نہیں کریں گے 2008ء تک اس پر عمل کیا گیا۔

ٹی وی اینکر ہر موضوع پر ہر فن مولا ہوتے ہیں ان کے خیال میں وہ حکومت کو توڑ بھی سکتے ہیں، جب چاہیں اور جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ اینکرز خود ہی مسئلہ بیان کرتے ہیں اور مسئلے کا حل بھی خود ہی کر لیتے ہیں جو ان کا کام نہیں۔ آج میڈیا کی ترقی نے دنیا کو ایک گلوبل ویلج بنا دیا ہے۔ اس لیے میڈیا کو معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بننا چاہئے۔ رپورٹر کا دیانتدار اور غیر جانبدار ہونا اور خبر کو بریکنگ نیوز نہ بنانا ضروری ہے۔ میڈیا کا رول گیٹ کیپر کا ہونا چاہیئے۔ میڈیا ہماری ریاست کا ایک مضبوط ستون ہے۔ اگر میڈیا دیانتداری سے اپنا کردار ادا کرے تو پاکستان کی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

صبغت وائیں

پاکستان میں جمہوری نظام بہت دباؤ کا شکار ہے۔ انتخابات کے ذریعے اسے جو قانونی جواز ملا ہے وہ برائے نام

ہے کیونکہ اس سے عوام میں شراکت کا احساس پیدا نہیں ہوا۔ اختیارات میں عدم توازن سماجی اور سیاسی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں برقرار ہے جس کی وجہ سے مواقع کی دستیابی بھی غیر مساوی ہے۔ فوجی آمریت کے طویل ادوار کی روایات کے وجہ سے جمہوری عمل محدود ہے۔ پارلیمانی جمہوریت کو بدستور ان آئینی پابندیوں سے خطرہ ہے جو اقتدار میں فوجی اسٹیبلشمنٹ کا حصہ برقرار رکھنے کے لیے اس پر مسلط کی گئی ہیں ۔تاہم پارلیمنٹ کی جانب سے اپنی بالادستی برقرار رکھنے کے لیے حالیہ کوششیں حوصلہ افزاء ہیں۔

پاکستان کی جمہوری ترقی کے لیے قومی یکجہتی کے مسائل بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ وفاقی نظام اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا ہے جب اسکی تکمیل صوبائی خودمختاری کے ساتھ کی جائے۔ پاکستان میں آبادی کے تنوع کو تسلیم کیا جائے اور مختلف نسلی گروپوں کے مفادات کا خیال رکھا جائے تاکہ لوگوں میں شراکت کا احساس پیدا ہو۔ ریاست کے لیے ایک نظریاتی بنیاد کے نام پر جارحانہ دعوں سے عدم رواداری کی مختلف صورتیں پیدا ہوئی ہیں۔ مذہب ملک کی آبادی کو اوّل اور دوئم درجے کے شہریوں میں تقسیم کرنے کا باعث بنا ہے۔ مذہب کی بنیاد پر شہریوں کو اکثریت اور اقلیت میں تقسیم کرنا جمہوریت کے لیے صحت مند علامت نہیں ہے۔ پاکستان میں ریاست اور سول سوسائٹی کے درمیان باہمی تعاون کی کوئی روایت نہیں ہے۔ اسٹیبٹ اتھارٹی اور ٹریڈ یونین تحریک یا سیاسی جماعتوں کے درمیان آئے دن محاذ آرائی کی جگہ ریاست کے اداروں میں چیک اینڈ بیلنس کے لیے سول سوسائٹی کے ادارے جگہ نہیں لے سکے۔ حالیہ برسوں میں پاکستان میں کسی حد تک سول سوسائٹی ابھرتی نظر آرہی ہے۔تاہم ریاستی اداروں کو ابھی پورے طور پر انکے وجود کو تسلیم کرنا اور انکی مداخلت کی قانونی حیثیت کو جائز سمجھنا باقی ہے۔

اظہار رائے اور انجمن سازی کے بنیادی حقوق کے استعمال میں خاصی بہتری آئی ہے۔ان مثبت علامات کو سماجی رو ّیوں میں تبدیلی لانے اور جمہوریت کی نشو و نما کے لیے ایک بہتر ماحول پیدا کرنے کے لیے بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ ان آزادیوں کو لاحق خطرات ختم کیے جانے چاہیں۔ اگرچہ 1988ء کے بعد سے شراکتی جمہوریت کے امکانات میں اضافہ ہو گیا ہے تاہم حکومت پر مرکزی کنٹرول کم ہونا چاہیے تاکہ نچلی سطح پر بھی جمہوریت جڑ پکڑ سکے۔ اگر اقتدار مرکز تک محدود ہو تو مطلق العنانی کے رجحانات جنم لیتے ہیں۔ آمریت اور خواص کی حکمرانی کا موثر علاج اختیارات کی نچلی سطحوں تک تقسیم میں مضمر ہے۔

اس بات کی کوشش کی جائے کہ حکمرانی کے مسائل کے بارے میں قومی اتفاق رائے پیدا ہو سکے۔قومی مسائل کے بارے میں فیصلوں میں چھوٹے صوبوں کو زیادہ شریک کیا جائے اور پالیسیوں میں آبادی کے تنوع کا لحاظ رکھا جائے۔سول سوسائٹی کے لیے زیادہ سازگار ماحول پیدا کیا جائے اور این جی اوز کے کام کرنے پر پابندیاں ختم کی جائیں۔الیکٹرانک میڈیا کو حکومت کے کنٹرول سے آزاد کیا جائے۔ تدریسی آزادی کی ضمانت دی جائے اور تحقیقی سرگرمیوں، نصابی کتب کی تیاری اور طلبہ کے معاملات کی انتظام کاری میں مداخلت بند کی جائے۔ مذہبی آزادی اور آزادی اظہار کو کھلے بغیر مذہبی عدم رواداری کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔توہین رسالت کے قانون پر بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے۔یہ سب کرنے کے بعد ہی پاکستان کے جمہوری نظام میں مضبوطی آئے گی اور اس سے معاشی ترقی بھی ہوگی اور انسانی حقوق کی بھی پاسداری ہوگی۔

بچے ہمارے معاشرے کا بہت اہم حصہ ہیں اس لیے خصوصی توجہ اور اہمیت کے حامل ہیں ۔ بچے ذہنی اور جسمانی لحاظ سے اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ اپنے فائدے اور نقصان کو سمجھ سکیں یا اپنا دفاع کر سکیں۔ اس وجہ سے وہ مختلف زیادتیوں اور ناانصافیوں کا شکار بنتے ہیں۔بعض مرتبہ بچوں کو مختلف جرائم میں پھنسا دیا جاتا ہے ۔ بچے اپنے اردگرد کے ماحول ، بری صحبت اور پریشانی کی وجہ سے چھوٹے بڑے جرائم کر گزرتے ہیں۔ایسے بچے جو سنگین نوعیت کے جرائم میں ملوث ہوں انکے لئے غیر معمولی بنیادوں پر اور خاص طریقہ کار کے مطابق کارروائی کرنا ضروری ہوتا ہے۔

پنجاب میں کمسن بچوں کے نظام انصاف پر عملدرآمد کی صورتحال

منصور معین

بچے ہمارے معاشرے کا بہت اہم حصہ ہیں اس لیے خصوصی توجہ اور اہمیت کے حامل ہیں ۔ بچے ذہنی اور جسمانی لحاظ سے اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ اپنے فائدے اور نقصان کو سمجھ سکیں یا اپنا دفاع کر سکیں۔اس وجہ سے وہ مختلف زیادتیوں اور ناانصافیوں کا شکار بنتے ہیں۔بعض مرتبہ بچوں کو مختلف جرائم میں پھنسا دیا جاتا ہے ۔ بچے اپنے اردگرد کے ماحول ، بری صحبت اور فرسٹریشن کی وجہ سے چھوٹے بڑے جرائم کر گزرتے ہیں۔ایسے بچے جو سنگین نوعیت کے جرائم میں ملوث ہوں انکے لئے غیر معمولی بنیادوں پر اور خاص طریقہ کار کے مطابق کارروائی کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اس طرح کے بچوں کی اصلاح کرے تاکہ وہ معاشرے میں مثبت کردار ادا کر سکیں ۔ اس بارے میں ہمارے ملک میں قوانین کتابوں میں ضرور موجود ہیں لیکن ان پر باقاعدگی سے عمل نہیں کروایا جارہا۔ ماضی میں جرائم میں ملوث کمسن بچوں کے لیے قانونی کارروائیاں انہی قوانین کے مطابق کی جاتی تھیں جو قوانین بڑوں کے لیے تھے۔اس وجہ سے فوجداری قوانین میں بچوں کے لیے الگ نظام قانون کی ضرورت رہی ہے۔بچوں کے قوانین کا مقصد صرف سزا دینا نہیں بلکہ اخلاقی ،تعلیمی اور فنی تربیت دینا ہے تاکہ ایسے بچوں کی اصلاح ہو سکے۔ اسلامی قوانین میں بھی بچوں سے متعلق سزاؤں کا طریقہ کار مختلف ہے اور انہیں حد اور قصاص جیسی سزاؤں سے استثناء حاصل ہے۔

پاکستان میں سال 2000ء میں بچوں سے متعلق "جوینائیل جسٹس سسٹم آرڈیننس مجریہ 2000ء " آیا۔مگر اس آرڈیننس میں صرف دو دفعات کو فعال رکھا گیا اور بقیہ دفعات کے بارے میں یہ کہا گیا کہ حکومت جب چاہے گی بذریعہ نوٹیفکیشن یا آفیشل گزٹ ان کو نافذ کیا جائے گا ۔اس آرڈیننس کی دفعہ 2 شق (a) میں بچے کی تعریف یہ کی گئی کہ جسکی عمر 15 سال پوری نہ ہوئی ہو۔ جبکہ جوینائیل جسٹس سسٹم آرڈیننس 2000 میں بچے کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ جسکی عمر ارتقاب جرم کے وقت 18 سال سے کم ہو۔

بچوں کے جرائم کے حوالے سے اس وقت ملک میں بشمول صوبہ پنجاب "جوینائیل جسٹس سسٹم آرڈیننس 2000" نافذ ہے تاکہ علاقائی سطح پر ایک یا ایک سے زائد بچوں کی فوجداری عدالتوں کا قیام عمل میں لایا جائے۔ ہائی کورٹ ماتحت عدالتوں یا درجہ اول کے جوڈیشل مجسٹریٹ کو جوینائیل کورٹ کے طور پر کام کرنے کا اختیار دے ۔ایسے بچوں کو جو کسی جرم یا فوجداری مقدمے میں ملوث پائے جائیں انہیں ریاست کی طرف سے قانونی مدد فراہم کی جاے۔ایسے بچوں کے مقدمات کی سماعت صرف جوینائیل کورٹس کریں گی اور بچوں سے متعلق فوجداری مقدمات چار ماہ کے اندر نمٹائے جائیں گے۔ پولیس اگر کسی بچے کو کسی جرم میں گرفتار کرے گی تو فوری طور پر گرفتاری کی اطلاع اسکے گھر والوں کو دے گی اور انہیں جرم، وقت اور تاریخ کے بارے میں آگاہ کیا جائے گا اور یہ بھی بتایا جائے کہ بچے کو کونسی جوینائیل کورٹ میں پیش کیا جانا ہے۔قابل ضمانت جرم میں بچوں کو معقول ضمانت پر رہا کر دیا جائے گا۔ایسا بچہ جس کی عمر 15 سال سے کم ہو اور اس سے ناقابل ضمانت جرم سرزد ہو جائے تو عدالت ایسے جرم کو قابل ضمانت تصور کر کے بچے کی

ضمانت منظور کرلے گی۔البتہ ایسا بچہ جسکی عمر 15 سال سے زائد ہواور 18 سال سے کم ہواوراس سے کوئی سنگین جرم سرزد ہوتو پھر ضمانت عدالت کی صوابدید پر منظور ہوگی۔کسی بچے کو ہتھکڑی یا بیڑیاں نہیں لگائی جائیں گی۔ دوران قید کسی بچے سے مشقت نہیں کرائی جائے گی اور نہ ہی اسے کوئی جسمانی سزا دی جائے گی۔ پروبیشن آفیسر بچے کے کردار سے متعلق رپورٹ بنا کر متعلقہ جوینائیل کورٹ کو فراہم کرے گا۔ بچے سے متعلق کوئی شناخت یا جوینائیل عدالت کی کارروائی سے متعلق کوئی بات کسی اخبار یا جریدے وغیرہ میں نہیں چھاپی جائے گی۔کسی بچے کو سزائے موت نہیں دی جائے گی۔اگرکسی بچے کی عمر کے متعلق کوئی سوال یا اعتراض ہوتو اسکا تعین عدالت بذریعہ انکوائری یا میڈیکل رپورٹ کرے گی۔اشد ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ قوانین پر عمل انکی حقیقی روح کے مطابق کیا جائے۔

ٹھل/جیکب آباد پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے ''انتہا پسندی کے خاتمے اور انسانیت دوست اقدار'' کے فروغ کے عنوان سے 5-6 ستمبر 2015 کو تحصیل ٹھل ضلع جیکب آباد میں دوروزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔ورکشاپ کے دوران درج ذیل موضوعات پر تربیت کاروں نے لیکچر دیئے:۔جمہوریت اور انسانی حقوق،انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق۔طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت۔مذہبی ومسلکی ہم آہنگی اور رواداری کا فروغ اور نفرت وتعصب کے انسداد کیلئے لائحہ عمل۔انتہا پسندی کیا ہے اس کے مختلف اقسام ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل۔انسانی حقوق کا فروغ،حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار۔سہولت کاروں میں جمیلہ منگی،ندیم عباس،تحصیل کوآرڈینیٹر میر نواز سندرانی،نثار میمن،صائمہ گل،خیر النساء اور ندیم برہمانی شامل تھے اور تربیتی ورکشاپ میں شریک ہونے والے شرکاء میں تحصیل ٹھل کے مختلف علاقوں اور مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے 13 خواتین سمیت 24 افراد نے شرکت کی۔

تربیتی ورکشاپ کے دوران شرکاء کو دستاویزی فلمیں دکھائی گئیں۔پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی تیار کی گئی دستاویزی فلموں ہم انسان،لوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کو شرکاء نے بے حد پسند کیا۔تربیتی ورکشاپ کے دوران گروپ ورک کے ذریعے تحصیل ٹھل میں انسانی حقوق کی صورتحال کا جائزہ بھی لیا گیا جس میں شرکاء نے اپنے رائے کا اظہار کیا۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

جمیلہ منگی ریجنل کوآرڈینیٹر (ایچ آر سی پی)

اس ورکشاپ میں شرکت کرنے پر ایچ آر سی پی آپ سب کا شکر گزار ہے۔اس ورکشاپ کا مقصد پاکستان کو درپیش مسائل کا تجزیہ کرنا ہے تا کہ ان مسائل کا ممکنہ حل تلاش کیا جا سکے۔اس وقت پاکستان کو درپیش سب سے سنگین مسئلہ انتہا پسندی ہے جو دیمک کی طرح ہمارے ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ایچ آر سی پی نے پاکستان کے مختلف

> کسی بھی ملک کی تعمیر وترقی کا انحصار اس کی معیشت پر ہوتا ہے، دنیا کے وہ ممالک جنہوں نے اپنے ہاں جمہوری کلچر کے تسلسل کو رائج کیا وہاں ملکی معیشت خوب پھلی اور پھولی۔پاکستان کے پہلو میں واقع بھارت اس کی ایک واضح مثال ہے جو غربت جیسے اہم مسائل سے دو چار ہونے کے باوجود اپنی ملکی معیشت کو مستحکم رکھے ہوئے ہے۔اس کی بنیادی وجہ وہاں کا جمہوری تسلسل ہی ہے۔دنیا کے جمہوری ممالک کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جہاں جمہوریت مضبوط ہوگی،وہیں لوگوں کو انسانی حقوق میسر ہوں گے۔

اضلاع میں ورکشاپ منعقد کرنے کے بعد تعلقہ کی سطح پر بھی ورکشاپ کرنے کا فیصلہ کیا ہے تا کہ تیزی سے بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کے اثرات سے بچا جا سکے جو ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی کے لیے مہلک ہے۔ملک میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی نے انسانی حقوق کی پامالی اور مذہبی کشیدگی میں اضافہ کر دیا ہے۔ہمیں اس وقت رواداری اور برداشت جیسے تصورات کو فروغ دینا چاہیے اور ایک روشن خیال معاشرے کی تعمیر کرنی چاہیے۔

تحصیل ٹھل میں انسانی حقوق کی صورتحال اور علاقے کے بنیادی مسائل

تحصیل ٹھل میں انسانی حقوق کی صورتحال تسلی بخش نہیں۔یہاں پر صحت اور تعلیم کی صورتحال ابتر ہے۔تحصیل ٹھل میں عورتوں اور بچوں کے حقوق کی خلاورزی عام ہے،سماجی لحاظ سے ٹھل میں کاروکاری،کم عمر بچیوں کی شادی،وٹہ سٹہ اور خون کے عوض میں رشتہ دینا عام ہے۔سڑکیں خستہ حالی کا شکار ہیں۔ٹھل میں وڈیرا شاہی نظام کی وجہ سے عام شخص زندگی اپنے مرضی سے نہیں گذار پا رہا۔

جمہوریت اور انسانی حقوق،انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

صائمہ گل

جمہوریت ایسا طرز حکمرانی ہے جس میں تمام شہری اپنی زندگیوں پر اثر انداز ہونے والے تمام فیصلوں میں برابر کے شریک ہوسکتے ہوں۔سادہ الفاظ میں ہم کہتے ہیں عوام کی حکومت،عوام کی جانب سے،عوام کے لیے۔آمریت میں ریاستی امور فردواحد کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ جمہوریت،انسانی حقوق اور معاشرے کے استحکام کے لیے کامیاب طرز حکومت ہے کیونکہ اس میں بھی اختلافات کے پہلو موجود ہیں۔جمہوریت کا اصل حسن یہی ہے کہ آپ اس نظام میں رہتے ہوئے اس سے اختلاف کر سکتے ہیں۔اس لیے جمہوریت کو کامیاب معاشروں کی ضمانت سمجھا جاتا ہے اور دنیا کے بیشتر ممالک میں کامیابی سے رائج یہ نظام اس دعویٰ کی تائید کرتا ہے۔

دہ باتیں جنہیں آج ہم سب تمام انسانوں کا بنیادی انسانی حق تسلیم کرتے ہیں نوعِ انسان کے سینکڑوں برسوں کے مسلسل تجربے اور جدوجہد کے بعد انہیں حاصل کیا ہے۔دوسری عالمی جنگ کی تباہ کاریوں کے بعد اقوام عالم اس نتیجے پر پہنچیں کہ اب طاقت کا قانون ختم ہونا چاہیے اور دنیا کے تمام انسانوں کے بنیادی حقوق کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ 10 دسمبر 1948ء کو انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ (UDHR) منظور کرلیا گیا۔اس میں بنیادی حقوق بشمول جینے کا حق،تشدد سے آزادی،غلامی سے آزادی،تحریر وتقریر کی آزادی،نظریہ اور عقیدے کی آزادی۔مکالے کی آزادی صنفی شناخت کی آزادی۔صحت تعلیم اور خوراک کا حق تسلیم کیا گیا۔دنیا کے کئی ممالک نے ان حقوق کو اپنے آئین میں شامل کیا اور اپنے شہریوں کو ان کی فراہمی کو یقینی بنانے کا عہد کیا۔

معاشی ترقی کی اصطلاح بیسوی صدی کی ایجاد ہے۔امریکی صدر ہیری ٹرومین نے 1949ء میں پہلی دفعہ اپنی تقریر میں یہ اصطلاع استعمال کی۔اس سے مراد معاشی پالیسی سازوں کا وہ مستحکم عمل ہے جو کسی خاص علاقہ یا خطہ کے لوگوں کے معیار زندگی سے متعلق ہو۔یہ ایک عام فہم بات ہے کہ کسی بھی ملک کی تعمیر وترقی کا انحصار اس کی معیشت پر ہوتا ہے،دنیا کے وہ ممالک جنہوں نے اپنے ہاں جمہوری کلچر کے تسلسل کو رائج کیا وہاں ملکی معیشت خوب پھلی اور پھولی۔پاکستان کے پہلو میں واقع بھارت اس کی ایک واضح مثال ہے جو غربت جیسے اہم مسائل سے دو چار ہونے

کے باوجود اپنی ملکی معیشت کو مستحکم رکھے ہوئے ہے۔اس کی بنیادی وجہ وہاں کا جمہوری تسلسل ہی ہے۔دنیا کے جمہوری ممالک کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جہاں جمہوریت مضبوط ہوگی، وہیں لوگوں کو انسانی حقوق میسر ہوں گے۔ جب انسانی حقوق فراہم ہونگے تو معاشی ترقی بھی یقینی ہوگی۔

طرزِ فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

ندیم عباس

ہم اگر تین چار سو سال پیچھے چلے جائیں تو جدید تعلیم کا کوئی تصور نہیں تھا کوئی اسکولز اور کالج نہیں تھے۔ تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں صدی میں برصغیر میں مسلمان کی حکومت تھی مغل بادشاہ تھے ۔مغرب میں اصلاح کلیسا تحریک چلی جس کے باعث مذہب اور ریاست کی علیحدگی ہوئی اور چرچ کا مذہب پرست تسلط ختم ہوا۔ ماضی میں تعلیم ریاست کے کنٹرول میں ہوتی تھی مذہبی ادارے یا گروہ تھے ان کا کنٹرول تھا۔ پہلے چرچ یا مدرسوں کی تعلیم ہوا کرتی تھی۔مغرب میں چرچ میں تعلیم دیتے تھے اور تعلیم کا مقصد مذہب کو تقویت دینا تھا۔ 1789ء میں فرانس میں انقلاب آیا۔اس کے بعد لوگوں کی حکومت آئی اور جمہوری نظام قائم ہوا ۔فرانس نے مذہبی درس گاہوں پر کنٹرول کیا اور اسکولز اور کالج قائم ہوئے۔ پاکستان 1947ء میں آزاد ہوا۔ 11اگست کی تقریر میں قائداعظم نے کہا تھا کی مذہب اور اسلام دونوں الگ الگ ہیں۔ریاست کا مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے نصاب میں اسلامی حوالے سے بہت سے مضامین جن میں دین کے متعلق بار بار بتایا جارہا ہے۔ نصاب کے مطابق پاکستان ایک نظریے کے مطابق بنا ہے۔ اب یہاں سے اقلیتوں کو خارج کیا جارہا ہے۔اپنے اپنے من پسند ہیرو بنا لئے گئے ہیں جو ہمارے نصاب میں شامل ہیں۔کئی سالوں سے وہی نصاب چل رہا ہے اور کوئی تبدیلی نہیں آئی ۔انسانی حقوق کے بارے میں اگر ایک سبق یا مضمون ہو تو کچھ تبدیلی آسکتی ہے ۔ہماری قوم کو جب تک اپنے حقوق کا پتہ نہیں چلے گا تبدیلی کیسے آئیگی؟

مذہبی ومسلکی ، ہم آہنگی اور رواداری کا فروغ اور نفرت وتعصب کے انسداد کیلئے لائحہ عمل

نثار میمن

مذہب کو ضابطہء حیات کہا جاتا ہے اور یہ ضابطہ حیات بہت وسیع اور سماجی ،انفرادی اور سیاسی پہلو سمیت زندگی کے تمام پہلوؤں کا بیانیہ ہوتا ہے۔کوئی بھی معاشرہ زندگی کے تمام پہلوؤں کا مجموعہ ہوتا ہے۔آج کل ہمارے معاشرے میں ایک منصوبے کے تحت کچھ گروہ دوسرے مذاہب یا فرقے سے تعلق رکھنے والے افراد کو کافر قرار دے رہے ہیں جو دلیل اور عقل سے نا آشنا ہیں۔اس کی بہت اہم وجہ ہمارے ہاں تحقیق کا عمل رک جانا ہے ۔ہم تحقیق کی بجائے تقلید پر یقین رکھتے ہیں یعنی سوچ ہمیں وراثت میں ملی اس کو مان لیا جاتا ہے اسی وجہ سے ہمارا معاشرہ پسماندگی کی طرف جارہا ہے۔ بد

> سول سوسائٹی کو لوگوں کے بنیادی حقوق کے حصول اور پائیدار جمہوری نظام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کرنا چاہیئے ڈاکٹر، وکلا، اساتذہ، صحافی، سیاست دانوں، این جی اوز اور زندگی کے دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے افراد کو انسانی حقوق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر اور غیر جمہوری قوتوں کا راستہ روکنے کیلئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔سول سوسائٹی کا کردار کسی بھی معاشرے میں انتہائی اہم ہوتا ہے جس کے بغیر انسانی حقوق کا فروغ اور عوام تک رسائی ممکن نہیں۔

قسمتی سے ضیاءالحق کی پالیسیوں نے مذہبی اختلافات کو جنم دیا ہے جس کے باعث ہمارا معاشرہ تباہی کا نشانہ بنا ہے۔آج کل کچھ جماعتیں اور فرقے دیگر مذاہب اور فرقوں کو نقصان پہنچانے میں کارفرما ہیں جس کی وجہ سے دوسروں کے وجود کو برداشت نہیں کر پارہے۔اگر کوئی کافر ہے بھی تو کیا اسے مذہب کے نام پر قتل کرنا جائز ہے؟اگر اس طرح کی عدم رواداری کے نظریات مزید پروان چڑھے تو معاشرے میں فساد، بے چینی اور ناانصافی کو فروغ ملے گا۔ مذہب چاہے جو بھی ہو اس کو انتہا پسندی اور عدم برداشت کی جنونیت کے لیے استعمال نہیں کیا جانا چاہیئے۔کوئی بھی مذہب کسی بھی دوسرے مذہب کو اعتقادات میں مداخلت کی تعلیم نہیں دیتا ہے۔ہمیں اپنے ملک کی ترقی کے لیے برداشت اور رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہیئے انتہا پسندی کو ختم کرکے مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

انتہاپسندی کیا ہے ،اس کے مختلف اقسام اور ہماری زندگیوں پر اثرات اور لائحہ عمل

ندیم برہمانی

انتہاپسندی وہ ذہنی، روایتی یا معاشرتی رویہ ہے جس میں ایک شخص، گروہ، قوم یا نسل انفرادی طور پر اپنے نظریات عقائد اور مقاصد کو دوسروں کی نسبت زیادہ اعلیٰ اور برتر تصور کرتا ہے اور ان نظریات، عقائد یا مقصد کو کسی بھی قیمت پر حاصل کرنے کے لئے تشدد یا جبر سے کام لیتا ہے۔انتہاپسندی کی کئی اقسام ہیں لیکن ان میں چند اہم ترین جو خطے اور دنیا پر اثرانداز ہورہے ہیں ان میں، مذہبی انتہاپسندی ،سیاسی انتہاپسندی، سماجی انتہاپسندی، معاشی انتہاپسندی، ثقافتی انتہاپسندی شامل ہیں۔

مذہبی انتہاپسندی میں ایک عقیدے سے تعلق رکھنے والے لوگ یا گروہ اپنے مذہبی عقیدے کو دوسروں سے اعلیٰ اور معتبر سمجھ کر اس کے فروغ کے لئے کام کرتے ہیں۔انتہاپسندی کی دوسری قسم سماجی علیحدگی ہے جس میں ایک مذہب، مسلک یا فرقہ کے ماننے والے خودساج کی دیگر اقوام، افراد یا گروہ سے خود کو برتر سمجھ کر علیحدہ ہوجاتے ہیں۔

سیاسی انتہاپسندی اس میں سیاسی مفاد اور فکر ونظریات کو دوسرا نظریہ رکھنے والوں سے برتر سمجھا جاتا ہے۔جیسے لبرل، ترقی پسند، کمیونسٹ، مذہبی قوم پرست اور دائیں بازو کی سوچ رکھنے والے۔ان میں ہر کوئی دوسرے کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں۔

سماجی انتہاپسندی عدم مساوات، سماجی ومعاشی ناانصافی اور غیر منصفانہ ریاستی پالیسیوں کے باعث تشکیل پاتی ہے۔والدین بچے بچیوں کی شادی اور تعلیم کے فیصلے ان کی مرضی اور خواہشات کے برخلاف کرتے ہیں۔سماج میں کم آمدنی والے لوگوں کو کم تر سمجھنے والے سماجی انتہاپسندی کا مرتکب ہوتے ہیں۔

معاشی انتہاپسندی میں ایک گروہ طبقہ،قوم یا قبیلہ کے لوگ مارکیٹ یا کسی مخصوص علاقے میں جاری معاشی سرگرمیوں میں دیگر اقوام ،قبائل یا طبقوں کے لوگوں کی شراکت کو پسند نہیں کرتے۔تشدد اور دیگر ذرائع سے ان اقوام یا لوگوں گروہ معاشی سرگرمیوں سے بے دخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

انسانی حقوق کا فروغ،حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

خیرالنساء

پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد اب تک یہاں بسنے والے عوام ایک قوم نہیں بن سکے۔اس کی وجوہات میں سیاسی، معاشی اور ثقافتی ناانصافی کو ایک اہم محرک کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ہر صوبے میں الگ رجحانات کا فروغ دراصل

انسانی حقوق کی پامالیوں کے اسباب کی وجہ سے ہوا ہے۔ملک میں بے لگام بیوروکریسی کی غیر ضروری مداخلت اور عوام میں فرق پیدا کرنے کے عمل سے انسانی حقوق کا فروغ نہیں ہو۔اسی وجہ سے روز بروز مسائل کا انبار لگتا دکھائی دیتا ہے۔انسانی حقوق کے فروغ کیلئے ہمیں چاہئے کہ ملک میں اظہار رائے کی مکمل آزادی ہو۔ ہر شہری کو یکساں حقوق میسر ہوں۔ برداشت کے کلچر کو فروغ دیا جائے اور جمہوریت کو مستحکم کر کے عوامی رائے کا احترام کیا جانا چاہیئے ۔ملک میں طاقت کا استعمال وہ ذریعہ ہے جس سے تمام انسانی حقوق کو پامال کیا جاتا ہے۔ملکی تاریخ کی کئی دہائیاں غیر جمہوری اقتدار پر براجمان ہونے سے ملک میں غیر یقینی سیاسی ،معاشی صورتحال پیدا ہوئی ہے۔سول سوسائٹی کو لوگوں کے بنیادی حقوق کے حصول اور پائیدار جمہوری نظام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے اپنا کردار بھر پور طریقے سے ادا کرنا چاہیئے ڈاکٹر،وکلا ،اساتذہ ،صحافی ،سیاست دانوں،این جی اوز اور زندگی کے دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے افراد کو انسانی حقوق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر اور غیر جمہوری قوتوں کا راستہ روکنے کیلئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔سول سوسائٹی کا کردار کسی بھی معاشرے میں انتہائی اہم ہوتا ہے جس کے بغیر انسانی حقوق کا فروغ اور عوام تک رسائی ممکن نہیں۔

شرکاء کی رائے: ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء کو سرٹیفکیٹ تقسیم کیئے گئے اور گروپ فوٹو لی گئی۔شرکاء نے ایچ آر سی پی کی ایسی تربیتی ورکشاپ کو سراہا کیونکہ ہمارے تحصیل میں ایسی ورکشاپ کی ضرورت تھی جس میں ہمیں اپنے حقوقوں کی آگاہی ملی اور ہمارے ملک میں بڑتی ہوئی انتہا پسندی کے نقصانات کا پتا چلا۔جس کی مدد سے ہم اپنے حقوق حاصل کرنے کی روشنی ملی ،اور اس پیغام کو ہم اپنی کمیونٹی، محلے تک ضرور پہنچائینگے۔

نارووال پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام پنجاب کے ضلع نارووال میں " انتہا پسندی کے خاتمے اور انسانیت دوست اقدار کے فروغ " کے عنوان سے 17-16 اگست 2015ء کو دو روزہ تربیتی ورکشاپ کا میری نیٹ ریسٹورنٹ میں اہتمام کیا گیا۔ ورکشاپ میں پانچ خواتین سمیت 26 افراد نے شرکت کی۔ورکشاپ میں شرکت کرنے والے افراد میں صحافی، وکلاء، اُساتذہ، سماجی کارکنان، اور طلبہ اور اقلیتی مذاہب کے لوگ شامل تھے۔۔ورکشاپ میں مقررین نے انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار، انتہا پسندی کے انسداد/فروغ میں میڈیا کا کردار اور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت، طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، انتہا پسندی کیا ہے، اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل، جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق، انتہا پسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار جیسے موضوعات پر اظہار خیال کیا۔سہولت کاروں میں ایچ آر سی پی کے پرگرام آفیسر حفیظ بزدار، ریجنل کوآرڈینیٹر عون محمد، ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر فضیل اشرف قیصرانی ،ڈاکٹر رمضان، قذافی بھٹی،صبغت وائیں اور منصور معین شامل تھے۔شرکاء کو ایک دستاویزی فلم دکھائی گئی جس کا عنوان تھا''ہم آواز اٹھاتے رہیں گے''اس دستاویزی فلم میں دکھایا گیا ہے کہ انسانی حقوق کی تحریک کا آغاز کب سے اور کسطرح ہوا۔اور اس کاوش میں ایچ آر سی پی نے پاکستان میں کب سے اور کسطرح اپنا حصہ ڈالا۔شرکاء نے ہماری اس کاوش کو بہت سراہا۔علاوہ ازیں ورکشاپ میں شرکا کو دستاویزی فلم ضمیر کی عینک دکھائی گئی، جسکا مقصد پاکستانی معاشرے میں دوہرے معیار کی تصویر کشی تھی۔اسمیں یہ دکھایا گیا کہ ہم پاکستانی عوام بہت آسانی کے ساتھ اپنے کیے کا جرم غیر ملکی لوگوں یا ایجنڈوں کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔شرکاء کے درمیان رواداری کے فروغ کے لیے گروپ ورک اور گیمز بھی کروائی گیئں۔کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔

> پاکستان کی سلامتی کو درپیش مسائل، معاشرے میں عدم برداشت کے بڑھتے روّیے اور تشدد کے رجحانات ایک گھمبیر چیلنج بنتے جا رہے ہیں۔ان سے نمٹنے کے لیے ریاستی سطح سے لے کر عوامی سطح تک، انفرادی اور اجتماعی کاوشوں کی ضرورت ہے ۔اسی ضرورت کے پیش نظر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی کاوش ہے کہ ریاست اور دیگر سماجی و مذہبی طبقات کے ساتھ مکالمے اور مشاورت کے ذریعے ان طریقوں پر غور اور اتفاق پیدا کیا جائے تا کہ ایک پر امن اور متوازن معاشرے کی جانب مثبت پیش رفت کی جا سکے۔ہمیں اس وقت بدامنی کی مختلف صورتوں کا سامنا ہے اور آپکو بھی ان کا مکمل ادراک ہے ۔صرف مذہبی انتہا پسندی ہی نہیں بلکہ سیاسی وقبائلی تصادم اور پاکستان میں جرائم کی بڑھتی ہوئی شرح بھی بدامنی کی صورتیں ہیں۔

تعارف شرکاء، رجسٹریشن، قبل از ورکشاپ شرکاء کا استعدی جائزہ

عون محمد

پاکستان کی سلامتی کو درپیش مسائل، معاشرے میں عدم برداشت کے بڑھتے روّیے اور تشدد کے رجحانات ایک گھمبیر چیلنج بنتے جا رہے ہیں۔ان سے نمٹنے کے لیے ریاستی سطح سے لے کر عوامی سطح تک، انفرادی اور اجتماعی کاوشوں کی ضرورت ہے۔اسی ضرورت کے پیش نظر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی کاوش ہے کہ ریاست اور دیگر سماجی و مذہبی طبقات کے ساتھ مکالمے اور مشاورت کے ذریعے ان طریقوں پر غور اور اتفاق پیدا کیا جائے تا کہ ایک پر امن اور متوازن معاشرے کی جانب مثبت پیش رفت کی جا سکے۔ہمیں اس وقت بدامنی کی مختلف صورتوں کا سامنا ہے اور آپکو بھی ان کا مکمل ادراک ہے۔صرف مذہبی انتہا پسندی ہی نہیں بلکہ سیاسی وقبائلی تصادم اور پاکستان میں جرائم کی بڑھتی ہوئی شرح بھی بد امنی کی صورتیں ہیں۔پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے انسانی حقوق کی تعلیم کے فروغ، انتہا پسندی سے آگاہی اور اس کی روک تھام کے لیے پورے ملک میں کوششیں جاری ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کاوش آج کی ورکشاپ ہے اور میں آپ سب کا بہت مشکور ہوں کہ آپ اپنے قیمتی وقت سے کچھ لمحات نکال کر یہاں تشریف لائے ہیں۔ہمیں مل کر سوچنا ہے کہ انتہا پسندی جیسے سرطان کو روکنے کے لیے کن تدابیر کی ضرورت ہے ورنہ ہمارا معاشرہ بہت تیزی سے زوال کا شکار ہوگا۔آپ سب سے درخواست ہے کہ ہماری ورکشاپ کے مقصد کو اچھی طرح سمجھیں اور اس کے فروغ میں اپنا کردار ادا کریں۔اس کے علاوہ شرکاء کو تجزیاتی اور تجاویزی فارم دیئے گئے۔قبل از ورکشاپ شرکاء کا استعدی جائزہ لیا۔استعدادی جائزہ میں شرکاء سے انسانی حقوق کے حوالے سے بنیادی 20 سوالات پوچھے گئے۔

انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار

حقوق حق کی جمع ہے اور حق سے مراد ایک ایسا مفاد ہے جس کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔حق

اور ضرورت میں بہت فرق ہوتا ہے۔ ہر انسان کو پیدائش سے چند بنیادی حقوق مل جاتے ہیں مثلاً زندگی جینے کا حق ،آزادی رائے کا حق ،معلومات لینے کا حق ،مل جل کر بیٹھنے کا حق ۔ انسانی حقوق کی تحریک میں ہر دور کے علماء ،صوفیا اور انقلابی رہنماؤں نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں

> ہمارہ معاشرہ 5 معاشرتی ستونوں پر کھڑا ہے خاندان، تعلیم، مذہب، اکنامکس اور سیاست ۔ ہماری سوچ کی بنیاد ہمارے خاندان سے شروع ہوتی ہے ۔ جب ہم پیدا ہوتے ہیں تو ہم آس پاس ہونے والے عوامل کو آہستہ آہستہ اپنا لیتے ہیں ۔ میں آج جہاں ہوں ، جو بھی ہوں، اور جیسے ہوں یہ سب ایک حادثاتی بنیاد پر مبنی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ طرز فکر میں تبدیلی کا پہلا سبب خاندان ہے ۔ دُنیا میں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں جو کہ حالات و واقعات اور ضروریات کی پیش نظر سامنے آئیں ۔آج ہر زبان کی اپنی الگ پہچان ہے ۔ اِس طرح مذاہب بھی مختلف ہیں اور ہر کسی کو ایک دوسرے کے عقیدے اور ایمان کی عزت کرنی چاہئے ۔

کے احتجاج میں آواز بلند کی ہے ۔ یہ تحریک مختلف مراحل میں سے گزرتی ہوئی ایک عالمی منشور پر آکر رکی جس نے اس تحریک کو باقاعدہ اور منظّم شکل دی ۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں کروڑوں جانوں کے ضیاع کے بعد اقوام عالم نے ایک معاہدہ قبول کیا جس کی پہلی شق کے مطابق تمام انسان بلا تفریق رنگ ونسل برابر ہیں ۔اس معاہدے کو دنیا میں انسانی حقوق کے عالمی منشور (UDHR) کے نام سے جانا جاتا ہے اور یہ 10 دسمبر 1948ء کو منظور کیا گیا اس منشور کی 30 شقیں ہیں جو انسانیت کو تمام بنیادی حقوق دینے کی ضامن ہیں ۔ آج 192 مما لک اس معاہدے کو قبول کرتے ہیں اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے کوشاں ہیں ۔ انسانی حقوق کو لوگوں تک پہچانے کا طریقہ بھی خود کار سسٹم کی طرح ہونا چاہیے ۔ یعنی شروع سے لے کر آخر تک تمام لوگوں کو ہر قسم کے حقوق خود بخود حاصل ہونے چاہیے ۔

ہمارہ معاشرہ 5 معاشرتی ستونوں پر کھڑا ہے خاندان، تعلیم، مذہب، اکنامکس اور سیاست ۔ ہماری سوچ کی بنیاد ہمارے خاندان سے شروع ہوتی ہے ۔ جب ہم پیدا ہوتے ہیں تو ہم آس پاس ہونے والے عوامل کو آہستہ آہستہ اپنا لیتے ہیں ۔ میں آج جہاں ہوں ، جو بھی ہوں ، اور جیسے ہوں یہ سب ایک حادثاتی بنیاد پر مبنی ہے ۔ میرا مذہب میں نے خود نہیں چُنا کیونکہ میرے دادا کا یہ مذہب تھا اور پھر یہ میرے باپ کو منتقل ہوا اور پھر اِسی طرح مجھے بھی ۔ یہی وجہ ہے کہ طرز فکر میں تبدیلی کا پہلا سبب خاندان ہے ۔ دُنیا میں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں جو کہ حالات و واقعات اور ضروریات کی پیش نظر سامنے آئیں ۔ آج ہر زبان کی اپنی الگ پہچان ہے ۔ اِس طرح مذاہب بھی مختلف ہیں اور ہر کسی کو ایک دوسرے کے عقیدے اور ایمان کی عزت کرنی چاہئے ۔ یہی ہمارا جمہوری رویہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مذاہب کا احترام کریں ۔ جب ہم جمہوریت ، جمہوریت کی آواز لگاتے ہیں تو پہلے یہ سوچ لینا چاہئے کہ کیا ہمارے روّیے اور ہمارے گھروں میں جمہوریت ہے؟ اصل مسئلہ ہی یہ ہے کہ ہمارے اندر جمہوری روّیے نہیں ہیں اور کوئی ایسا ادارہ بھی نہیں جو جمہوری روّیوں کے فروغ کے لیے کام کرتا ہو ۔ ہماری سوچ میں تبدیلی کے لیے ہماری کمیونٹی بھی کارفرما ہوتی ہے ۔ کمیونٹی میں ہماری درسگاہیں اور سکول بھی شامل ہیں ۔ ہمارے سکولوں میں جو نصاب ہمیں پڑھایا جاتا ہے اُس سے ہماری سوچ کی مزید ترقی ہوتی ہے ۔وہ ترقی مثبت ہے یا منفی یہ سلیبس پر منحصر ہے ۔ پاکستان کے آئین میں بھی انسانی حقوق شامل ہیں لیکن جب تک ہمیں یہ پتہ ہی نہیں کہ ہمارے حقوق کیا ہیں اور ہم کس سے وہ حقوق مانگ سکتے ہیں؟ جب تک معلوم نہ ہو کہ کون ہمارے حقوق دینے کا مجاز ہے اُس وقت تک حقوق کا حصول ناممکن ہے ۔ اور ہماری درسگاہوں اور سکولوں میں پڑھائے جانے والے سلیبس میں انسانی حقوق کی تعلیمات کا کہیں بھی ذکر نہیں جبکہ یورپین مما لک میں پانچویں جماعت تک طالب علموں کو اُن کے بنیادی حقوق کا پتا چل جاتا ہے ۔ چنانچہ ہماری سوچ میں مثبت تبدیلی کے لیے ہمیں بنیادی انسانی حقوق کا پتہ ہونا بہت لازم ہے اور اِس کے لیے انسانی حقوق کی تعلیم کا عام ہونا بہت ضروری ہے ۔ لوگوں کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ حق کیا ہوتا ہے اور اُسے کیسے اور کہاں سے حاصل کرنا ہے ۔ اِس مقصد کے لئے ریاست کا کردار مثبت ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ ریاست ایک ماں ہوتی ہے ۔ جس طرح ہماری سوچ کی بنیاد ہمارا خاندان ہے اُسی طرح سوچ میں مثبت تبدیلی کے لیے ریاست کردار بھی اہم ہے

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

قذافی بھٹی

سب سے پہلے ہمیں دیکھنا ہے کہ مثبت طرز فکر کیا ہوتا ہے اور اس کی اہمیت کیا ہے ۔ مثبت طرز فکر اور جمہوری رویوں کے فروغ میں تعلیمی اداروں کا کیا کردار ہے؟ انسانی حقوق کی تعلیم کو نصاب میں شامل کرنا کیوں ضروری ہے اور اس سلسلے میں ہم شرکاء کیا کردار ادا کر سکتے ہیں ۔اس سیشن کا مقصد ایک

> بہتر پاکستان اور معاشرہ پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ بہتر انسان پیدا کیا جائے ۔ بہتر انسان وہ ہے جو دوسری مخلوقات سے اعلیٰ سوچ رکھے ۔اگر ہم دوسری مخلوقات کی سوچ سے موازنہ کریں تو خودغرض انسان اشرف المخلوقات نہیں ہوسکتا ۔

بہتر پاکستانی کی تعمیر کرنا جو ایک بہتر قوم اور بہتر انسان پیدا کرے ۔ جو نہ صرف اپنے حقوق سے آگاہ ہو بلکہ دوسروں کے حقوق اور اپنے فرائض بھی پورے کرتا ہو ۔ HRCP کا مقصد بھی دراصل ایک بہتر اور اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ معاشرے کا قیام ہے ۔ بہتر پاکستان اور معاشرہ پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ بہتر انسان پیدا کیا جائے ۔ بہتر انسان وہ ہے جو دوسری مخلوقات سے اعلیٰ سوچ رکھے ۔ اگر ہم دوسری مخلوقات کی سوچ سے موازنہ کریں تو خودغرض انسان اشرف المخلوقات نہیں ہوسکتا ۔ غیر جانبدار انسان جیسا کام بہت سی مخلوقات کر رہی ہیں جیسا کہ مرغابیاں بھی عام انسان سے بہتر کام کر رہی ہیں مثلاً لائن بنانا ایک دوسرے کی مدد کرنا دوسرے کے لیے اپنا سفر چھوڑنا ۔ جبکہ قربانی دینے والا انسان ایسا ہے جس کا مقابلہ کوئی مخلوق نہیں کرسکتی اس لیے ہی صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات کہلوانے کا حقدار یہی بہتر انسان ہے ۔ صرف انسان ایسی مخلوق ہے جو مثبت سوچ کو منفی اور منفی سوچ کو مثبت میں بدل سکتی ہے ۔

یہ تمام باتیں جو مثبت سوچ کے بارے میں آج ہم کر رہے ہیں یہ بہت پہلے سکول کی سطح پر ہو جانی چاہیئں تھیں ۔ مختلف کہانیوں کی صورت میں یہ بچوں کو ذہن نشیں ہوجانی چاہیئں تھی ۔ انسانی حقوق اگر ہمارے نصاب کا حصہ ہوتے تو آج نہ پولیس اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرسکتی نہ ہمیں بلاوجہ بغیر وارنٹ گرفتار کر لیا جاتا نہ 24 گھنٹے سے زیادہ حراست میں رکھا جاتا ۔ اسی طرح کتنی انسانی حقوق کی خلاف

ورزیاں جو آج ہم برداشت کر رہے ہیں صرف لاعلمی کی وجہ سے ورنہ ہم اس کے خلاف آواز اٹھا سکتے تھے۔ پھر اسی طرح جو آئین ہمیں انسانی حقوق فراہم کرتا ہے وہ کم از کم میٹرک لیول تک ہمارے کسی مضمون کا حصہ ہونے چاہئیں تا کہ تمام نئی نسل کو ازبر ہو جائیں۔ انسانی حقوق اگر نصاب کا حصہ بن جائیں تو ہر کوئی اپنے حقوق سے اور فرائض سے آسانی سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح سے جمہوری اقدار بھی فروغ پائیں گی۔

مذہبی ہم آہنگی اور رواداری وقت کی اہم ضرورت ہے

گلزار احمد

عقائد کی وراثتی منتقلی نے معاشرے کو تقلید کی راہ دکھائی اور تحقیق کی راہ بھلا دی ہے جس نے انتہا پسندی کو ہوا دینے میں بڑی حد تک اہم کردار ادا کیا ہے۔ تقلید کے دائرے میں انسانی اقدار کو مدنظر نہیں رکھا جاتا اور انسان اپنی وراثتی سوچ کو لے کر بیٹھا رہتا ہے۔ انسان دوسرے مذاہب و مقاصد کو حقیر سمجھنے اور اپنے عقیدے کو اعلیٰ سمجھنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہو کر انسانی اقدار کو پاؤں تلے روندنے کا موجب بن جاتا ہے۔ ہمیں ایک دوسرے کو کافر کہنے کا حق کس نے دیا ہے؟ بڑی کشیدگیوں کی ایک بنیادی وجہ انسانوں کی خود کو ایک دوسرے سے مذہبی حوالے سے افضل قرار دینے کی سوچ ہے اور یہی وہ وجہ ہے جس نے انسانوں کو دھرموں میں بانٹ دیا ہے۔ آج مذاہب سکون قلب فراہم کرنے کی بجائے قتل و غارت کی وجہ بنے ہوئے ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی مذہب کسی کو قتل کرنے کا درس نہیں دیتا بلکہ تمام تر مذاہب نے مختلف اشکال میں محبت کے پیغام کی اشاعت کی ہے۔ کوئی مذہب ایک دوسرے کو کافر کہنے اور کفر کا سرٹیفکیٹ دے کر قتل کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن پاک میں واضح لکھا ہے کہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ ہمیں اپنے اندر دوسروں کے وجود کو برداشت کرنے کا جذبہ پیدا کرنا ہے ورنہ ہم دنیا کی ناکام ترین قوموں کی فہرست میں شامل ہو جائیں گے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے 11 اگست کو اپنی تقریر میں واضح الفاظ میں کہا تھا کہ اب پاکستان میں سب آزاد ہیں۔ سب کو اپنی اپنی عبادت گاہوں عبادت کرنے اور مذہبی رسومات کی ادائیگی کی آزادی حاصل ہے۔ پاکستان کی ریاست میں مذہب کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ آج ہم یہ الفاظ بھلا کر اپنے دلوں میں اقلیتوں کے خلاف نفرتوں کے بیج بو چکے ہیں۔ آج پاکستان میں مذہبی جنونیت اس نہج کو پہنچ گئی ہے کہ یہاں کوئی مذہبی اقلیت نہ اپنے گھر میں محفوظ ہے اور نہ عبادت گاہوں میں ان کی زندگی کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ دوسری طرف ہماری سیاسی جماعتیں ہیں جو اپنی سیاست چمکانے کے لیے مذہب کی آڑ لیے بیٹھی ہیں۔ بعض اوقات مذہب کے نام پر دنگے فسادات کروائے جاتے ہیں اور اس سیاسی دوڑ میں اکثریت کے ہاتھوں مظلوم اقلیتوں کے گھر جلائے جاتے ہیں اور ان کا لہو بہایا جاتا ہے۔

معاشروں کی ترقی کے لیے مذہبی ہم آہنگی اور رواداری بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ آج ہمارے معاشرے کی بقا کے لیے بھی یہ ضروری ہو گیا ہے کہ مذہبی جنونیت کو ختم کیا جائے کیونکہ اس جنون نے ملک کے اندر انتشار برپا کرنے کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر ہماری ساکھ کو بری طرح متاثر کیا ہے

معاشروں کی ترقی کے لیے مذہبی ہم آہنگی اور رواداری بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ آج ہمارے معاشرے کی بقا کے لیے بھی یہ ضروری ہو گیا ہے کہ مذہبی جنونیت کو ختم کیا جائے کیونکہ اس جنون نے ملک کے اندر انتشار برپا کرنے کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر ہماری ساکھ کو بری طرح متاثر کیا ہے اور پاکستانی معیشت کو اپاہج بنا دیا ہے۔ بعض مدرسوں نے بھی انتہا پسندی کے فروغ میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا جس کا نتیجہ آج کل کی مذہبی انتہا پسند تنظیموں کی شکل میں موجود ہے۔ انتہا پسند سوچ نے اسلام کو شریعت اور جہاد کے الفاظ تک محدود بنایا۔ اسی مفروضے کو اور پائیدار بنانے کیلئے ریاستی اداروں نے انتہا پسند تنظیموں کی بنیاد ڈالی جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔

اور پاکستانی معیشت کو اپاہج بنا دیا ہے۔ بعض مدرسوں نے بھی انتہا پسندی کے فروغ میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا جس کا نتیجہ آج کل کی مذہبی انتہا پسند تنظیموں کی شکل میں موجود ہے۔ انتہا پسند سوچ نے اسلام کو شریعت اور جہاد کے الفاظ تک محدود بنایا۔ اسی مفروضے کو اور پائیدار بنانے کیلئے ریاستی اداروں نے انتہا پسند تنظیموں کی بنیاد ڈالی جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ مذہبی رواداری ھم آہنگی، برداشت، احترام، آزادی رائے اور آزادی اظہار کو فروغ دیتی ہے۔

انتہا پسندی کے انسداد/فروغ میں میڈیا کا کردار اور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت

حفیظ بزدار

میڈیا اصل میں Mass Media ہے اور یہ میڈیم سے نکلا ہے یعنی ہر وہ ذریعہ جس سے خبر دوسروں تک پہنچے میڈیا کہلاتا ہے۔ میڈیا کے آغاز میں شیر شاہ سوری کا بہت بڑا کردار ہے۔ اس نے تیز ترین ڈاک کا نظام متعارف کروایا۔ اس کا ایک گھڑسوار کچھ سفر طے کر کے دوسرے گھڑسوار کو معلومات دے کر آگے بھیجتا تھا۔ شیر شاہ سوری بادشاہ بننے سے قبل ایک سپاہی تھا اور وہ جانتا تھا کہ خبر کو جلد از جلد پہنچانا ایک بادشاہ کی طاقت ہوتی ہے۔ میڈیا کی تین اقسام ہیں ریاستی میڈیا، پرائیوٹ میڈیا اور متبادل میڈیا۔ ریاستی میڈیا میں ریاست کے کنٹرول شدہ اخبار اور چینلز شامل ہیں جبکہ پرائیویٹ یا نجی میڈیا نجی کاروبار کی طرح ہے۔ ان کے اپنے مفادات اور ڈھانچہ ہوتا ہے۔ اور متبادل میڈیا میں متبادل ذرائع فیس بک، ٹویٹر اور سکائپ وغیرہ ہیں اور ان کا کمانڈ اور کنٹرول لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ ریاستی میڈیا پر حکومت سے متعلق اچھی خبریں ملتی ہیں جبکہ پرائیوٹ میڈیا پر دی جانے والی خبر میرٹ پر ہوتی ہے۔

میڈیا میں رپورٹر ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتا ہے مگر سب سے زیادہ استحصال اسی کا کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں رپورٹر باقاعدہ تنخواہ، سیکیورٹی، پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت، غیر جانبداری سے محروم ہیں۔ سیاستدان اور اینکرز میں Symbiotic تعلق ہے اور سیاستدان ٹی وی چینلز کا را میٹریل (Raw Material) ہیں۔ میڈیا کا بھی ضابطہ اخلاق ہے جس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ اینکر کشتی کو کنارے لگانے والے کو کہتے ہیں لیکن ہمارا اینکر ہر موضوع پر ہر فن مولا ہوتے ہیں ان کے خیال میں وہ حکومت کو توڑ بھی سکتے ہیں جب چاہیں اور جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ فارن پالیسی کے ماہر نہیں لیکن اُس کے باوجود بے لگام بات چیت کرتے ہیں۔ اینکرز خود ہی مسئلے بیان کرتے ہیں اور مسئلے کا حل بھی خود ہی نکال لیتے ہیں جو ان کا رول نہیں۔ آج میڈیا کی ترقی نے دنیا کو ایک گلوبل ویلج بنا دیا ہے جہاں میڈیا کو معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بننا چاہئے اور خبر کو سچائی سے عوام تک پہنچانا چاہئے۔ رپوٹر کے لئے ضروری ہے کہ خبر کو خبر رکھے بریکنگ نیوز نہ بنائے۔

میڈیا بطور گیٹ کیپر ایک ایسے عہدے کا نام ہے جس کا کام ایسی تمام خبروں کو روکنا ہے جن سے معاشرے میں بدامنی یا انتشار پھیلے۔ میڈیا ریاست کا ایک مضبوط ستون ہے۔ اگر میڈیا دیانتداری سے اپنا کردار ادا کرے تو پاکستان کی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ کسی بھی پروفیشن میں جانے کہ لیے باقاعدہ تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ میڈیا والوں کی کوئی تعلیم نہیں ہوتی۔ جس کی وجہ سے یہ بے لگام ہیں ان کی بھی تربیت کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق **19** اگست سے **22** ستمبر تک کے دوران ملک بھر میں **233** افراد نے خودکشی کر لی۔ خودکشی کرنے والوں میں **93** خواتین شامل تھیں۔ **26** جولائی سے **22** ستمبر کے دوران **92** افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچالیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں **46** خواتین شامل ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں **134** افراد نے گھریلو جھگڑوں و مسائل سے تنگ آ کر اور **23** نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کر لی۔ خودکشی کے واقعات میں **125** نے زہر کھا/پی کر، **30** نے خودکو گولی مار کر اور **47** نے پھندا لے کر جان دے دی۔ خودکشی اور اقدام خودکشی کے **325** واقعات میں سے صرف **04** واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
19اگست	ف	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک نمبر53، بھاگٹانوالہ	-	روزنامہ جنگ
19اگست	جمیل	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	محلّہ فیصل آباد، الہ آباد	-	روزنامہ جنگ
19اگست	خاتون	-	-	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	سرائے عالمگیر	-	روزنامہ جنگ
19اگست	اشفاق مسیح	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اڈہ مریدوالا	-	روزنامہ جنگ
19اگست	-	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	یزمان، بہاولپور	-	ایکسپریس ٹریبیون
20اگست	صباء	خاتون	18برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	برج اٹاڑی، شیخوپورہ	-	روزنامہ نئی بات
20اگست	نجم علی	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹلہ ارباب علی، گجرات	-	روزنامہ نئی بات
20اگست	-	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	اندرون شہر، نارنگ منڈی	-	روزنامہ نوائے وقت
20اگست	لبنیٰ	خاتون	30برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک نمبر383، ب گ، جڑانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
20اگست	اکرام	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹھٹھی، عارف والا	-	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	علی شان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شاہ کوٹ شہر	-	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	جاوید	مرد	22برس	-	-	-	ٹرین تلے آ کر	ٹبہ محمد نگر، کاموکے	-	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	بینش	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	پتوکی	-	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	کرن علی	خاتون	19برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکو جلا کر	شیر بنگالی کالونی، فیروزوالا	-	روزنامہ نوائے وقت
21اگست	محمد عثمان	مرد	17برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	طارق کالونی، ماموں کانجن	-	روزنامہ نئی بات
21اگست	محمود	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	تھانہ میلہ، سرگودھا	-	روزنامہ نئی بات
21اگست	عرفان	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	-	پھندا لے کر	گاؤں117 شمالی، سرگودھا	-	روزنامہ نئی بات
21اگست	رضیہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں432/6 ہارون آباد	-	روزنامہ ایکسپریس
21اگست	زین	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	119/6 آر، ہارون آباد	-	روزنامہ ایکسپریس
21اگست	ظفر	مرد	45برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	موضع کوٹ ستار، چھالیہ	-	روزنامہ ایکسپریس
21اگست	افضال	مرد	24برس	-	غیرشادی شدہ	-	خودکو گولی مار کر	پل عبداللہ، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
22اگست	علی حسن	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	جنوبی چھاؤنی، لاہور	-	روزنامہ دنیا
22اگست	کشور	خاتون	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	چنیوٹ	-	روزنامہ دنیا
22اگست	روبینہ	خاتون	35برس	-	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	سراج آباد، ملتان	-	روزنامہ دنیا
22اگست	شاہد	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	-	-	روزنامہ دنیا
22اگست	م	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	پشین، بلوچستان	-	روزنامہ دنیا
22اگست	فریال	خاتون	17برس	-	غیرشادی شدہ	-	پھندا لے کر	کورنگی، کراچی	-	روزنامہ دنیا
22اگست	ثناء	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں ناکامی	زہرخورانی	111/12، چیچہ وطنی	-	روزنامہ نوائے وقت
22اگست	صدام حسین	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں ناکامی	زہرخورانی	سرفراز کالونی، خوشاب	-	روزنامہ نوائے وقت
22اگست	-	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	چیچہ وطنی	-	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	قاسم	خواجہ سرا	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	سمبڑیال موڑ	-	روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
23اگست	اشرف	مرد	40برس	ـ	ـ	ـ	نہر میں کود کر	106/7 آر، چیچہ وطنی	ـ	روزنامہ نئی بات
24اگست	سعید احمد	مرد	27برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں جمن شاہ، عارف والا	ـ	روزنامہ جنگ
24اگست	تنزیلہ	خاتون	18برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اگو چک، قلعہ دیدار سنگھ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
24اگست	شمسہ	خاتون	28برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں رولیا، گجرات	ـ	روزنامہ جنگ
24اگست	اقصیٰ	خاتون	23برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں رولیا، گجرات	ـ	روزنامہ جنگ
24اگست	محمد فاروق	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	امتحان میں ناکامی	خودکو گولی مارکر	سلطان خیل، عیسیٰ خیل	ـ	روزنامہ جنگ
24اگست	ـ	بچی	13برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جھملا نوالہ	ـ	روزنامہ جنگ
24اگست	کلثوم مائی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	نور پور جدید، اوچ شریف	ـ	روزنامہ ایکسپریس
24اگست	عدنان خان	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خودکو گولی مارکر	چار باغ، سوات	ـ	راولپنڈی، نیوز
25اگست	نجات خان	مرد	ـ	ـ	ـ	دوست سے جھگڑا	خودکو گولی مارکر	قائداعظم انڈسٹریل ایریا، لاہور	ـ	روزنامہ جنگ
25اگست	نعیم بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں سوڈیا پسرور	ـ	روزنامہ جنگ
25اگست	یاسمین	خاتون	17برس	ـ	غیر شادہ شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک نمبر 69، رب بلوچی، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
25اگست	عبدالغفار	مرد	24برس	ـ	غیر شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک نمبر 219 گ ب، سمندری، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
25اگست	اسحاق	مرد	30برس	ـ	ـ	ـ	ـ	سوہدرہ، گوجرانوالہ	ـ	روزنامہ جنگ
25اگست	ہارون خان	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	امتحان میں ناکامی	خودکو گولی مارکر	ترگ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
25اگست	عالیہ	خاتون	ـ	ـ	غیر شادہ شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	گجرات	ـ	روزنامہ نوائے وقت
25اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	جودھے والی، سیالکوٹ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
25اگست	ثنا	خاتون	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	سوگاؤں مونہ مینڈر، پنڈی بھٹیاں	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	غلام محمد شاہین	مرد	ـ	ـ	ـ	کام کے دباؤ سے تنگ آ کر	خودکو گولی مارکر	یوسف والا، ساہیوال	ـ	روزنامہ ایکسپریس
26اگست	راشد حسین	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خان گڑھ، مظفرگڑھ	ـ	روزنامہ خبریں
26اگست	ایوب خان	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خودکو گولی مارکر	تھانہ فرید ٹاؤن، ساہیوال	ـ	روزنامہ ایکسپریس
26اگست	محمد حسین	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	چناب مارکیٹ، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نیوز
26اگست	صائمہ	خاتون	21برس	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	چک 356 ج ب، گوجرہ	ـ	روزنامہ خبریں
27اگست	ـ	مرد	24برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 225، رب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
27اگست	ـ	خاتون	21برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 258 ج فیصل آباد	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
27اگست	ـ	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	چک 273 ج ب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
27اگست	انعم	خاتون	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	محبت میں ناکامی	خودکو گولی مارکر	ہربنس پورہ، لاہور	ـ	روزنامہ نیوز
27اگست	(م)	خاتون	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	زہرخورانی	مٹہ، سوات	ـ	روزنامہ دنیا
27اگست	غلام یاسین	مرد	40برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	تھانہ منگزاری، کشمور، سندھ	ـ	روزنامہ دنیا
27اگست	شعیب اصغر	مرد	30برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جلالپور جٹاں، گجرات	ـ	روزنامہ جنگ
27اگست	فائزہ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ	ـ	روزنامہ جنگ
28اگست	تنزیلہ بی بی	خاتون	28برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی اللہ بخش، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں
28اگست	حنیف	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	قادرآباد منڈی بہاؤالدین	ـ	روزنامہ نئی بات
28اگست	ذوالفقار علی	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سچل گوٹھ، کراچی	ـ	روزنامہ نئی بات
28اگست	قطب الدین شاہ	مرد۔	25برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ککڑ، خیر پور ناتھن، ضلع دادو	ـ	روزنامہ کاوش
28اگست	کچھی کولہی	خاتون	28برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گوٹھ ڈینی ضلع تھرپارکر	ـ	روزنامہ کاوش
28اگست	ذیشان دستی	مرد	15برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سیٹھارجہ ضلع خیر پور	ـ	روزنامہ کاوش
28اگست	فرحت	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اقبال ٹاؤن، گوجرانوالہ	ـ	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
28اگست	کنول	خاتون	-	-	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	نواب ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ نوائے وقت
28اگست	خرم شہزاد	مرد	28برس	-	غیرشادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے آکر	کرسچین کالونی،صفدرآباد	-	روزنامہ نوائے وقت
29اگست	بے بی فرمان	خاتون	28برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پٹھانستان،رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں
29اگست	فریاد	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	ننکانہ صاحب	-	روزنامہ نوائے وقت
29اگست	اقبال تھہیم	مرد	25برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	بند بوسن، ملتان	-	روزنامہ خبریں
29اگست	ناصرعباسی	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اوچ شریف، بہاولپور	-	خواجہ اسداللہ
29اگست	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے آکر	گاؤں بصرا، چکوال	-	روزنامہ نوائے وقت
29اگست	بشراں جمالی	خاتون	21برس	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ	پھندا لےکر	گوٹھ وزیر جمالی، سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
29اگست	خلیل	مرد	85برس	-	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کچا نیشنل ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ نیشن
29اگست	اویس	مرد	17برس	-	غیرشادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	189رب، فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
29اگست	شہباز	مرد	30برس	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	امین آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
29اگست	-	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	تھانہ سرائے صالح، ہری پور	-	روزنامہ دنیا
29اگست	-	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	-	پھندا لےکر	توقیرآباد، منکیرہ	-	روزنامہ دنیا
29اگست	اللہ داد	مرد	28برس	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	جلالپور شاہ پور	-	روزنامہ جنگ
29اگست	محسن	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	عارف والا	-	روزنامہ جنگ
29اگست	محمد شان	مرد	-	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک160/9ایل، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
29اگست	محمد اکرم	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک شفیع، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
29اگست	منظور	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	35ای بی، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
29اگست	اقراء	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	چک نمبر272 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
30اگست	سونیا	خاتون	30برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	سبزہ زار، لاہور	-	روزنامہ جنگ
30اگست	نورالٰہی	خاتون	22برس	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	اوکاڑہ	-	روزنامہ جنگ
30اگست	غلام محمد	مرد	35برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ خادم علی شاہ، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
30اگست	محمد آصف	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	پھالیہ	-	روزنامہ جنگ
30اگست	مریم	خاتون	26برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	وزیرآباد	-	روزنامہ خبریں
30اگست	مجاہد مستوئی	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ مستوئی، فاضل پور	-	روزنامہ جنگ
30اگست	وسیم	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موچی والا روڈ، گوجرہ	-	روزنامہ نئی بات
31اگست	-	خاتون	34برس	-	-	-	زہرخورانی	صدر، کراچی	-	روزنامہ ڈان، کراچی
31اگست	صفدر	مرد	40برس	-	شادی شدہ	دوسری شادی میں ناکامی پر	خودکو گولی مارکر	فیکٹری ایریا، لاہور	-	روزنامہ ایکسپریس
31اگست	اقراء	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں ناکامی	زہرخورانی	نسیم کالونی، جوہرآباد	-	روزنامہ جنگ
31اگست	الفت بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جچہ عباسیاں، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں
31اگست	ماہم سلیم	خاتون	22برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ محمودآباد، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
31اگست	طاری	مرد	45برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	عثمان پارک، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں
31اگست	نازیہ	خاتون	18برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بہاولپور، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں
یکم ستمبر	سوناری بھیل	خاتون	28برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لےکر	پنگریو ضلع بدین	-	روزنامہ کاوش
یکم ستمبر	رضیہ بی بی	خاتون	20برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ملک پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں
یکم ستمبر	قمرعباس	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	صادق آباد	-	روزنامہ خبریں
یکم ستمبر	اشرف قریشی	مرد	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لےکر	گوٹھ بختاور پور، سیوہن جامشورو	-	روزنامہ کاوش
2ستمبر	احسان	مرد	17برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لےکر	چک نمبر424 گ ب تاندلیانوالہ، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
2 ستمبر	-	مرد	16برس	-	غیر شادی شدہ	-	نہر میں کود کر	نہر اپر چناب، گوجرانوالا	-	روزنامہ نوائے وقت
2 ستمبر	عمران	مرد	20برس	-	غیر شادی شدہ	-	پھندا لے کر	فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
2 ستمبر	نوروز	مرد	16برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خود کو گولی مار کر	سولجر بازار، کراچی	-	روزنامہ نوائے وقت
2 ستمبر	محمد شعیب	مرد	30برس	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	نووال کٹھیالہ شیخاں	-	روزنامہ جنگ
3 ستمبر	صو پھوکولہی	مرد	40برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گلاب لغاری ضلع ٹنڈو الہیار	-	روزنامہ کاوش
3 ستمبر	مرتضیٰ	مرد	22برس	-	غیر شادی شدہ	-	زہر خورانی	تلونڈی موسیٰ خان، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
3 ستمبر	میوو کولہی	مرد	25برس	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گوٹھ میر فتح ٹالپر ضلع میرپور خاص	-	روزنامہ کاوش
3 ستمبر	ولایت بی بی	خاتون	45برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	محلّہ رحمت آباد، سرائے عالمگیر	-	روزنامہ جنگ
4 ستمبر	ساجدہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	رائیونڈ، لاہور	-	روزنامہ نوائے وقت
4 ستمبر	عیسیٰ ملاح	مرد	18برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	ضلع سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
4 ستمبر	عطاء الٰہی	خاتون	27برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بستی رمضان والا، جلالپور پیروالہ	-	روزنامہ خبریں
4 ستمبر	غضنفر	مرد	22برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	بستی حسینی موڑ، کروڑ لعل عیسن	-	روزنامہ خبریں
4 ستمبر	سارنگ سیہڑ	مرد	30برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	مورو ضلع نوشہرو فیروز	-	روزنامہ کاوش
4 ستمبر	عبدالغفار بروہی	مرد	35برس	-	-	-	خود کو گولی مار کر	ضلع نواب شاہ	-	روزنامہ کاوش
4 ستمبر	عاشق	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	چھانگا مانگا، قصور	-	روزنامہ نوائے وقت
4 ستمبر	یاسین	مرد	-	-	شادی شدہ	قرض سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	بہاولنگر	-	روزنامہ نوائے وقت
4 ستمبر	عبدالرحمان	مرد	-	-	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	گاؤں سرائے امر سنگھ، حجرہ شاہ مقیم	-	روزنامہ نوائے وقت
4 ستمبر	شاہد	مرد	25برس	-	غیر شادی شدہ	-	پھندا لے کر	چک 247 ج ب، بھوآنہ	-	روزنامہ دنیا
4 ستمبر	قاسم	مرد	-	-	شادی شدہ	اولاد نہ ہونے پر دلبرداشتہ	زہر خورانی	محلّہ باٹھ، نوشہرہ ورکاں، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
4 ستمبر	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	اولاد نہ ہونے پر دلبرداشتہ	زہر خورانی	محلّہ باٹھ، نوشہرہ ورکاں، گوجرانوالہ	-	روزنامہ جنگ
4 ستمبر	ولایت خان	-	40برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	محلّہ امین آباد، گجرات	-	روزنامہ جنگ
4 ستمبر	تاج	مرد	50برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ جنگ
5 ستمبر	فیضان چانڈیو	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	باقرانی ضلع لاڑکانہ	-	رونامہ کاوش
6 ستمبر	رائچند میگھواڑ	مرد	20برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کوٹ غلام محمد ضلع میرپور خاص	-	روزنامہ کاوش
7 ستمبر	ثمرین	خاتون	-	-	شادی شدہ	غربت سے تنگ آ کر	پھندا لے کر	صدیق کالونی، بہاولپور	-	روزنامہ نیوز
7 ستمبر	عاطف	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	باغبانپورہ، لاہور	-	روزنامہ نوائے وقت
7 ستمبر	ارشد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	شہ رگ کاٹ کر	موضع بڈھا گورائیہ، ڈسکہ	-	روزنامہ نوائے وقت
7 ستمبر	فائزہ	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کوٹ خادم علی شاہ، ساہیوال	-	روزنامہ نوائے وقت
7 ستمبر	شرافت علی	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	گاؤں 70/10 آر خانیوال	-	روزنامہ نئی بات
7 ستمبر	غلام فاطمہ	خاتون	45برس	-	غیر شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہو کر	پھندا لے کر	قصبہ 7/1 آر اوکاڑہ	-	روزنامہ جنگ
8 ستمبر	ایشا	خاتون	18برس	-	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	محلّہ لائن پارک، چکوال	-	روزنامہ نوائے وقت
8 ستمبر	-	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے آ کر	چک 332، ج ب گوجرہ	-	روزنامہ ڈان
9 ستمبر	گلی کولہی	خاتون	20برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	جھڈو ضلع میرپور خاص	-	روزنامہ کاوش
9 ستمبر	علی گل ملک	مرد	28برس	-	-	-	خود کو گولی مار کر	ضلع گھوٹکی	-	روزنامہ کاوش
9 ستمبر	آصف	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	کھوسہ کالونی، جام پور	-	روزنامہ خبریں
9 ستمبر	عاجز کلھوڑو	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے کی وجہ	زہر خورانی	گوٹھ گلوسیال، ضلع خیرپور	-	روزنامہ کاوش
9 ستمبر	عذرا بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک کوٹ پاک پتن	-	روزنامہ نیوز
10 ستمبر	رانی بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	سر ہالی کلاں، قصور	-	روزنامہ نیوز

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
10 ستمبر	ش	خاتون	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	محلّہ شاہ حسین، گجرات	–	روزنامہ جنگ
10 ستمبر	ابوبکر	مرد	20برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاکھوڈیرو، استور	–	روزنامہ جنگ
10 ستمبر	حمید مائی	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نصیر دی واسن، کہروڑپکا	–	روزنامہ خبریں
10 ستمبر	سمیرا	خاتون	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	زہرخورانی	102/9ایل، ساہیوال	–	روزنامہ جنگ
10 ستمبر	ثناء بی بی	خاتون	18برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک نمبر 216پی، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں
10 ستمبر	–	خاتون	–	–	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سرپائی کلاں، قصور	–	روزنامہ نیوز
10 ستمبر	ش	خاتون	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	محلّہ شاہ حسین، گجرات	–	روزنامہ جنگ
10 ستمبر	ابوبکر	مرد	20برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاکھوڈیرو، قصور	–	روزنامہ جنگ
10 ستمبر	سمیرا	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	102/9ایل، ساہیوال	–	روزنامہ جنگ
10 ستمبر	–	خاتون	–	–	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	وال بھچراں، میانوالی	–	روزنامہ دنیا
10 ستمبر	نیاز جمالی	مرد	25برس	–	–	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	جیکب آباد، سندھ	–	روزنامہ دنیا
11 ستمبر	محمد افتخار	مرد	28برس	–	–	گھریلو جھگڑا	خودکوجلاکر	مکیر روڈ، پاک پتن	–	روزنامہ ایکسپریس
11 ستمبر	مسرت شفیع	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شریف کالونی، گرین ٹاؤن، لاہور	–	روزنامہ ایکسپریس
11 ستمبر	زہرہ بی بی	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں
11 ستمبر	مومل کلہورو	خاتون	18برس	–	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	گوٹھ گلوسیال، ضلع خیرپور	–	روزنامہ کاوش
11 ستمبر	شہزاد	مرد	28برس	–	–	–	خودکوگولی مارکر	شمالی چھاؤنی، لاہور	–	روزنامہ نوائے وقت
11 ستمبر	اصغر لغاری	مرد	30برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	دادلغاری، ضلع گھوٹکی	–	روزنامہ کاوش
11 ستمبر	راموں بھیل	مرد	30برس	–	–	ذہنی معذوری	پھندالےکر	نوں کوٹ ضلع میرپورخاص	–	روزنامہ کاوش
11 ستمبر	یوسف گوپانگ	مرد	60برس	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	ضلع ٹنڈو محمد خان	–	روزنامہ کاوش
11 ستمبر	مظہر حسین	مرد	35برس	–	–	–	زہرخورانی	چک نمبر 733 گ ب، کمالیہ	–	روزنامہ نوائے وقت
12 ستمبر	–	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	منڈی بہاؤالدین	–	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
12 ستمبر	علی رضا	مرد	28برس	–	شادی شدہ	–	زہرخورانی	راناٹاؤن، فیروزوالا	–	روزنامہ جنگ
13 ستمبر	عنبرین	خاتون	–	–	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندالےکر	اسلام آباد	–	روزنامہ نوائے وقت
13 ستمبر	زکی علی لغاری	مرد	20برس	–	–	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلےآکر	تلہار ضلع بدین	–	روزنامہ کاوش
13 ستمبر	سکرنہڑی	مرد	20برس	–	–	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	کنویں میں کودکر	چھاچھرو ضلع تھرپارکر	–	روزنامہ کاوش
13 ستمبر	بشریٰ	خاتون	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	–	روزنامہ نوائے وقت
14 ستمبر	خالدہ بی بی	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	بھٹہ ٹاؤن، کاموںکے	–	روزنامہ نوائے وقت
14 ستمبر	ہیتی کولہی	خاتون	25برس	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	جھڈو ضلع میرپورخاص	–	روزنامہ کاوش
14 ستمبر	شبانہ	خاتون	21برس	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کنویں میں کودکر	بانجو بہار رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں
14 ستمبر	عابدہ پروین	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	نئی آبادی، رتیڑہ	درج	روزنامہ خبریں
14 ستمبر	سوڈو خاصخیلی	مرد	45برس	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	کھپرو ضلع سانگھڑ	–	روزنامہ کاوش
14 ستمبر	علی	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	226رب فیصل آباد	–	روزنامہ نوائے وقت
14 ستمبر	ولید احمد	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 39/12ایل چیچہ وطنی	–	روزنامہ نوائے وقت
14 ستمبر	صباء پروین	خاتون	32برس	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	سادھوکے، کاموںکے	–	روزنامہ نئی بات
14 ستمبر	بابر	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	صدر گوگیرہ	–	روزنامہ جنگ
14 ستمبر	صدام حسین	مرد	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	–	غریب آباد، شب قدر	–	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	شبانہ بی بی	خاتون	20برس	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کنویں میں کودکر	بستی کھوکھراں، رحیم یارخان	–	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	کاشف	مرد	14برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	تخت بھائی، مردان	–	روزنامہ دنیا

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
14 ستمبر	لکھو بھیل	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	بیماری سے تنگ آ کر	-	ٹنڈو الہ یار	-	روزنامہ دنیا
15 ستمبر	-	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گاؤں جاجو، نارنگ منڈی	-	روزنامہ نوائے وقت
15 ستمبر	یعقوب احمد	مرد	30 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع آدم والی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
15 ستمبر	محمد طیب	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈھرانوالہ، چشتیاں	-	روزنامہ نوائے وقت
15 ستمبر	تنویر	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	امتحان میں کم نمبر آنے پر	زہر خورانی	اوچ شریف، بہاولپور	-	خواجہ اسد اللہ
15 ستمبر	طیب	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈاہرانوالہ، چشتیاں	-	روزنامہ خبریں
16 ستمبر	فرحان	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کوٹ غلام محمد خان، قصور	-	روزنامہ جنگ
16 ستمبر	اختر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	چھب کلاں	-	روزنامہ خبریں
16 ستمبر	دلدار	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے آ کر	خواجہ ٹاؤن، خان پور	درج	روزنامہ خبریں
16 ستمبر	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	ناگن پل، ڈجکوٹ، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
17 ستمبر	شبانہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	رنگ محل، لاہور	-	روزنامہ ایکسپریس
17 ستمبر	گل محمد جگ	مرد	-	-	-	-	خود کو گولی مار کر	گاؤں جگ، سبی	-	روزنامہ دنیا
17 ستمبر	ناصر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
17 ستمبر	عارف	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	ظفر آباد، گوجرانوالا	-	روزنامہ نوائے وقت
18 ستمبر	رضیہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	زہر خورانی	شاہدرہ، لاہور	-	روزنامہ نیوز
18 ستمبر	محمد انور	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گرین ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ جنگ
18 ستمبر	نصرت	مرد	19 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	اڈہ پٹھان کوٹ بھوآنہ	-	روزنامہ دنیا
18 ستمبر	راجو	مرد	18 برس	-	غیر شادی شدہ	محبت میں ناکامی	زہر خورانی	فتح پور پنجابیاں، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
18 ستمبر	احسان	مرد	-	-	-	-	پھندا لے کر	سرجانی ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ دنیا
18 ستمبر	اللہ جوئی	خاتون	60 برس	-	-	-	نہر میں کود کر	تھانہ روڈ والہ، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
18 ستمبر	زبیر احمد	مرد	14 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	مورو ضلع نوشہرو فیروز	-	روزنامہ کاوش
19 ستمبر	علی بخش	مرد	25 برس	-	-	-	خود کو گولی مار کر	صالح پٹ، ضلع خیرپور	-	روزنامہ کاوش
19 ستمبر	ہمتو میگھواڑ	مرد	33 برس	-	-	ذہنی معذوری	پھندا لے کر	گوٹھ کاسیو، ضلع تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
20 ستمبر	اقراء	خاتون	12 برس	بچی	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ہربنس پورہ، لاہور	-	روزنامہ دنیا
20 ستمبر	ارشاد احمد	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	وزیر آباد	-	روزنامہ جنگ
20 ستمبر	ش	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خود کو گولی مار کر	بستی صالح، ملتان	-	روزنامہ نئی بات
20 ستمبر	عطااللہ	مرد	15 برس	-	-	-	پھندا لے کر	خیر محمد آریجا، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
21 ستمبر	نگینہ بھرگڑی	عورت	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ٹنڈو غلام محمد، ضلع بدین	-	روزنامہ کاوش
21 ستمبر	اشفاق	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	چشتیاں	-	روزنامہ خبریں
21 ستمبر	علی رضا	مرد	35 برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	بلدیہ ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ دنیا
21 ستمبر	آمنہ بی بی	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	توکل کالونی، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
21 ستمبر	راجیش کمار	مرد	25 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	شہداد کوٹ، ضلع قمبر	-	روزنامہ کاوش
21 ستمبر	لبنیٰ بی بی	خاتون	25 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	احمد پارک، جڑانوالہ، فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
21 ستمبر	ثناء	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
21 ستمبر	آفاق احمد	مرد	25 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	حسین کالونی، چشتیاں	-	روزنامہ نوائے وقت
21 ستمبر	عبدالستار سومرو	مرد	26 برس	-	-	-	پھندا لے کر	چوہڑ جمالی، ضلع بدین	-	روزنامہ کاوش
21 ستمبر	شہریز راجپوت	مرد	20 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	جھول ضلع سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
21 ستمبر	عمران	مرد	-	-	-	-	خود کو گولی مار کر	پی اے ایف بیس یکسر	-	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
21ستمبر	عرفان	مرد	-	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	ڈسکہ	-	روزنامہ جنگ
22ستمبر	وسیم احمد	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی مولویاں، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں
22ستمبر	مریم سمیجو	خاتون	14برس	-	-	-	پھندا لے کر	ضلع گھوٹکی	-	روزنامہ کاوش
22ستمبر	چمن کولہی	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	کنری ضلع عمر کوٹ	-	روزنامہ کاوش
22ستمبر	نعمان	مرد	-	-	-	چوری کے الزام پر دلبرداشتہ	زہرخورانی	ہری پور	-	روزنامہ دنیا
22ستمبر	شگفتہ بی بی	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	حسین داکوٹ، حافظ آباد	-	روزنامہ دنیا
22ستمبر	محمد ذیشان	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	110 جنوبی، سرگودھا	-	روزنامہ دنیا
22ستمبر	شکیل عباس	مرد	28برس	-	-	-	زہرخورانی	پائی خیل، میانوالی	-	روزنامہ دنیا
22ستمبر	وسیم احمد	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی مولویاں، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
22ستمبر	ثناء	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 92، ساہیوال	-	روزنامہ نوائے وقت
22ستمبر	م	خاتون	14برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	کھینہ چک، سمبڑیال	-	روزنامہ نوائے وقت
22ستمبر	مجیب	مرد	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ سلیم پورہ، سمبڑیال	-	روزنامہ نوائے وقت

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26جولائی	اقراء	خاتون	18برس	-	غیرشادی شدہ	امتحان فیل ہونے پر	-	601 گ ب، گوجرہ	-	روزنامہ دنیا
26جولائی	فرحان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان فیل ہونے پر	-	601 گ ب، گوجرہ	-	روزنامہ دنیا
27جولائی	ارسلان	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	-	اسلام آباد	درج	روزنامہ دنیا
29جولائی	ارم شہزادی	خاتون	-	-	-	-	-	چک 7 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
29جولائی	عدنان	مرد	-	-	-	-	-	گوجرہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	روزنامہ نیوز
29جولائی	شاہد رفیق	مرد	-	-	-	-	-	محمدی چوک، فیصل آباد	-	روزنامہ نیوز
3اگست	گلزار	مرد	-	-	-	-	-	چک 77 رب، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
3اگست	ذیشان	مرد	-	-	-	-	-	اسیر سنگھ والا، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
3اگست	مبشر	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں کم نمبر آنے پر	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
3اگست	صبا نورین	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں کم نمبر آنے پر	زہرخورانی	سلیمی چوک، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
3اگست	نجمہ	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں کم نمبر آنے پر	زہرخورانی	سہیل آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
3اگست	آسیہ	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں کم نمبر آنے پر	زہرخورانی	موضع گڑھ	-	روزنامہ نئی بات
3اگست	شازیہ	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں کم نمبر آنے پر	زہرخورانی	چک 289 ج ب، گوجرہ	-	روزنامہ نئی بات
7اگست	اقصیٰ	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	نہر میں کود کر	ظہور حیات کالونی، بھلوال	-	روزنامہ نوائے وقت
8اگست	ابوبکر	مرد	13برس	بچہ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں تمبولی، کاموکی	-	روزنامہ جنگ
10اگست	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سوات	-	روزنامہ دنیا
10اگست	ن	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ دنیا
10اگست	ذیشان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	اسلام آباد	-	روزنامہ دنیا
10اگست	-	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اسلام آباد	-	روزنامہ دنیا
11اگست	سونیا	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	محلّہ سلطان پورہ، خانقاہ ڈوگراں	-	روزنامہ جنگ
11اگست	مہتاب سہتو	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ سہتا، مدیجی، شکارپور	-	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
11اگست	دلبرعمرانی	مرد	14برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلوجھگڑا	پھندالے کر	یارمحمد کالونی لاڑکانہ۔سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
13اگست	انیلاتنیو	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	دارالامان سکھر۔سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
13اگست	لیاقت علی سہتو	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	سہتا گوٹھ، مدیجی، شکارپور	ـ	روزنامہ کاوش
13اگست	ممتاز بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	لوہاری گیٹ، لاہور	ـ	روزنامہ جنگ
13اگست	اقبال	مرد	ـ	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	گوجرپورہ، لاہور	ـ	روزنامہ جنگ
13اگست	پٹھانی بی بی	خاتون	17برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	موضع جھیڈو، لڈن	ـ	روزنامہ نئی بات
14اگست	سلیمان	مرد	30برس	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گاؤں رٹانوالی، ننکانہ صاحب	ـ	روزنامہ ایکسپریس
15اگست	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	خودکوگولی مارکر	تھانہ بابلک، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نئی بات
14اگست	عذرہ خاتوں سرہیو	خاتون	30برس	ـ	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	نہرمیں کودکر	نزدمدیجی، شکارپور	ـ	روزنامہ کاوش
14اگست	فرزانہ کلہوڑو	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	نبی آباد، مدیجی، شکارپور	ـ	روزنامہ کاوش
14اگست	کامران سولنگی	مرد	16برس	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	بھریاسٹی، نوشہروفیروز	ـ	روزنامہ کاوش
20اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	نہرمیں کودکر	فریدمحمود کاٹھیا، شورکوٹ	ـ	روزنامہ نئی بات
19اگست	پپو	مرد	27برس	ـ	ـْ	گھریلوجھگڑا	خودکوگولی مارکر	جمال بوزدار، خانپورمہر، گھوٹکی	ـ	روزنامہ کاوش
21اگست	لعل بخش کورائی	مرد	45برس	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ لنڈو، مورو، گھوٹکی	ـ	روزنامہ کاوش
21اگست	شاہدہ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گنڈاسنگھ والاروڈ، قصور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
22اگست	عابدہ گجر	خاتون	17برس	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	خودکوگولی مارکر	گوٹھ محمود گجر، گھوٹکی	ـ	روزنامہ کاوش
22اگست	سیماجوگی	خاتون	17برس	ـ	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے	زہرخورانی	جوگی محلّہ سجاول جونیجو، قمبر	ـ	روزنامہ کاوش
23اگست	امتیاز علی انڑ	مرد	24برس	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	پھندالے کر	جان محمد ٹالانی کالونی جیکب آباد	ـ	روزنامہ کاوش
23اگست	مدثر	مرد	27برس	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	بھائی والا، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نئی بات
23اگست	ثمینہ	خاتون	38برس	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	بھائی والا، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
26اگست	محمداعجاز	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	چک423ج ب، گوجرہ	ـ	روزنامہ خبریں
26اگست	ل	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	ـ	روزنامہ خبریں
27اگست	ـ	مرد	20برس	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	سمال انڈسٹریل، اسٹیٹ، فیصل آباد	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹربیون
27اگست	ـ	مرد	30برس	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	چک239رب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹربیون
27اگست	ـ	خاتون	22برس	ـ	ـ	ـ	ـ	چک215رب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹربیون
27اگست	ـ	خاتون	20برس	ـ	ـ	ـ	ـ	شاداب کالونی، فیصل آباد	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹربیون
27اگست	ندیم احمد	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گاؤں بھیل، پاک پتن	ـ	روزنامہ ایکسپریس
28اگست	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	آگ لگاکر	پریس کلب، لاہور	ـ	روزنامہ خبریں
28اگست	م	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ملکوال	ـ	روزنامہ نئی بات
6 ستمبر	ب	عورت	20برس	ـ	ـ	گھریلوپریشانی	زہرخورانی	ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ	ـ	روزنامہ کاوش
6 ستمبر	سکینہ مہرانی	عورت	20برس	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ سائندو، ضلع خیرپور	ـ	روزنامہ کاوش
08 ستمبر	راحیلہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	نہرمیں کودکر	محلّہ نواباں والا، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
9 ستمبر	بابرعلی	بچہ	17برس	ـ	ـ	گھریلوپریشانی	زہرخورانی	بالاضلع مٹیاری	ـ	روزنامہ کاوش
10 ستمبر	رافیہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	گاؤں8 کسی، خانیوال	ـ	روزنامہ نئی بات
10 ستمبر	کلثوم پھلپوٹو	عورت	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	دریامیں کودکر	ضلع سکھر	ـ	روزنامہ کاوش
10 ستمبر	شاہد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	سیال آباد، خانیوال	ـ	روزنامہ نئی بات
10 ستمبر	فاطمہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	93/10آرخانیوال	ـ	روزنامہ نئی بات
10 ستمبر	مظہر	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	91/10آر، خانیوال	ـ	روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
11 ستمبر	کویتا	عورت	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بیرانی، ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
12 ستمبر	پریو باگڑی	مرد	32 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خیر پور ناتھن شاہ، ضلع دادو	-	روزنامہ کاوش
12 ستمبر	محمد پچل	مرد	45 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹھری میرواہ ضلع خیر پور	-	روزنامہ کاوش
12 ستمبر	س	مرد	-	-	-	امتحان میں فیل ہونے کی وجہ	-	ضلع جامشورو	-	روزنامہ کاوش
12 ستمبر	-	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 19 ڈبلیو بی، وہاڑی	-	روزنامہ نیوز
13 ستمبر	نزل	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کنری، ضلع عمر کوٹ	-	روزنامہ کاوش
14 ستمبر	ف	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ اسلام آباد، ڈسکہ	-	روزنامہ خبریں
14 ستمبر	عبدالکریم	مرد	-	-	-	-	-	ڈسٹرکٹ جیل رحیم یارخان	درج	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	شیروان	مرد	16 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پل سے کود کر	مزنگ، لاہور	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	راشدہ بی بی	خاتون	25 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	بدلی شریف، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	سلمہ بی بی	خاتون	18 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	محمد پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	یاسین	خاتون	40 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	صادق آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	آسیہ	خاتون	22 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	ہسپتال روڈ، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	یعقوب احمد	مرد	30 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	آدم والی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	صدام علی	مرد	20 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	اقبال آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	خلیل احمد	مرد	20 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	آباد پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	شکیل احمد	مرد	39 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	جناح پارک، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	محمد اکمل	مرد	30 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	ظفر آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	اظہر حسین	مرد	22 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	میانوالی قریشیاں، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	قمر عمران	مرد	22 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	چک 87 پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	احمد علی	مرد	28 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	گلشن راوی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	وقار احمد	مرد	15 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	چک 90 پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	محمد شکیل	مرد	18 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	سجھ، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	غلام سرور	مرد	55 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	سردار کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
14 ستمبر	اسلام	مرد	20 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	پل گری، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
15 ستمبر	-	خاتون	30 برس	-	-	-	-	منصور آباد، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
15 ستمبر	-	مرد	20 برس	-	-	-	-	چک 203 رب، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
15 ستمبر	-	خاتون	30 برس	-	-	-	-	نصیر آباد، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
15 ستمبر	-	خاتون	50 برس	-	-	-	-	پرتاپ نگر، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
15 ستمبر	-	مرد	21 برس	-	-	-	-	چشتیہ پارک، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
15 ستمبر	-	خاتون	28 برس	-	-	-	-	جڑانوالہ، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
15 ستمبر	-	خاتون	40 برس	-	-	-	-	سیٹلائٹ ٹاؤن، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
15 ستمبر	-	مرد	22 برس	-	-	-	-	سمن آباد، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
15 ستمبر	-	خاتون	14 برس	-	-	-	-	روزہ پارک، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
15 ستمبر	-	خاتون	14 برس	-	-	-	-	467 گ ب، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
21 ستمبر	آسیہ	خاتون	40 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محمود آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
21 ستمبر	ناصر ارشد	مرد	17 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
21 ستمبر	ثمرہ	خاتون	18 برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا

یہ جنگی جنون

آئی۔اے۔رحمٰن

اگرچہ پاک بھارت برصغیر میں رہنے والے انسان جو دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ ان کے حکمران فوجی قوت کا مظاہرہ کرنے سے گریز کریں اور ان کی معاشی بدحالی پر توجہ دیں تاہم دونوں حکومتیں ایک ایسی ناقابلِ حل صورتحال سے دوچار ہو چکی ہیں جس سے نجات حاصل کرنا آسان نہیں۔

اس وقت اہم ترین مسئلہ صرف یہ نہیں کہ دونوں اطراف سے فائرنگ کے تبادلے کا ایک زیادہ شدید لڑائی میں تبدیل ہونے کا اندیشہ ہے بلکہ ایک اہم مسئلہ یہ علامات بھی ہیں کہ دونوں ممالک ایک خوفناک کیفیت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ یہ امید کی جاسکتی ہے کہ بھارتی آرمی چیف کو اپنے اُس بیان کے خوفناک اثرات کا احساس ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ان کا ملک ایک مختصر جنگ کے لئے تیار ہے۔ اسی طرح یہ امید بھی کی جاسکتی ہے کہ پاکستان کے غیرسرکاری مبصر اپنی اس لاف زنی کا مطلب سمجھتے ہیں کہ بھارت کو ایک بھرپور اور طویل جنگ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ دونوں ممالک کو دو قریب ترین جنوبی ایشیائی ہمسائیوں کا بہترین مفاد عزیز ہے۔

بھارتی افواج کو آئے دن یہ کہا جاتا ہے کہ وہ پاکستانیوں کو ''کرارہ جواب'' دیں اور پاکستان کی جانب سے بھارتیوں کو ''منہ توڑ جواب دینے'' کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے دونوں ممالک کے درمیان موجودہ محاذ آرائی اور گلی محلے کے بدمعاشوں کے درمیان لڑائی جھگڑے میں کوئی فرق نہیں۔

یہ جنگی جنون بلاشبہ دونوں ممالک کے درمیان لائن آف کنٹرول اور بین الاقوامی سرحد کی ان بڑھتی ہوئی خلاف ورزیوں کا نتیجہ ہے جو گزشتہ آٹھ ہفتوں یا اس سے زائد عرصے کے دوران دیکھنے میں آئیں۔ کہا جاتا ہے کہ پاکستان نے شکایت کی کہ رواں سال کے پہلے چھ ماہ کے دوران بھارت کی جانب سے جنگ بندی کی آٹھ مرتبہ خلاف ورزی کی گئی جبکہ اس کے مقابلے میں جولائی اور اگست کے دوران جنگ بندی کی ستر دفعہ خلاف ورزی کی گئی جن میں 22 افراد جاں بحق ہوئے۔ جبکہ بھارت نے پاکستان پر اس سے کچھ کم خلاف ورزیوں اور 15 افراد کی ہلاکت کا الزام عائد کیا ہے۔

اس بات کا خطرہ شروع سے موجود ہے کہ جنگ بندی کی یہ خلاف ورزیاں ہتھیاروں کے ایک بڑے تصادم کا باعث بن سکتی ہیں۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ الزام تراشی کا سلسلہ بند کرنے اور لائن آف کنٹرول پر امن بحال کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر ایک حیران کن بات یہ ہے کہ بھارت اور پاکستان کے وزرائے اعظم کے درمیان پانچ نکاتی اوفا معاہدے کے دوسرے جُز میں ڈی جی ملٹری آپریشنز کی ملاقات کے بعد ڈی جی بی ایس ایف اور ڈی جی پاکستان رینجرز کے درمیان فوری ملاقات پر زور دیا گیا تھا۔ بی ایس ایف اور رینجرز کے درمیان پہلی ملاقات 9 ستمبر 2015ء کو ہوگی۔ اگر امن کو بچانا ہے تو دونوں ممالک کو لائن آف کنٹرول پر امن وامان کی نگرانی کی لئے ایک طریقہ کار تشکیل دینا ہوگا۔ ان مذاکرات کی ناکامی یہ انتباہ ہوگا کہ علاقے میں امن کو شدید خطرہ لاحق ہے۔

پاکستان اور بھارت کے درمیان دوسرا مسئلہ دہشت گردی کے مسئلے پر لاحاصل تکرار ہے۔ مودی سرکار بظاہر پاکستان کے ان مسائل سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہے جو اس نے دنیا کو اپنے موقف پر قائل کرنے میں ناکامی کے نتیجے میں خود اپنے لئے پیدا کئے ہیں۔

اسلام آباد بھارت کی دہشت گردوں (جن کے خلاف بھارت کاروائی کرنا چاہتا ہے یا پھر یہ چاہتا ہے کہ پاکستان ان کے خلاف مناسب کاروائی کرے) کو پناہ دینے کی شکایات کا جواب برطانویوں اور امریکیوں کو یہ بتاتے ہوئے دے رہا ہے کہ بلوچستان اور دیگر علاقوں میں حالات کی خرابی میں بھارت ملوث ہے۔ ان شکایات کو اقوام متحدہ میں لے جانے کی باتیں بھی ہو رہی ہیں۔

اسلام آباد بھارت کی دہشت گردوں (جن کے خلاف بھارت کاروائی کرنا چاہتا ہے یا پھر یہ چاہتا ہے کہ پاکستان ان کے خلاف مناسب کاروائی کرے) کو پناہ دینے کی شکایات کا جواب برطانویوں اور امریکیوں کو یہ بتاتے ہوئے دے رہا ہے کہ بلوچستان اور دیگر علاقوں میں حالات کی خرابی میں بھارت ملوث ہے۔ ان شکایات کو اقوام متحدہ میں لے جانے کی باتیں بھی ہو رہی ہیں۔

پاکستان میں دہشت گردی میں بھارت کی معاونت کا کیس کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو، اس بات کا امکان دکھائی نہیں دیتا کہ پاکستان عالمی فورم میں خود کو بے گناہ ثابت کر پائے گا۔ پاکستان انڈیا کے ساتھ معاملات طے کرتے وقت اپنے نقطہ نظر میں صرف ایک طریقے سے بہتری لا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کو اس بات پر قائل کیا جائے کہ اس نے ملک میں دہشت گردوں کی پرورش کرنے والی پناہ گاہوں کا صفایا کرنے کا راستہ ڈھونڈ لیا ہے۔ اور جب تک بھارت اور پاکستان سیکیورٹی سے متعلق فائدے حاصل کرنے کے لئے دہشت گردی کو ایک دوسرے کو زچ کرنے کا ذریعہ سمجھتے رہیں گے جنگ کا خطرہ موجود رہے گا۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کی یہ کوشش ہے کہ مودی کو دوطرفہ مذاکرات کی ایک ایسی پالیسی کا پابند کیا جائے جس میں کشمیر بھی شامل ہو۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ مودی سرکار نے یہ تہیہ کر رکھا ہے جب تک یہ کشمیر میں اٹھنے والی تازہ ترین تحریک (آزادی کے حامی پڑھے لکھے نوجوانوں کی جانب سے) کا خاتمہ نہیں کر دیتی اور جب تک یہ جموں میں بی جے پی کی بالادستی کے حصول کا عمل مکمل نہیں کر لیتی، اس وقت تک یہ کشمیر پر بات نہیں کرے گی۔ چنانچہ بھارت ماضی کو نظرانداز کرسکتا ہے اور پاکستانی نمائندوں کی حریت رہنماؤں کے ساتھ ہونے والی ملاقات پر اعتراض کرسکتا ہے اور یہ قومی سلامتی کے مشیروں کی ملاقات کے ایجنڈے میں سے مسئلہ کشمیر کو خارج کرسکتا ہے۔

تاہم پاکستان کا اوفا معاہدے کی ناکامی میں جو کردار رہا اسے اس سے سیکھنا چاہئے۔ اوفا سے واپسی کے نواز شریف کے علم میں یہ بات آئی کہ ان کی جماعت میں موجود جارحیت پسند انہیں ایک ایسے معاہدے پر دستخط کرنے پر تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں جو پاکستان کے لئے سازگار نہیں تھا۔ ان نقادوں کو تسلی دینے کے لئے حکومت پاکستان نے بھارت کی قومی سلامتی کے مشیروں کے اجلاس میں شرکت کی دعوت قبول کرنے میں کافی وقت لیا اور پھر دہلی کو دیے گئے مجوزہ ایجنڈے میں کشمیر کا حوالہ بھی شامل کر دیا۔ اس عمل کے دوران اسلام آباد نے ماضی کو نظرانداز کرنے کا فیصلہ کیا اور جموں و کشمیر اسمبلی کے سپیکر کو دولت مشترکہ کی پارلیمانی ایسوسی ایشن (سی پی اے) کے اجلاس میں مدعو کرنے سے انکار کر دیا جو اسلام آباد میں منعقد ہونا تھا (سی پی اے کے اجلاس کو نیویارک منتقل کر دیا گیا)۔

اس خیالی لڑائی کے دوران پاکستان نے اوفا اعلامیے کے ابتدائیے پر انحصار کیا اور یہ فرض کر لیا کہ اس کا مطلب کشمیر سمیت تمام حل طلب معاملات پر گفتگو کرتا ہے، جبکہ بھارت کا یہ موقف تھا کہ اس اعلامیے کے پانچ نکاتی فعال حصے میں کشمیر شامل نہیں۔ اب تک ہمارے پالیسی سازوں کو اس بات کا احساس ہو گیا ہوگا کہ بھارت کسی بھی ماہرانہ تدبیر کے ذریعے مسئلہ کشمیر کی جانب توجہ مبذول کرانے کی اجازت نہیں دے گا اور یہ کہ موجودہ صورتحال میں انہیں بھارت کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کا راستہ تلاش کرنا ہوگا۔

یوں ہم نئی دہلی اور اسلام آباد کی جانب سے دوطرفہ بات چیت کے خیال کو قبول کرنے سے پہلے کی صورتحال میں واپس آ گئے ہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ''سب سے پہلے کشمیر'' کا شور مچائے بغیر اور اس اصولی موقف سے دستبردار ہوئے بغیر مذاکراتی عمل کو جاری رکھا جائے کہ کشمیر، کشمیری عوام اور پاکستان اور بھارت کے درمیان ایک مسئلہ ہے۔ اگر کشمیر کا مسئلہ حل ہونے تک تعلقات کو معمول پر آنے کا موقع نہ دیا گیا تو برصغیر پر جنگ اور تباہی کے بادل منڈلاتے رہیں گے۔ یہ ایک سست رفتار تباہی کی ابدی جنگ کا راستہ ہے۔ اس کا متبادل بھارت اور پاکستان کے درمیان مفاہمت کو فروغ دینا ہے جس کی مدد سے کشمیر کے مسئلے کا ایک ایسا حل تلاش کیا جاسکے جو اس تاریک خطے کی عوام کی خواہشات کے مطابق ہو۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ ڈان)

عورتیں

غیرت کے نام پر شادی شدہ خاتون قتل

--- 24 اگست کو غیرت کے نام پر شادی شدہ خاتون کو اس کے خالہ زاد بھائی نے قتل کر دیا ہے۔ تھانہ اروتی موضع اکبر سہو کی حفصہ نے چند ماہ قبل گھر سے بھاگ کر عبدالحکیم کے عمر حیات سے مبینہ طور پر پسند کی شادی کی تھی۔ لڑکی کے اغوا کا مقدمہ حفصہ کے تایا زاد محمد آصف نے عمر حیات کے خلاف تھانہ اروتی میں درج کروایا تھا جس کے بعد لڑکی کو پنچایتی طور پر واپس کروایا گیا۔ پنچایتی فیصلے کے رنج کی بنا پر حفصہ کے خالہ زاد بھائی توقیر نے غیرت کے نام پر حفصہ کو قتل کر دیا اور اس کی نعش غائب کر دی۔ توقیر کے خلاف اروتی پولیس نے اپنی مدعیت میں زیر دفعہ 302 /201 ت پ کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے۔ پولیس نے ملزم کی تلاش شروع کر دی ہے۔ ایس ایچ او تھانہ اروتی احمد یار نے کہا ہے کہ ملزم کو بہت جلد گرفتار کر لیا جائے گا اور مقتولہ کی نعش بھی برآمد کر لی جائے گی۔

(نامہ نگار)

ملالہ کی جانب سے کائنات کو اقوام متحدہ کے اجلاس میں شرکت کی دعوت

کراچی نوبل انعام یافتہ ملالہ یوسف زئی نے جنسی زیادتی کا شکار کائنات سومرو کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی ہے جو 23 سے 27 ستمبر تک جاری رہے گا۔ وہ 23 ستمبر کو نیویارک کے لئے روانہ ہوگی۔ کائنات نے یکم ستمبر کو کراچی پریس کلب میں نیوز کو بتایا کہ ملالہ نے اسے اپنی بہن بنایا ہے۔ انہی دنوں وزیر اعظم نواز شریف بھی نیویارک کا دورہ کرنے والے ہیں جہاں وہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کریں گے۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں قدامت پسندی عروج پر ہے، وہاں 2007ء میں دادو کے تعلقہ میہاڑ میں جنسی زیادتی کا شکار ہونے والی کائنات ملزمان اوران کے بااثر زمینداروں کے خلاف جرأت مندی سے فوجداری مقدمہ چلانے پر جنسی زیادتی کا شکار ہونے والی دیگر خواتین کے لئے حوصلہ افزائی کی علامت بن چکی ہے۔ اس نے بتایا کہ: ''شروع میں پولیس ایف آئی آر درج کرنے پر آمادہ نہیں تھی۔ میرے والد نے اس وقت کے چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چودھری اور پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی چیئرپرسن عاصمہ جہانگیر سے مدد کی درخواست کی۔ بالآخر نو دن کے بعد ایف آئی آر درج کر لی گئی۔'' ملزمان نے ایک جرگہ منعقد کرنے کی تجویز بھی دی اور رقم کی پیش کش کی، لیکن کائنات کے والد نے انکار کر دیا۔ ان افراد کی جانب سے دھمکیوں کا سامنا کرتے ہوئے کائنات اپنے بھائی کے ہمراہ کراچی آئی اور ایچ آر سی پی کے دفتر سے رابطہ کیا۔ اس نے بتایا کہ: ''ایچ آر سی پی، وار اگینسٹ ریپ، اور عورت فاؤنڈیشن کے کارکنان اور خاص طور پر میڈیا نے میرے کیس کو نمایاں کیا۔'' تاہم جرأت مند کائنات اور اس کے خاندان اس وقت ردعمل کا سامنا کرنا پڑا جب 2010ء میں اس کے بھائی کو قتل کر دیا گیا۔ ایچ آر سی پی کی جانب سے مرتب کی گئی ایک جامع رپورٹ'' پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال 2014'' کے مطابق ہر سال خواتین کے تحفظ اور ترقی کی وعدے کئے جاتے ہیں لیکن سال کے آخر تک وہ وعدے پورے نہیں ہو پاتے۔ یہ سال بھی کچھ مختلف نہیں۔ صوبائی حکومتوں نے خواتین کی مدد کے لئے خصوصی اقدامات کا اعلان تو کر رکھا ہے لیکن ان میں سے زیادہ تر محض دکھاوا تھے، کیونکہ ان پر عمل درآمد کے لئے عملی اقدامات نہیں کئے گئے۔ ان مشکلات کے باوجود پاکستان میں 2014ء میں خواتین میں مختلف محاذوں پر کامیابی حاصل کی۔ ملالہ یوسف زئی کو پہلی پاکستانی اور سب سے کم عمر نوبل انعام یافتہ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اسے اور بھی بہت سے ایوارڈ دیے گئے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ دی نیوز)

ماں بیٹی پراسرار طور پر ہلاک

کمالیہ 12 ستمبر کو کمالیہ کے محلّہ اسلام نگر کے ایک گھر میں خاتون اپنی بیٹی سمیت مردہ حالت میں پائی گئی ہے۔ بحرین میں ملازمت کرنے والے غلام مصطفیٰ کی بیوی ناہید اپنی بیٹی دس سالہ عروج فاطمہ، دو بیٹوں نو سالہ عبداللہ اور سات سالہ شاہ میر کے ہمراہ کمالیہ کے محلّہ اسلام نگر میں کرائے کے گھر میں رہائش پذیر تھی۔ گزشتہ صبح غلام مصطفیٰ کی بیوی ناہید اور پانچویں کلاس میں زیر تعلیم اس کی بیٹی عروج فاطمہ صبح کے وقت کافی دیر تک بیدار نہیں ہوئیں جس پر گھر میں موجود عبداللہ اور شاہ میر انہیں اٹھانے کے لئے کمرے میں گئے تو وہاں پر دونوں مردہ حالت میں پائی گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر بچوں نے رونا اور شور مچانا شروع کر دیا جس پر اہل محلّہ اکٹھے ہو گئے اور پولیس کو اطلاع کر دی گئی۔ ڈی ایس پی خالد رشید اور ایس ایچ او تھانہ سٹی رائے فاروق نے پولیس کی نفری کے ہمراہ موقع پر پہنچ کر دونوں نعشوں کو پوسٹمارٹم کے لیے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال منتقل کر دیا ہے۔ یہ بات ابھی تک معمہ بنی ہوئی ہے کہ ماں بیٹی کو قتل کیا گیا ہے یا یہ ایک حادثہ تھا کیونکہ ماں بیٹی کے منہ سے خون اور جھاگ مسلسل بہہ رہی تھی۔ واقعہ سے علاقہ میں خوف و ہراس پھیل گیا جبکہ پولیس کا کہنا ہے کہ ماں بیٹی کی ہلاکت کی اصل وجہ پوسٹمارٹم رپورٹ آنے کے بعد ہی بتائی جا سکتی ہے۔ تھانہ سٹی پولیس نے ماں بیٹی کی پراسرار ہلاکت پر 174 کی کاروائی کے تحت تفتیش کا آغاز کر دیا ہے۔ گھر میں مردہ پائی جانے والی ناہید چیچہ وطنی کی رہائشی تھی جس کی شادی 12 سال قبل کمالیہ کے رہائشی غلام مصطفیٰ کے ساتھ ہوئی تھی جبکہ ڈیڑھ سال قبل وہ کرائے کے اس مکان میں شفٹ ہوئے تھے۔

(اعجاز اقبال)

ملالہ کے وکیل پر قاتلانہ حملہ

سوات پولیس حکام کے مطابق سوات میں انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے سینئر پبلک پراسیکیوٹر اور ملالا یوسف زئی حملہ کیس میں ملالہ کے سرکاری وکیل سید نعیم خان پر نامعلوم افراد نے فائرنگ کی ہے۔ پولیس کے مطابق یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب وہ گھر سے نکل رہے تھے۔' گاڑی میں سوار نامعلوم افراد نے اس پر فائرنگ کی تاہم وہ اس حملے میں محفوظ رہے۔ واقعے کی رپورٹ تھانہ سیدو شریف میں نامعلوم افراد کے خلاف درج کی گئی ہیں۔' تھانہ سیدو شریف کے محرر عزیز اللہ نے بی بی سی کو بتایا کہ پولیس واقعے کی تفتیش کر رہی ہے تاہم اب تک حملے میں ملوث کسی ملزم کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ سید نعیم خان پر ہونے والے حملے کے بعد وہ اہل خانہ سمیت سوات چھوڑ کر محفوظ مقام پر منتقل ہو چکے ہیں اس حوالے سے ان کا موقف جاننے کی کوشش کی گئی مگر ان سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ واضح رہے کہ سید نعیم خان انسدادِ دہشت گردی کے خصوصی عدالت کے پبلک پراسیکیوٹر ہیں اور ملالا یوسف زئی حملہ کیس میں ملالہ کے سرکاری وکیل تھے جن کے ملزمان کو عدالت نے سزائے موت سنائی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سید نعیم خان کالعدم تحریک نفاذ شریعت محمدی کے امیر مولانا صوفی محمد اور کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے امیر ملا فضل اللہ اور ان کے دیگر شدت پسندوں کے خلاف حکومت کی طرف سے کئی مقدمات کی وکالت کر چکے ہیں۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

تنہا گھر سے نکلنے والی خواتین پر حملے

ساہیوال ساہیوال میں 14 روز میں 6 خواتین پر تیز دھار آلے سے اُس وقت حملہ کیا گیا جب وہ اکیلی کسی کام سے گھر سے باہر نکلیں۔ صوبہ پنجاب کے شہر ساہیوال میں ایک خاتون پر تیز دھار آلے سے اُس وقت حملہ کیا گیا جب وہ سڑک پر اکیلی جا رہی تھیں، اس طرح گذشتہ 2 ہفتوں کے دوران یہ اس قسم کا چھٹا واقعہ ہے۔ واقعہ اُس وقت پیش آیا جب اسکیم نمبر 3 کی رہائشی ایک خاتون، فرید ٹاؤن میں واقع خواتین اور بچوں کے پارک میں جاگنگ کے بعد گھر جا رہی تھیں. واضح رہے کہ ساہیوال میں گذشتہ دو ہفتوں کے دوران 6 خواتین پر تیز دھار آلے سے حملہ کیا گیا، جن میں سے 3 خواتین باقاعدگی سے پارک میں جاگنگ کے لیے جایا کرتی تھیں. پچھلے واقعات کی ہی طرح موٹر سائیکل سوار ملزمان نے مذکورہ خاتون کو روکا اور تیز دھار آلے سے اُن پر حملہ کر دیا، جس کے نتیجے میں خاتون کو گہرے زخم آئے اور انھیں طبی امداد کے لیے ہسپتال لے جایا گیا. دوسری جانب فرید ٹاؤن پولیس کا کہنا ہے کہ ایسے کسی واقعے کی رپورٹ درج نہیں کرائی گئی. ان حملوں سے طالبات، ملازمت پیشہ یا چہل قدمی کے لیے جانے والی خواتین اور وہ عورتیں جنھیں اشیائے ضروریہ کی خریداری کے لیے تنہا مارکیٹ جانا پڑتا ہے، خوف کا شکار ہوگئی ہیں۔ شام کو باقاعدگی سے چہل قدمی کے لیے جانے والی ایک خاتون مسز رشیدہ کے مطابق ان واقعات کے بعد بہت سی خواتین خطرہ محسوس کر رہی ہیں۔ ڈان کی جانب سے جمع کیے گئے اعداد وشمار کے مطابق برکی اسٹریٹ، بلال کالونی، طارق بن زیاد کالونی اور فرید ٹاؤن کے علاقوں میں 5 خواتین کو نشانہ بنایا گیا اور سارے واقعات ایک ہی طرز پر ہوئے۔ سوائے ایک کیس کے، تمام واقعات میں گھریلو خواتین پر ہی حملہ کیا گیا، جبکہ ایک طالبہ کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ مقامی افراد کا خیال ہے کہ ان حملوں کے پیچھے نفسیاتی مسئلہ، محبت کے مسائل یا کسی فرقہ وارانہ تنظیم کا ہاتھ ہوسکتا ہے۔ جبکہ خواتین کے حقوق کے لیے کام کرنے والی مقامی سرگرم کارکنوں کا کہنا ہے کہ یہ حملے خواتین کی آزادی کو مزید محدود کر رہے ہیں جو سماجی اور ثقافتی پابندیوں کے باعث پہلے ہی دباؤ کا شکار ہیں۔ لوک سجاگ نامی تنظیم کی فیلڈ کوآرڈی نیٹر مس آصفہ آصف کا کہنا تھا، خواتین کو اکیلے باہر جانے میں پہلے ہی اتنے مسائل کا سامنا ہے، اس طرح کے حملے انھیں گھر پر رہنے پر مجبور کر دیں گے۔ واقعے کی سنگینی کے باوجود مقامی پولیس مجرمان کو گرفتار کرنے کے لیے کوئی کوشش نہیں کر رہی۔ اسی طرح کے واقعات گذشتہ برس چیچہ وطنی میں بھی رپورٹ کیے گئے تھے، تاہم پولیس کی عدم دلچسپی اور دیگر وجوہات کی بناء پر خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو پائی تھی۔ چیچہ وطنی پولیس کے ریکارڈ کے مطابق یہاں خواتین پر حملوں کے 6 واقعات ریکارڈ کیے گئے تھے۔ پولیس ذرائع نے اعتراف کیا کہ ایک یا دو نوجوانوں سے تفتیش کی گئی تاہم آخر میں یہ ذاتی دشمنی کے واقعات ثابت ہوئے۔ ایک پولیس اہلکار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ "زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے کہ ہم (پولیس) درست شخص کو ٹریس یا گرفتار کرنے میں ناکام رہے ہیں"۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ چیچہ وطنی میں ایسے 60 واقعات ہوئے تاہم متاثرین کے اہلخانہ نے پولیس میں رپورٹ درج کرانے سے احتراز کیا۔ باقاعدگی سے جاگنگ اور واک کے لیے جانے والی 2 خواتین نے ڈان سے بات کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ پولیس کو اس بات کا انتظار نہیں کرنا چاہیے کہ متاثرین آ کر مقدمہ درج کرائیں، بلکہ انھیں مجرمان کو پکڑنے میں فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔ ذرائع کے مطابق متاثرہ خواتین میں سے ایک کے خاندان نے ہمت کرتے ہوئے فرید ٹاؤن پولیس اسٹیشن میں واقعے کی ایف آئی آر درج کروائی۔ تاہم تفتیشی افسر محمد عارف کا کہنا ہے کہ ابھی تک اس کیس کے سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوسکی۔

(بشکریہ ڈان)

بھتیجی قتل کرنے پر چچا گرفتار

گوجرہ 17 ستمبر 2015 کو گوجرہ کے علاقہ محلّہ سمن زار کالونی کے رہائشی محمد عباس کو پولیس نے اپنی بھتیجی کو قتل کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس کے مطابق محلّہ سمن زار کالونی کے محمد عباس نے اپنے مرحوم بھائی کی بیٹی عظمٰی کی شادی اپنے بیٹے علی وڑائچ سے کروائی تھی جو بعد ازاں ایک ٹریفک حادثہ میں جاں بحق ہوگیا تھا۔ گزشتہ دنوں اپنی بھتیجی کی جائیداد ہتھیانے کے لئے محمد عباس نے عظمٰی بی بی کو مبینہ طور پر قتل کرنے کے بعد ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک بوری میں بند کر کے نعش چک 363 ج ب کے قریب راجباہ میں پھینک دی۔ بعد ازاں محمد عباس نے اپنی بھتیجی کو اغوا کرنے کے الزام میں وزیر پارک کے رہائشی شبیر، چک نمبر 306 ج ب کے عامر مسیح اور کچہ گوجرہ کے انوار کے خلاف تھانہ سٹی میں مقدمہ درج کروا دیا۔ سٹی پولیس نے اغواء کے الزام میں وزیر پارک کے رہائشی شبیر کو حراست میں لے رکھا تھا۔ گزشتہ روز ڈی ایس پی عاطف عمران قریشی نے بعض شواہد کی بنا پر محمد عباس کو حراست میں لے کر تفتیش شروع کی تو محمد عباس نے اپنی بھتیجی کو قتل کرنے کا اعتراف کر لیا۔

(نامہ نگار)

پسند کی شادی کرنے والے جوڑے پر تشدد

ٹوبہ ٹیک سنگھ 11 ستمبر کو پسند کی شادی کرنے والے جوڑے پر لڑکی کے اہل خانہ نے احاطہ عدالت میں تشدد کیا۔ چک 401 ج ب میں بھٹہ مزدور امتیاز نے اکرم کی بیٹی ریحانہ بی بی کے ساتھ یکم ستمبر کو پسند کی شادی کی تھی۔ چند روز قبل لڑکی کے ورثاء اکرم اور رمضان وغیرہ نے امتیاز کے گھر جا کر امتیاز اور اس کی بیوی ریحانہ بی بی کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ ملزموں نے امتیاز کو مجبور کیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے مگر شور واویلا سن کر لوگوں کے اکٹھے ہونے پر وہ قتل کی دھمکیاں دیتے ہوئے فرار ہوگئے۔ بعد ازاں ریحانہ بی بی نے علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا۔ گزشتہ روز ریحانہ بی بی اور اس کا خاوند امتیاز عدالت میں بیان دے کر واپس جا رہے تھے کہ ڈسٹرکٹ کورٹس کے مین گیٹ پر باہر بیٹھے ہوئے درجن بھر سے زائد افراد نے دونوں میاں بیوی پر حملہ کر دیا۔ ریحانہ بی بی کے ورثاء نے دونوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اس دوران ریحانہ بی بی کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ بعد ازاں ملزم ریحانہ بی بی کو زبردستی موٹر سائیکل پر بیٹھا کر ساتھ لئے گئے۔ امتیاز نے تھانہ سٹی پولیس کو ملزموں کے خلاف اپنی بیوی کے اغواء، قتل کی دھمکیاں دینے اور تشدد کے الزام میں مقدمہ درج کرنے کے لئے درخواست دے دی ہے۔

(اعجاز اقبال)

خاتون پر وحشیانہ تشدد

پیر محل نواحی گاؤں 683 / 24 گ ب کی خاتون نسرین بی بی زوجہ عبدالرشید رات کے تقریباً نو بجے گھر میں سوئی ہوئی تھی کہ عبدالندیم، عبدالکریم، نعمان پسران عبدالمجید اور علی حیدر نے مبینہ طور پر اپنے دیگر چار ساتھیوں سے باہم صلاح مشورہ کر کے خاتون کے گھر سے مویشی چوری کرنے کی کوشش کی تو خاتون نے نیند سے بیدار ہوتے ہوئے مزاحمت کی تو اسے کلہاڑیس سے زخمی کر دیا گیا۔ مضروبہ خاتون نے اندراج مقدمہ کے لئے تھانہ پیر محل پولیس کو درخواست جمع کروائی تھی مگر اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک مقدمہ درج نہیں کیا گیا تھا۔ مذکورہ واقعہ 2 اپریل کو پیش آیا تھا۔

(نامہ نگار)

کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہد حق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 25 اگست سے 24 ستمبر تک 14 افراد پر کارو کاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔ جن میں 9 خواتین اور 5 مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
28 اگست	فریدہ	خاتون	15 برس	ـ	صدام۔ مولا بخش	بندوق	بھائی	شہداد کوٹ ضلع قمبر	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
28 اگست	خانزادی	خاتون	20 برس	شادی شدہ	میر خان چانڈیو	بندوق	شوہر	گوٹھ مانک لغاری ضلع بدین	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
30 اگست	نصیباں عیسانی	خاتون	25 برس	شادی شدہ	لیاقت عیسانی	بندوق	دیور	گوٹھ الٰہی بخش عیسانی ضلع شکار پور	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
4 ستمبر	ماروی بروہی	خاتون	17 برس	غیر شادی شدہ	سکندر بروہی	بندوق	بھائی	گوٹھ محمد بخش کھوکھر۔ کوٹ غلام محمد ضلع میر پور خاص	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
4 ستمبر	فہمیدہ	خاتون	20 برس	غیر شادی شدہ	اعجاز میر بحر	بندوق	بھائی	گوٹھ عارب۔ مدیجی ضلع لاڑکانہ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
4 ستمبر	ظفر اللہ مگسی	مرد	ـ	شادی شدہ	شوکت علی	بندوق	اہل علاقہ	گوٹھ راج واہ ضلع شکار پور	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
5 ستمبر	مسمات نغمہ ایری	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	محمد حیات ایری	کلہاڑی	والد	گڑھی خیرو ضلع	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
12 ستمبر	مسمات سکینہ	عورت	ـ	شادی شدہ	محمد عارب شر	گلا دبا کر	سسر	گوٹھ روزی شر۔ ٹھل ضلع جیکب آباد	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
17 ستمبر	سوناری سبزوئی	خاتون	20 برس	شادی شدہ	رہزن۔ محمود۔ شیر علی	بندوق	اہل علاقہ	ضلع کندکوٹ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
21 ستمبر	خالدہ ساوند	خاتون	ـ	شادی شدہ	الہڈ ینو اور بدر الدین ساوند	بندوق	دیور	گوٹھ ابراہیم ساوند ضلع گھوٹکی	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 20 اگست سے 23 ستمبر تک 188 افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں 109 خواتین شامل ہیں۔ 81 واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور 14 واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
20 اگست	ش	خاتون	ـ	شادی شدہ	حبیب احمد	اہل علاقہ	کوٹ عبدالمالک، فیروز والا	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
20 اگست	غ	خاتون	ـ	ـ	عبدالرشید	اہل علاقہ	فیروز والا	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
20 اگست	ـ	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	لاہور روڈ فیروز والا	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
20 اگست	ف	خاتون	ـ	شادی شدہ	عباس	اہل علاقہ	چک نمبر 98، رب، جڑانوالہ	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
20 اگست	الف	بچی	9 برس	غیر شادی شدہ	اکبر	اہل علاقہ	محلہ رضا آباد، جڑانوالہ	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
21 اگست	ـ	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	کلیم شہید کالونی، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
21 اگست	ص	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	کاشف	اہل علاقہ	اوکاڑہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
21 اگست	ـ	خاتون	40 برس	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	گاؤں چوپالیہ، میکلوڈ گنج	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
21 اگست	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	131/4 ایل، کسووال	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
22اگست	عنصر عباس	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	باقر	اہل علاقہ	پیر محل	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
22اگست	س	خاتون	ـ	ـ	مقصود، ساتھی	اہل علاقہ	11P گ ب، جڑانوالہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
22اگست	ص	بچی	11برس	غیرشادی شدہ	افضال، عدنان، اختر	اہل علاقہ	لبنیٰ نوانی، شورکوٹ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
22اگست	ع	خاتون	20برس	غیرشادی شدہ	شاہ زیب، عاقب	اہل علاقہ	بندی محلّہ، گوجرہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	ـ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	ارشاد	اہل علاقہ	عبدالحکیم، کبیروالہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
23اگست	ـ	مرد	15برس	غیرشادی شدہ	ضامن	اہل علاقہ	عبدالحکیم، کبیروالا	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
23اگست	عدیل	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	بشیر	اہل علاقہ	رکن پور، قصور	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	ک	خاتون	ـ	ـ	رمضان	اہل علاقہ	عمر دین ٹاؤن، اوکاڑہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	ش ب	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	سکندر	اہل علاقہ	موضع گلیالہ، جھنگ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	م	بچہ	ـ	غیرشادی شدہ	رفیع اللہ خان	اہل علاقہ	ترک غربی، میانوالی	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	ع	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	آصف	اہل علاقہ	چک 367ج ب، گوجرہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	ـ	بچہ	5برس	غیرشادی شدہ	شبیر	اہل علاقہ	پیر گودھا، دیپالپور	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23اگست	ـ	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	مزمل	اہل علاقہ	فیروز والا	ـ	ـ	روزنامہ جنگ
24اگست	ـ	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	نعیم، طاہر، طالب	اہل علاقہ	کالا شاہ کاکو	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
24اگست	ـ	بچہ	5برس	غیرشادی شدہ	وسیم	اہل علاقہ	اڈہ ورکشاپ، خانقاہ ڈوگراں	درج	گرفتار	روزنامہ ایکسپریس
24اگست	ـ	مرد	15برس	ـ	ـ	اہل علاقہ	دراوڑ گیٹ، بہاولپور	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
25اگست	علی عباس	مرد	15برس	غیرشادی شدہ	محسن علی	اہل علاقہ	تھانہ وار برٹن	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ
26اگست	ن	خاتون	ـ	ـ	نعمان، ساتھی	اہل علاقہ	جوہر کالونی، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	ق	خاتون	ـ	ـ	صفدر	اہل علاقہ	قصبہ سالم، بھلوال	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	بلال	بچہ	9برس	غیرشادی شدہ	غلام حسین	اہل علاقہ	بورے والا	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	محمد طاہر	بچہ	7برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	قصبہ بصیرہ، مظفرگڑھ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	ع	بچی	6برس	غیرشادی شدہ	عامر	ـ	بستی ڈھنڈواہ، موضع ٹبی ارائیں، علی پور	درج	ـ	روزنامہ خبریں
26اگست	ل	خاتون	ـ	شادی شدہ	شبیر کریم، طارق	اہل علاقہ	رحمان کالونی، رحیم یار خان	درج	ـ	روزنامہ خبریں
26اگست	بلال	بچہ	9برس	غیرشادی شدہ	حیدر	اہل علاقہ	قصبہ ٹاہلی والا، بچیکی	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	ح	خاتون	ـ	شادی شدہ	صدام حسین	اہل علاقہ	گاؤں دیر کے، قصور	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	ش	بچی	12برس	ـ	صادق نہڑی	اہل علاقہ	چھاچھرو ضلع تھرپارکر	درج	ـ	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26اگست	ساجد	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	نفیس	اہل علاقہ	گاؤں زادخان والا، قصور	-	-	روزنامہ نوائے وقت
26اگست	-	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	گوجرانوالہ	-	-	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
26اگست	-	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	اشتیاق	اہل علاقہ	ملک پارک، شاہدرہ، لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
26اگست	محمد عرفان	مرد	-	غیرشادی شدہ	نعیم	اہل علاقہ	پیرکوٹ ثانی، حافظ آباد	درج	-	روزنامہ خبریں
25اگست	ش	خاتون	-	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	موضع رول پور، صادق آباد	-	گرفتار	روزنامہ خبریں
27اگست	ن	خاتون	-	غیرشادی شدہ	حیدر	اہل علاقہ	محلّہ اسلام آباد، کامونکے	-	-	روزنامہ نوائے وقت
27اگست	-	بچہ	-	غیرشادی شدہ	عظیم	اہل علاقہ	محلّہ صدیقی، فاروق آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
27اگست	احمد	بچہ	5برس	غیرشادی شدہ	اکبر	اہل علاقہ	صدیق اکبر کالونی، خان پور	درج	نہیں	روزنامہ خبریں
27اگست	امرت علی	بچہ	7برس	غیرشادی شدہ	بلال	اہل علاقہ	شوکت پارک، سرگودھا	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
27اگست	ماجد حسین	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	نیہال	اہل علاقہ	میاں والی شیخاں، رکن پور	درج	نہیں	روزنامہ خبریں
27اگست	-	خاتون	-	غیرشادی شدہ	یاسر جرٹ	اہل علاقہ	بتی چوک، شیخوپورہ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
28اگست	-	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	نئی آبادی، راولپنڈی	درج	-	روزنامہ نیشن
28اگست	فلک شیر	مرد	70برس	غیرشادی شدہ	عباس	اہل علاقہ	محلّہ سلامت پورہ، کامونکے	-	-	روزنامہ نوائے وقت
28اگست	-	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	محلّہ رام گڑھ، شیخوپورہ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
28اگست	زین عباس	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	علی رضا، شاہد	اہل علاقہ	جنڈیالہ شیر خان، حافظ آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
28اگست	-	بچہ	-	غیرشادی شدہ	شفیق	اہل علاقہ	چک محمود پور، پاک پتن	-	-	روزنامہ نوائے وقت
28اگست	-	بچہ	-	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	تھانہ ماچھیوال، وہاڑی	-	-	روزنامہ نوائے وقت
28اگست	-	مرد	-	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	گاؤں غازی مینارہ، شیخوپورہ	درج	-	روزنامہ دنیا
29اگست	سلمان	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	ساہوکا	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29اگست	محمد حسین	مرد	-	غیرشادی شدہ	عابدہ شاہ	اہل علاقہ	اختر ٹاؤن، حویلی لکھا	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
29اگست	محمد اسد	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	محبوب	اہل علاقہ	گاؤں 69ای بی، پاک پتن	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29اگست	صالوں بھیل	بچہ	10برس	-	-	-	گوٹھ گاموں تھیبو ضلع ٹنڈو الہیار	درج	-	روزنامہ کاوش
29اگست	س ب	خاتون	-	-	یوسف	اہل علاقہ	موضع کوٹ عیسیٰ والا، جھنگ	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
29اگست	الف	خاتون	-	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	چک نمبر 170 مراد، چشتیاں	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29اگست	-	بچی	10برس	غیرشادی شدہ	اختر حسین	اہل علاقہ	چارباغ، سوات	درج	-	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
30اگست	الف	بچی	13برس	-	حمید چانڈیو	مقامی	ٹنڈو یوسف ضلع حیدرآباد	درج	-	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
30اگست	ـ	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	عمر، اسد، آصف	اہل علاقہ	گاؤں ڈیرہ جھنگ، وار برٹن	درج	ـ	روزنامہ جنگ
30اگست	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	یعقوب	اہل علاقہ	تھانہ نوشہرہ جدید، بہاولپور	ـ	ـ	روزنامہ جنگ
30اگست	س	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	مظفرگڑھ	درج	ـ	روزنامہ ڈان
30اگست	ط	مرد	16برس	غیرشادی شدہ	عمران	ـ	چک نمبر 100ایم لودھراں	درج	ـ	روزنامہ جنگ
30اگست	س	بچی	11برس	غیرشادی شدہ	فخر عباس	اہل علاقہ	چک دولت شاہ، اوکاڑہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
30اگست	ف	خاتون	18برس	غیرشادی شدہ	سرفراز	اہل علاقہ	چک 38/2آر اوکاڑہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
30اگست	ـ	مرد	14برس	غیرشادی شدہ	ضیا، عامر	اہل علاقہ	492 گ ب ماموں کانجن	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
30اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	منگووال، گجرات	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
31اگست	علی حیدر	بچہ	6برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	غلہ بٹہ، بہاولپور	درج	ـ	روزنامہ نیوز
31اگست	ش	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	رضوان، رحیم، انعام	اہل علاقہ	چک نمبر 569 گ ب جڑانوالہ	ـ	ـ	روزنامہ خبریں
31اگست	پ	خاتون	ـ	شادی شدہ	سجاد، غفار	اہل علاقہ	چک 29 کھڈیاں، قصور	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
31اگست	شاہ زیب	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	راحیل	اہل علاقہ	بھرور روڈ، شیخوپورہ	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
31اگست	ج	خاتون	ـ	ـ	حق نواز	اہل علاقہ	سکھیکی	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
31اگست	ح	خاتون	ـ	ـ	شفیق، ساتھی	اہل علاقہ	67/5، ایل، ساہیوال	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
31اگست	ر	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	چک 43/4ایل، اوکاڑہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
31اگست	ـ	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	بابر، ساتھی	اہل علاقہ	گاؤں 52، ای بی، قبولہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
یکم ستمبر	نبیلہ	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	چوہان کالونی، گوجرانوالہ	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
یکم ستمبر	شایان	بچہ	7برس	غیرشادی شدہ	عاصم	ـ	جام پور	درج	ـ	روزنامہ خبریں
یکم ستمبر	مہرحسن	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	عاصم	ـ	جام پور	درج	ـ	روزنامہ خبریں
یکم ستمبر	س	مرد	21برس	غیرشادی شدہ	م	اہل علاقہ	مہر میڈیکل کالج ضلع میرپورخاص	درج	ـ	روزنامہ کاوش
2 ستمبر	ـ	بچہ	6برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	شفیق آباد، لاہور	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
2 ستمبر	غ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	قمر شاہ	اہل علاقہ	فیروزوالا	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
2 ستمبر	ندیم	بچہ	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	گاؤں راول جھنگڑ، کوٹ رادھا کشن	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
2 ستمبر	اکرم	بچہ	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	گاؤں راول جھنگڑ، کوٹ رادھا کشن	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
2 ستمبر	علی حسن	بچہ	6برس	غیرشادی شدہ	جاوید	اہل علاقہ	چک 260 گ ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
2 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	کوٹلی ستیاں، راولپنڈی	درج	ـ	روزنامہ ڈان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
3 ستمبر	ق	خاتون	14 برس	غیر شادی شدہ	ریاض	بہنوئی	گاؤں سٹھانوالا، پاک پتن	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
3 ستمبر	الف	خاتون	ـ	ـ	امجد	اہل علاقہ	گاؤں 29 ای بی، قبولہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
3 ستمبر	ح	عورت	18 برس	غیر شادی شدہ	نامعلوم	مقامی	کنری ضلع جام شورو	درج	ـ	روزنامہ کاوش
3 ستمبر	عثمان	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	زوہیب	اہل علاقہ	سلامت پورہ، قصور	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
3 ستمبر	عمران شیخ	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	عثمان، دلاور	اہل علاقہ	گاؤں بھون خورد، حافظ آباد	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3 ستمبر	کاظم علی	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	مشتاق احمد	اہل علاقہ	مسن کالر، فیروز والا	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3 ستمبر	ک پ	خاتون	ـ	ـ	سرفراز	اہل علاقہ	جھنگ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3 ستمبر	حمزہ	مرد	14 برس	غیر شادی شدہ	رفاقت، صداقت، حیدر	اہل علاقہ	گلی گورکوٹھا، وزیر آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
4 ستمبر	ب	خاتون	25 برس	ـ	ـ	اہل علاقہ	گلبرگ، لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
4 ستمبر	ر	خاتون	14 برس	غیر شادی شدہ	سعید احمد	رشتہ دار	چک نمبر 155 لیاقت پور	درج	ـ	روزنامہ خبریں
4 ستمبر	ع	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	مجاہد۔ذیشان	ـ	چھونا والا، حاصل پور	درج	گرفتار	خواجہ اسداللہ
5 ستمبر	ـ	بچی	5 برس	غیر شادی شدہ	عاصم	اہل علاقہ	لدھیوالا، وڑائچ، گوجرانوالہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5 ستمبر	ش	خاتون	ـ	ـ	شاہنواز	اہل علاقہ	پاک پتن	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5 ستمبر	ن	مرد	16 برس	ـ	اقبال اور انور	مقامی	ضلع میر پور خاص	درج	ـ	روزنامہ کاوش
5 ستمبر	احمد	بچہ	10 برس	غیر شادی شدہ	اشفاق	اہل علاقہ	اوکاڑہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5 ستمبر	ح	خاتون	ـ	ـ	خالد	اہل علاقہ	تھانہ شاہ کوٹ، کسووال	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5 ستمبر	عبدالرحمان	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	محبوب	اہل علاقہ	چک 183 گ ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5 ستمبر	ـ	بچی	13 برس	غیر شادی شدہ	عبدالرزاق	اہل علاقہ	بونگہ، بلوچستان، پھولنگر، قصور	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
6 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	عاشق علی	اہل علاقہ	چک 219 ج ب، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نیوز
7 ستمبر	ص	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	اسد	اہل علاقہ	کوٹ عبدالمالک، شیخوپورہ	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
7 ستمبر	ظفر	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	عباس	اہل علاقہ	موضع بھنڈی سول	درج	ـ	روزنامہ خبریں
7 ستمبر	ح	بچی	5 برس	غیر شادی شدہ	احسن	اہل علاقہ	330 ج ب، گوجرہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
7 ستمبر	ـ	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	سیٹلائٹ ٹاؤن، بہاولپور	درج	ـ	روزنامہ ڈان
8 ستمبر	خاتون	ـ	ـ	ـ	نواز ساتھی	اہل علاقہ	تھانہ ماموں کانجن، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
8 ستمبر	(ب)	خاتون	ـ	شادی شدہ	ریاض، ساتھی	اہل علاقہ	چک 124/9 ایل، ساہیوال	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
8 ستمبر	ح ب	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	امتیاز، ساتھی	اہل علاقہ	چک 53/5 ایل، ساہیوال	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
8 ستمبر	ن ب	خاتون	–	–	ریاض، ساتھی	اہل علاقہ	چک 95/9ایل، ساہیوال	–	–	روزنامہ نوائے وقت
8 ستمبر	–	بچی	7برس	غیر شادی شدہ	غلام مرتضیٰ	اہل علاقہ	محلّہ بھٹہ، پاک پتن	–	–	روزنامہ نیوز
9 ستمبر	ع	خاتون	–	شادی شدہ	اللہ دتہ	اہل علاقہ	گاؤں 60ڈی، پاک پتن	–	–	روزنامہ نوائے وقت
9 ستمبر	اقراء	بچی	13برس	غیر شادی شدہ	فضل خان	بہنوئی	سی پلاٹ، پیر محل	–	–	روزنامہ نوائے وقت
9 ستمبر	(م)	خاتون	–	–	بلال، حبیب	اہل علاقہ	گفاؤں 8/1اے رینالہ خورد	–	–	روزنامہ نوائے وقت
9 ستمبر	ع	خاتون	–	–	–	اہل علاقہ	351/2ایل، چیچہ وطنی	–	–	روزنامہ نوائے وقت
9 ستمبر	الف	مرد	–	غیر شادی شدہ	ابراہیم	اہل علاقہ	بصیر پور، اوکاڑہ	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
9 ستمبر	حمزہ	بچہ	12برس	غیر شادی شدہ	لیاقت علی رضا	اہل علاقہ	سیالکوٹ	درج	ایک گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
9 ستمبر	–	خاتون	–	غیر شادی شدہ	زاہد جاوید	اہل علاقہ	اقبال نگر، چیچہ وطنی	درج	–	روزنامہ ایکسپریس
9 ستمبر	–	خاتون	–	غیر شادی شدہ	–	اہل علاقہ	ساہوکار، بورے والا	درج	–	روزنامہ ایکسپریس
10 ستمبر	–	بچہ	7برس	غیر شادی شدہ	طیب	اہل علاقہ	گاؤں، مدار، شیخوپورہ	–	–	روزنامہ نوائے وقت
10 ستمبر	ج	بچی	15برس	–	شاہ محمد چاچڑ	اہل علاقہ	اباڑو ضلع گھوٹکی	درج	–	روزنامہ کاوش
10 ستمبر	فیضاں	بچہ	5برس	غیر شادی شدہ	افتخار، ساتھی	اہل علاقہ	چک 534گ ب، فیصل آباد	درج	–	روزنامہ نوائے وقت
10 ستمبر	فہد	بچہ	8برس	غیر شادی شدہ	بابر علی	اہل علاقہ	مدینہ ٹاؤن، خان پور	درج	–	روزنامہ خبریں
10 ستمبر	حسن	بچہ	–	غیر شادی شدہ	عمران	اہل علاقہ	سندھی محلّہ، اوکاڑہ	درج	–	روزنامہ نوائے وقت
10 ستمبر	فیصل	بچہ	–	غیر شادی شدہ	رمضان	اہل علاقہ	چک جلال، اوکاڑہ	–	–	روزنامہ نوائے وقت
11 ستمبر	ش	خاتون	–	–	سلیم، ریاض	اہل علاقہ	بھُجی احمد پور شرقیہ	نہیں	–	خواجہ اسداللہ
11 ستمبر	عدنان	بچہ	–	غیر شادی شدہ	قندیل، عدیل، عرفان	اہل علاقہ	میانی	–	–	روزنامہ جنگ
11 ستمبر	بلال	بچہ	–	غیر شادی شدہ	قندیل، عدیل، عرفان	اہل علاقہ	میانی	–	–	روزنامہ جنگ
11 ستمبر	–	بچہ	10برس	غیر شادی شدہ	لطیف	اہل علاقہ	بھسر پورہ، قصور	درج	–	روزنامہ دنیا
12 ستمبر	س	خاتون	–	غیر شادی شدہ	امتیاز، مبشر	اہل علاقہ	شاہدرہ، لاہور	–	–	روزنامہ نوائے وقت
12 ستمبر	ن	خاتون	–	شادی شدہ	مجاہد شاہ	–	ڈوالا، علی پور	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
13 ستمبر	ث	خاتون	–	شادی شدہ	افضل، ساتھی	اہل علاقہ	چک 69، حبیب آباد	–	–	روزنامہ نوائے وقت
13 ستمبر	عنایت منگریو	بچہ	12برس	–	ندیم منگریو، الھومنگریو	اہل علاقہ	گوٹھ متھارو ضلع تھرپارکر	درج	–	روزنامہ کاوش
13 ستمبر	ز	خاتون	–	–	فاروق	اہل علاقہ	تھانہ شاہ کوٹ، کسووال	–	–	روزنامہ نوائے وقت
13 ستمبر	ص	خاتون	–	–	بغداد شاہ	اہل علاقہ	ٹھٹھہ، سیداں، اوکاڑہ	–	–	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
14 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	نئی انارکلی، لاہور	ـ	ـ	روزنامہ ڈان
14 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	ذوالفقار	اہل علاقہ	شاہدرہ، لاہور	ـ	ـ	روزنامہ جنگ
15 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	یاسین، ساتھی	اہل علاقہ	رچنا ٹاؤن، فیروز والا	ـ	ـ	روزنامہ جنگ
15 ستمبر	م	خاتون	18 برس	شادی شدہ	نامعلوم	ـ	گوٹھ وکیو شیدی ضلع سجاول	درج	ـ	روزنامہ کاوش
15 ستمبر	ع	خاتون	ـ	شادی شدہ	عرفان، امون علی رضا، ذیشان	اہل علاقہ	سادھوگورائیہ، تتلے عالی	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
15 ستمبر	ن	بچی	4 برس	غیر شادی شدہ	شاہین	اہل علاقہ	موضع جراحی، میاں چنوں	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
15 ستمبر	ر	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	احمد یار	اہل علاقہ	حویلی لکھا، اوکاڑہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
15 ستمبر	ـ	بچہ	6 برس	غیر شادی شدہ	علی احمد	اہل علاقہ	گاؤں ڈھنگ شاہ، کھڈیاں خاص	درج	ـ	روزنامہ دنیا
15 ستمبر	ـ	بچی	6 برس	غیر شادی شدہ	منیر سیال	اہل علاقہ	فیز 5، ڈی بلاک، ڈی ایچ اے، لاہور	درج	ـ	روزنامہ دنیا
16 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	اللہ یار، ساتھی	اہل علاقہ	محلّہ لطیف آباد، پاک پتن	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
16 ستمبر	ن	عورت	21 برس	غیر شادی شدہ	خان محمد کنڈرا	ـ	ضلع ٹنڈو محمد خان	درج	ـ	روزنامہ کاوش
16 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	خالد حسین، ساتھی	اہل علاقہ	گاؤں 6 ای بی، پاک پتن	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
16 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	یٰسین، ساتھی	اہل علاقہ	گاؤں ای، بی پاک پتن	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
16 ستمبر	علی	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	ممتاز	اہل علاقہ	غریب آباد، شیخوپورہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
16 ستمبر	س	خاتون	ـ	شادی شدہ	امداد، فضل، عدنان، عابد	اہل علاقہ	چک 547 گ، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16 ستمبر	ش	خاتون	20 برس	ـ	عمران	اہل علاقہ	چک 547 گ ب، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16 ستمبر	ن	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ثقلین	اہل علاقہ	ہنگو والا، سمبڑیال	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
17 ستمبر	اشفاق احمد	بچہ	10 برس	غیر شادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	گاؤں کھنکے، قصور	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
17 ستمبر	ش	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	شاد بہادر	اہل علاقہ	پنڈی شیخ موسیٰ، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
17 ستمبر	ارسلان	مرد	15 برس	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	محلّہ غوثیہ پارک، جڑانوالہ	ـ	ـ	ـ
17 ستمبر	ظفر اقبال	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	موضع کنجروڑ، چک امرو۔	ـ	ـ	ـ
17 ستمبر	ن	بچی	7 برس	غیر شادی شدہ	منیر	ـ	بستی جمالی نگر، دھریجہ نگر	ـ	ـ	روزنامہ خبریں
18 ستمبر	ح	خاتون	14 برس	غیر شادی شدہ	عمران	رشتہ دار	ڈی ٹائپ کالونی، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
18 ستمبر	ف	خاتون	ـ	ـ	بارش، ساتھی	اہل علاقہ	56 ایس پی، پاک پتن	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
18 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	بشیر	اہل علاقہ	جامعہ اسلامیہ، قبولہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
18 ستمبر	ح	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	738 گ ب کمالیہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
18 ستمبر	ـ	بچہ	12 برس	غیر شادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	جھنگ	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
19 ستمبر	ر	بچی	8 برس	غیر شادی شدہ	نذیر	اہل علاقہ	نشتر کالونی، لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
19 ستمبر	مجاہد	بچہ	10 برس	غیر شادی شدہ	بابر	اہل علاقہ	پورب، فیروز والا	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
19 ستمبر	ش	خاتون	25 برس	شادی شدہ	ایاز، ربورند	اہل علاقہ	گوٹھ محرم رند ضلع سانگھڑ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
19 ستمبر	ف	ـ	ـ	ـ	مصطفیٰ، ساتھی	اہل علاقہ	گاؤں 29 کے بی، پاک پتن	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
19 ستمبر	ہ	خاتون	ـ	ـ	جابر	اہل علاقہ	موضع کنڈی کھوکھراں، جھنگ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
19 ستمبر	س ب	خاتون	ـ	ـ	متلی، ساتھی	اہل علاقہ	چک 422، جھنگ	ـ	ـ	روزنامہ خبریں
19 ستمبر	الف	خاتون	ـ	شادی شدہ	اعظم علی	شوہر	احمد آباد، فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
19 ستمبر	الف	خاتون	ـ	ـ	سجاد	اہل علاقہ	محلہ اعظم نگر والا، لالہ موسیٰ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
20 ستمبر	ر	خاتون	ـ	شادی شدہ	رمیش	اہل علاقہ	گجرات	درج	ـ	روزنامہ جنگ
21 ستمبر	ـ	خاتون	14 برس	غیر شادی شدہ	رزاق، ساتھی	اہل علاقہ	قصبہ ملکہ ہانس، پاک پتن	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
21 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	فاروق احمد	اہل علاقہ	گاؤں نانک پور، پاک پتن	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
21 ستمبر	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	نوید، ساتھی	اہل علاقہ	چک نمبر 54/9 ایل، اوکاڑہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
21 ستمبر	ز	بچی	10 برس	ـ	ـ	اہل علاقہ	روہڑی ضلع سکھر	درج	ـ	روزنامہ کاوش
21 ستمبر	ـ	بچی	12 برس	غیر شادی شدہ	فقیر حسین	اہل علاقہ	چک نمبر 45/9 ایل، اوکاڑہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
21 ستمبر	ن	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	لیاقت	اہل علاقہ	گاؤں جھگیاں، دھنا سنگھ، قصور	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
21 ستمبر	ش	خاتون	ـ	ـ	ندیم، اختر، امتیاز، خورشید	اہل علاقہ	جھنڈا سنگھ والا، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
22 ستمبر	ک	خاتون	16 برس	ـ	فہد	اہل علاقہ	ضلع حیدر آباد	درج	ـ	روزنامہ کاوش
22 ستمبر	ف	خاتون	16 برس	ـ	دوست محمد اور شوکت	اہل علاقہ	ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
23 ستمبر	الف	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	عدیل، نعیم، علی، ناظم، رفاقت	اہل علاقہ	گاؤں ڈھلم، پسرور	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23 ستمبر	پ	خاتون	ـ	ـ	رمضان، ساتھی	اہل علاقہ	بڈھے والی، بھکر	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23 ستمبر	ش	خاتون	ـ	ـ	ذوالفقار، غلام بشیر	اہل علاقہ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23 ستمبر	ر	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	مظفر، فاروق، صدیق، عاشق	اہل علاقہ	قصبہ میرک پلاٹ، اوکاڑہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت

بچے

سندھ میں 75 ہزار بچے پولیو ویکسین سے محروم

کراچی کئی ویکسینیشن مہمات چلائی جانے کے باوجود سندھ میں پانچ سال سے کم عمر 75000 بچوں کو کبھی پولیو قطرے نہیں پلائے جا سکے۔ سندھ کے ہنگامی آپریشنز مرکز کے اعداد و شمار کے مطابق اِس وقت ملک میں تقریباً پانچ لاکھ بچے ایسے ہیں جنہیں کبھی پولیو ویکسین نہیں دی گئی۔ کُل 440000 بچوں میں سے 245000 بچے بلوچستان، 75000 سندھ، 60000 فاٹا اور 51000 خیبر پختونخوا میں رہتے ہیں۔ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ پنجاب میں ایک بھی بچہ ایسا نہیں جسے پولیو قطرے نہ پلائے گئے ہوں جبکہ بلوچستان واحد صوبہ ہے جہاں گزشتہ سال کے پہلے آٹھ مہینوں میں دو پولیو کیسوں کے مقابلے میں رواں سال اسی دورانیے میں چار پولیو کیس سامنے آئے۔ رواں سال فاٹا اور دوسرے صوبوں میں پولیو کیسوں کی تعداد میں کمی آئی۔ سندھ میں اس سال چار کیس ریکارڈ ہوئے جبکہ پچھلے سال یہی تعداد 13 تھی۔ فاٹا میں یہ تعداد 103 سے نیچے گر کر 8، اور خیبر پختونخوا میں 24 سے 13 ہو گئی۔ پنجاب میں رواں سال اب تک کوئی پولیو کیس سامنے نہیں آیا جبکہ گزشتہ سال صرف ایک کیس رپورٹ ہوا تھا۔ حکام بتاتے ہیں کہ کراچی میں اکتوبر، 2014 کے بعد سے اب تک کوئی کیس سامنے نہیں آیا۔ گزشتہ سال پورے ملک میں کُل 306 پولیو کیس رپورٹ ہوئے تھے، جس کے مقابلے میں رواں سال کے پہلے آٹھ مہینوں میں 75 فیصد کمی دیکھنے میں آئی۔ خیال رہے کہ دنیا بھر میں ریکارڈ ہونے والے پولیو کے 90 فیصد کیس پاکستان سے ہیں۔

(بشکریہ ڈان)

پاکستان میں 15 لاکھ بچے بینائی سے محروم

راولپنڈی پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر راولپنڈی میں الشفا آئی ٹرسٹ کے سربراہ کا کہنا ہے کہ ملک میں نو کروڑ بچوں میں سے 15 لاکھ بچے بینائی سے محروم ہیں۔ پاکستان کے آنکھوں کے سب سے بڑے ہسپتال کے صدر لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ حامد جاوید نے ایک بیان میں کہا ہے کہ بچوں کو نہیں معلوم ہوتا کہ ان کو بینائی کا مرض ہے۔ سرکاری ذرائع ابلاغ کے مطابق الشفا آئی ٹرسٹ کے صدر کا کہنا ہے کہ پرائمری سکول جانے والے لاکھوں بچے بینائی کے مرض میں مبتلا ہیں جبکہ 60 فیصد بچے بینائی کھونے کے دو سال ہی میں مر جاتے ہیں۔ انھوں نے زور دیا کہ اس بارے میں فوری اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ واضح رہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد صحت کا شعبہ صوبوں کی ذمہ داری بن گیا ہے۔ تاہم صوبوں کے رواں سال کے بجٹ میں صحت کے لیے مختص کی گئی رقم زیادہ نہیں ہے۔ صوبہ پنجاب نے رواں سال کے بجٹ میں محض 31 بلین روپے مختص کیے ہیں جو کہ کُل بجٹ کا 68.2 فیصد ہے۔ ایک طرف صحت کے لیے 31 بلین روپے مختص کیے گئے ہیں تو اتنی ہی رقم اپنا روزگار سکیم کے لیے بھی مختص کی گئی ہے۔ اسی طرح صوبہ سندھ نے صحت کے لیے 64 بلین روپے مختص کیے ہیں جو کہ کُل بجٹ کا تقریباً سات فیصد ہے۔ بلوچستان نے 15.5 بلین روپے ہیلتھ اور سروسز کے لیے مختص کیے ہیں جو کُل صوبائی بجٹ کا 6.3 فیصد ہے۔ خیبر پختونخوا میں بھی مختص کی گئی رقم کی صورتحال مختلف نہیں ہے۔ صوبے نے صحت کے لیے 35 بلین روپے مختص کیے ہیں جو کہ کُل بجٹ کا سات فیصد ہے۔

(بشکریہ بی بی سی)

جرگے کا عائد جرمانہ بھرنے کیلئے بچے برائے فروخت

سکھر سندھ کے علاقے جیکب آباد سے تعلق رکھنے والا ایک شخص قبائلی جرگے کا عائد جرمانہ بھرنے کیلئے اپنے چار بچے فروخت کرنے پریس کلب پہنچ گیا۔ غلام رسول کٹوہار نے دعوی کیا کہ 6 ستمبر کو ہونے والے جرگے کا عائد جرمانہ ادا کرنے کیلئے ان پر حریف پارٹی کا شدید دباؤ ہے، لہذا وہ اپنے تین سے آٹھ سال عمر کے چار بچوں کو سولہ لاکھ میں فروخت کرنے کو تیار ہے۔ غلام رسول نے پریس کلب میں صحافیوں کو بتایا کہ جیکب آباد کے کھوسو قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک خاندان نے ان کے بیٹے غلام شبیر پر اپنے قبیلے کی ایک عورت سے دو سال پہلے غیر ازدواجی تعلقات کا الزام عائد کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ متاثرہ خاندان نے بلا آخر 6 ستمبر بروز اتوار کو لیاقت آباد گاؤں میں منعقد ہونے والے جرگہ میں معاملہ اٹھایا۔ جرگے کی سربراہی کھوسو قبیلے کے سردار محبت کھوسو نے کی۔ جیکب آباد کے قریب عبدالکریم کٹوہار گاؤں سے تعلق رکھنے والے غلام رسول نے مزید بتایا کہ جرگہ نے ان کے بیٹے کو مجرم ٹھراتے ہوئے معاملہ حل کرنے کیلئے انہیں حریف خاندان کو سولہ لاکھ روپے ادا کرنے کا حکم سنایا۔ غلام رسول نے بتایا کہ روایتاً ان کے قبیلے کٹوہار نے اجتماعی طور پر جرمانہ کی رقم جمع کرنے کے بعد تین اقساط میں ادا کرنا تھی لیکن ایسا نہ ہوا۔ غلام رسول کا کہنا تھا کہ وہ اتنا بڑا مالی بوجھ نہیں اٹھا سکتے لہذا وہ اپنی دو بیٹیاں آٹھ سالہ فوزیہ اور چھ سالہ شاہدہ، اور دو پوتیاں چار سالہ رابعہ اور تین سالہ زاہدہ کو بیچنے کیلئے تیار ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ قبائلی روایات کے تحت جرمانہ ادا کرنے میں ناکامی پر ان کے بیٹے کو قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ ضلعی پولیس کے سینئر افسروں نے رابطہ کرنے پر بتایا کہ وہ جرگے کے فیصلے اور غلام رسول کی مشکلات سے آگاہ ہیں لیکن کسی کے خلاف غیر عدالتی حکم جاری کرنے پر قانونی کارروائی سے پہلے محکمانہ تفتیش ضروری ہے۔

(بشکریہ ڈان)

تعلیمی سہولیات کے بغیر سکول

کرم ایجنسی کرم ایجنسی کے گاؤں علیشاری نئے کلے میں 1990ء کو مکتب پرائمری سکول قائم کیا گیا تھا۔ جو تا حال اس حیثیت سے برقرار ہے۔ یہ سکول دو کچے کمروں پر مشتمل ہے جس میں چوتھی جماعت تک بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ اور ان دو کمروں سے بیک وقت سٹور، دفتر اور پڑھائی کا کام لیا جاتا ہے۔ مقامی لوگوں نے حکام سے مطالبہ کیا کہ اس سکول کو پرائمری سکول کا درجہ دیکر تمام سہولیات فراہم کی جائیں۔ انھوں نے مزید بتایا کہ حالیہ سیکورٹی خدشات کے پیش نظر اگر اس سکول کیلئے عمارت کا بندوبست نہیں کیا جا سکتا تو کم از کم چار دیواری کا بندوبست کیا جائے۔ جبکہ بچوں نے کہا کہ ان کو کھلے آسمان تلے سخت دھوپ میں پڑھنا پڑھتا ہے جبکہ بارشوں اور سردیوں میں تند و تیز ہواؤں کی وجہ سے ان کی پڑھائی بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ اس سکول کے چاروں طرف کئی دیہات واقع ہیں اور اس میں پڑھنے والے بچوں کی تعداد 128 بتائی جاتی ہے۔

(نامہ نگار)

تعلیم

ٹیچر اغوا کے بعد قتل

کراچی کراچی میں 2 ستمبر بروز بدھ کو ایک خاتون استاد کو اغوا کے بعد قتل کرنے کے حوالے سے سنسنی خیز انکشافات ہوئے ہیں۔اس سے قبل ایس پی لانڈھی عفان امین نے بتایا تھا کہ اس خاتون استاد جس کی شناخت 26 سالہ قرۃ العین کے نام سے ہوئی، کی لاش کورنگی کے اللہ والا ٹاؤن کے سنسان علاقے سے برآمد ہوئی۔قرۃ العین کو 2 ستمبر کی صبح پی آئی بی کالونی کے ایک اسکول سے لے جایا گیا جبکہ دوپہر کو اس کی لاش دریافت ہوئی۔ایس پی لانڈھی نے بتایا کہ تفتیش کاروں نے ملزمان کی شناخت اور قتل کے مقصد کے حوالے سے "اہم شواہد" حاصل کیے ہیں جبکہ ایک شخص کو پوچھ گچھ کے لیے حراست میں لیا گیا ہے۔لاش کو جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سینٹر میں منتقل کر دیا گیا ہے اور ہسپتال کے ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ کی سربراہ ڈاکٹر سیمی جمالی کا کہنا ہے کہ موت کی وجہ کا تعین کیمیکل معائنے کے بعد ہوگا۔ان کا کہنا تھا کہ لاش پر خراشوں کے نشانات پائے گئے ہیں۔تاہم اب ایس پی گلشن عابد قائم خانی نے بتایا کہ مقتول کے ورثاء نے پی آئی بی پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کراتے ہوئے بتایا تھا کہ ان کی بیٹی صبح ساڑھے سات بجے سے پی آئی بی کالونی کے ایک نجی اسکول سے غائب ہے۔انہوں نے بتایا کہ اسکول کے سی سی ٹی وی فوٹیج سے علم ہوا ہے کہ ایک لڑکی جس کی شناخت عالیہ کے نام سے ہوئی، صبح اپنی دوست رباب اور ایک شخص باقر کے ساتھ اسکول پہنچی۔ایس پی قائم خانی کے مطابق یہ تینوں قرۃ العین کو ڈیفنس میں سعودی قونصلیٹ کے پاس ایک 'ریسٹ ہاؤس میں لے گئے۔اس علاقے کے سی سی ٹی وی فوٹیج سے پتا چلتا ہے کہ عالیہ، قرۃ العین اور ایک شخص گاڑی سے باہر آئے اور ریسٹ ہاؤس کے اندر چلے گئے، جبکہ رباب اس گاڑی میں وہاں سے چلی گئی۔بعد ازاں قرۃ العین کی لاش کورنگی سے دریافت ہوئی جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔ایس پی گلشن نے بتایا کہ پولیس نے عالیہ اور ایک شخص حسن کو حراست میں لے لیا ہے، جس کا دعویٰ ہے کہ وہ مقتولہ کا منگیتر ہے۔عابد قائم خانی کے مطابق "ابتدائی تفتیش سے عندیہ ملتا ہے کہ عالیہ نے قرۃ العین کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا تاکہ اس کے منگیتر حسن سے شادی کر سکے"۔تفتیش کاروں کا ماننا ہے کہ عالیہ نے قرۃ العین کی دوست رباب کی مدد لی تاکہ مقتولہ کو گروپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار کر سکے۔ایس پی قائم خانی کا کہنا تھا کہ عالیہ نے مقتولہ کو" قرۃ العین اور حسن کے درمیان کچھ غلط فہمیوں کو دور کرانے کے وعدے کا جھانسہ دے کر لے گئی"۔ان کے مطابق حسن نے خود کو ایک سماجی رضا کار کے طور پر متعارف کرایا مگر اس کی سرگرمیاں" مشتبہ" ہیں اسی لیے اسے پوچھ گچھ کے لیے حراست میں لیا گیا ہے۔پولیس عہدیدار کا کہنا تھا کہ ایک اور تفتیشی ٹیم تشکیل دی گئی ہے جو تفتیش کرے گی کہ ڈیفنس کے ریسٹ ہاؤس میں کون کون موجود تھا اور کیا مقتولہ کو اسی مقام پر تشدد کا نشانہ بنا کر قتل کیا گیا تھا یا نہیں۔ملزمان کی شناخت چھپانے کے لیے ان کے نام تبدیل کر دیے گئے ہیں۔

(بشکریہ ڈان)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

ملزم کی شناخت کرنے والا پولیس افسر قتل

حیدرآباد سانحہ صفورہ گوٹھ کے مرکزی ملزم طاہر منہاس کے خلاف ایک پولیس اہلکار کے قتل کیس کے عینی شاہد کو 21 ستمبر کو حیدرآباد کے علاقے ممتاز کالونی میں گھر کے باہر گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ٹنڈو محمد خان پولیس اسٹیشن کے اسٹیشن ہاؤس آفیسر (ایس ایچ او) سب انسپکٹر اشتیاق اعوان پر 2 مسلح افراد نے اُس وقت حملہ کیا جب وہ اپنے گھر سے باہر نکل کر گیراج میں کھڑی گاڑی کی طرف جا رہے تھے۔حیدرآباد کے ایس ایس پی عرفان بلوچ کے مطابق حملہ آور انتظار میں تھے اور جیسے ہی سب انسپکٹر اعوان گھر سے باہر آئے، انھوں نے اُن کو گولی مار دی اور ایس آئی کے نیچے گرتے ہی ان کو انتہائی قریب سے مزید گولیاں مار کر فرار ہوگئے۔ذرائع کے مطابق حملہ آور اُس وقت فرار ہوئے جب موقع پر موجود کچھ لوگوں نے ان پر پتھراؤ کرنا شروع کر دیا، سب انسپکٹر اعوان کو سر اور پیٹ میں 5 گولیاں ماری گئیں۔پلیس ذرائع کے مطابق سب انسپکٹر اعوان جان کے خطرے کے پیشِ نظر، ایس آئی منوج کمار کے قتل کے ملزم طاہر منہاس کی شناخت کے لیے کراچی کی انسدادِ دہشت گردی عدالت نہیں جانا چاہتے تھے، لہٰذا انھوں نے منوج کمار قتل کیس کے تفتیشی افسر کے سامنے اپنا بیان جمع کرا دیا، جس میں اعوان کا کہنا تھا کہ انھوں نے طاہر منہاس کو میڈیا میں شائع ہونے والی تصاویر کے ذریعے شناخت کر لیا ہے، تاہم وہ اپنا بیان اے ٹی سی میں بھی ریکارڈ کروا دیں گے۔سب انسپکٹر منوج کمار کا قتل کیس بعد ازاں حیدرآباد سے کراچی کی انسداد دہشت گردی عدالت میں منتقل کر دیا گیا تھا۔دوسری جانب حیدرآباد کے ایس ایس پی کا کہنا ہے کہ ایس پی ہیڈ کوارٹرز کی سربراہی میں ایک انکوائری ٹیم تشکیل دی جا چکی ہے، "ہم تمام پہلوؤں کا جائزہ لے رہے ہیں کہ آیا سب انسپکٹر اعوان، ایس آئی منوج کمار کے قتل کے گواہ تھے اور انھیں ملزم کی شناخت کرنی تھی یا یہ قتل ذاتی تنازع کا نتیجہ ہے"ایس آئی اعوان کی تدفین حالی روڈ قبرستان میں کر دی گئی جبکہ مکی شاہ پولیس کے مطابق پیر کی شام تک اُن کے قتل کا مقدمہ درج نہیں کرایا گیا۔

(نامہ نگار)

مبینہ پولیس مقابلے میں دو بچوں سمیت تین افراد ہلاک

پیر محل 27 اگست کو پیر محل میں پولیس مقابلے کے دوران دو بچوں سمیت تین افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ذرائع کے مطابق ہاؤسنگ کالونی میں جاری مقابلے میں دہشت گرد نے خود کو دھماکے سے اڑا لیا۔دھما کا ہونے سے مبینہ طور پر دہشت گرد، اس کی بیوی اور تین بچے متاثر ہوئے ہیں جن میں سے دو بچے اور اس کی بیوی ہلاک ہوگئی ہے۔ذرائع نے بتایا کہ دہشت گرد اور بچے کی حالت نازک ہے جن کا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں علاج جاری ہے۔واضح رہے کہ حساس اداروں نے پولیس کے ہمراہ کارروائی کی تو دہشت گردوں کی طرف سے پولیس پر فائرنگ اور دستی بم پھینکے گئے تھے۔پولیس نے پورے علاقے کو گھیرے میں لے کر سرچ آپریشن شروع کیا ہوا ہے جو کہ ابھی بھی جاری ہے۔

(اعجاز اقبال)

خفیہ ادارے کا افسر اور دو شدت پسند ہلاک

کراچی کراچی میں رینجرز کے مطابق مشتبہ شدت پسندوں کے ساتھ فائرنگ کے تبادلے میں خفیہ ادارے کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور دو شدت پسند ہلاک ہو گئے ہیں۔ حکام کے مطابق رینجرز اور پولیس نے 18 اگست کی صبح مشتبہ دہشتگردوں کی موجودگی کی اطلاع پر رہائشی علاقے گلشن اقبال کی ایک کثیر المنزلہ رہائشی عمارت پر چھاپہ مارا تھا۔ حکام کا کہنا ہے کہ جب قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکار جائے وقوعہ پر پہنچے تو وہاں موجود شدت پسندوں نے فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں انٹیلی جنس ادارے کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہلاک ہو گئے۔ رینجرز کی جوابی فائرنگ میں دو مشتبہ شدت پسند بھی مارے گئے۔ پولیس کے مطابق ہلاک ہونے والے شدت پسندوں کی شناخت عبدالاحد اور صالح کے نام سے ہوئی ہے۔ رینجرز نے شدت پسندوں کے ساتھ مقیم دو خواتین کو حراست میں لے لیا ہے۔ خیال رہے کہ کراچی میں حالیہ چند روز میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے مشتبہ شدت پسندوں کے خلاف کارروائیوں میں تیزی آئی ہے۔ گذشتہ روز بھی کراچی میں رینجرز کے ساتھ ایک مبینہ مقابلے میں پانچ مشتبہ دہشت گرد ہلاک ہوئے تھے۔ جبکہ دو روز قبل رینجرز نے ایک کارروائی میں بلوچ علیحدگی پسند تنظیم بلوچستان لبریشن آرمی کے تین کارکن ہلاک کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ (نامہ نگار)

پسند کی شادی کرنے والی خاتون قتل

سکھر سکھر کے لوکل بورڈ کے رہائشی رکشہ ڈرائیور چوبیس سالہ عبدالجبار اور اس کی رشتہ دار 23 سالہ شمشاد خاتون نے 2013ء میں پسند کی شادی کی۔ 6 ماہ قبل شمشاد خاتون گھر والوں کو راضی کرنے کے لیے گھر آ پہنچی اور بعد ازاں اس نے خاوند سے طلاق لینے کے لیے عدالت سے رجوع کیا۔ بعد ازاں اس نے ایک مرتبہ پھر اپنے خاوند سے رابطہ کیا جس نے اسے ساتھ رہنے پر راضی کر لیا۔ مقتولہ کے گھر والوں کو اس بات کی خبر ہوگئی۔ انہوں نے شمشاد خاتون کو کہا کہ وہ اپنے شوہر کو گھر بلائے اور عزت سے رخصت ہو۔ جب شمشاد کا خاوند عبدالجبار فزیکل کالونی پہنچا تو مقتولہ کے اہل خانہ نے اسے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ بعد ازاں انہوں نے شمشاد کو لاٹھیوں کے وار کر کے قتل کر دیا۔ عبدالجبار کو تشویش ناک حالت میں لاڑکانہ لایا گیا۔ پولیس نے شمشاد کی نعش کو پوسٹ مارٹم کے لئے سول ہسپتال سکھر منتقل کر دیا اور بعد ازاں ورثاء کے حوالے کر دیا۔ پولیس نے سرکاری مدعیت میں مقتولہ کے والد، چچا اور بھائی غلام حسین کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کر کے انہیں گرفتار کر لیا۔ (شاکر جمالی)

96 مکتب سکول بند کرنے پر والدین کا احتجاج

سوات سوات میں صوبائی حکومت کے حکم پر مختلف علاقوں میں قائم 96 مکتب سکولوں کو بند کر دیا گیا۔ سکولوں کے بندش کے خلاف 11 اگست کو سینکڑوں بچوں اور انکے والدین نے مینگلور چوک میں احتجاجی مظاہرہ کیا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ان سکولوں میں 1700 سے زائد بچے زیر تعلیم تھے۔ سوات کے اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ فضل خالق نے سکولوں کی بندش کے حوالے سے بتایا کہ سوات میں مکتب سکولوں کی تعداد 123 ہے۔ جن میں 96 کو بند کر دیا گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ سوات میں مکتب سکولوں کی اکثریت بغیر عمارت کے تھی اور پشاور میں آرمی پبلک سکول پر طالبان حملے کے بعد یہ سکول غیر محفوظ تصور کیے جا رہے تھے جس کی وجہ سے صوبائی حکومت کی طرف سے مکتب سکولوں کو بند کرنے کے حوالے سے سخت ہدایات ملی تھیں۔ ان کے مطابق بند ہونے والے سکولوں کو عمارت والے سکولوں میں ضم کیا گیا ہے تاکہ بچوں کی زندگیاں محفوظ کی جا سکیں۔ بند ہونے والے سکولوں میں زیر تعلیم بچوں اور اُن کے والدین کی جانب سے فیصلے کے خلاف مظاہرے میں پاکستان میں تعلیم کے شعبے میں کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیم الف اعلان کے نمائندے بھی موجود تھے۔ الف اعلان سے وابستہ ڈاکٹر جواد اقبال نے بتایا کہ تحریک انصاف کی حکومت نے خیبر پختونخوا میں ایک ہزار سے زائد مکتب سکول بند کر دیے ہیں۔ جس کی وجہ سے ایک لاکھ سے زیادہ بچوں کا تعلیمی سلسلہ متاثر ہوا ہیں۔ انھوں نے کہا کہ سوات میں 96 سکولوں کی بندش سے 1700 سے زائد بچے تعلیم سے محروم ہو رہے ہیں اور ان مکتب سکولوں کی بندش سے معصوم بچوں کو چار سے پانچ کلومیٹر دور پیدل سکول جانا پڑے گا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق سوات میں پرائمری کی سطح کی تعلیم کے لیے لڑکیوں کے 433 جبکہ لڑکوں کے 843 سکول ہیں جن میں 1806 خواتین اور 3188 مرد اساتذہ ہیں۔ غیر سرکاری تنظیم الف اعلان کے مطابق سوات میں 28 فیصد بچے سکول نہیں جاتے جبکہ لڑکیوں کی سکول میں داخلہ لینے کی شرح 44 فیصد ہے مگر صرف دو فیصد طالبات ہی دسویں جماعت تک پہنچ کر اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھ پاتی ہیں۔ (نامہ نگار)

فائرنگ کے واقعات میں دو افراد ہلاک

کیچ کیچ میں سول انتظامیہ کے ایک اہلکار کے مطابق 18 اگست کو ایف ڈبلیو او کے اہلکار اپنے معمول کے کام کے سلسلے میں جا رہے تھے۔ جب ان کی گاڑی دشت سنگئی کے علاقے میں پہنچی تو نامعلوم مسلح افراد نے اس پر فائرنگ کی۔ اس فائرنگ کے نتیجے میں ایف ڈبلیو او کے چار اہلکار زخمی ہو گئے ہیں۔ سول انتظامیہ کے اہلکار نے بتایا ہے کہ زخمیوں کو علاج کے لیے ہسپتال منتقل کر دیا گیا جہاں ان میں سے ایک زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا۔ ایف ڈبلیو او کے اہلکاروں پر اس حملے کی ذمہ داری کالعدم بلوچ عسکریت پسند تنظیم بلوچستان لبریشن فرنٹ نے قبول کی ہے۔ فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن مکران ڈویژن میں ان شاہراہوں کی تعمیر میں مصروف ہے جو کہ پاک چین اقتصادی راہداری کا حصہ ہیں۔ کیچ اور پنجگور میں اب تک ایف ڈبلیو او کے اہلکاروں پر 136 سے زائد حملے ہوئے ہیں۔ فائرنگ کا ایک اور واقعہ ضلع لسبیلہ میں لیویز فورس کی ایک چیک پوسٹ پر پیش آیا۔ لسبیلہ انتظامیہ کے ایک اہلکار نے بتایا ہے کہ نامعلوم مسلح افراد نے پانچی میں لیویز فورس کے ایک چیک پوسٹ پر فائرنگ کی۔ فائرنگ کے نتیجے میں فورس کا ایک اہلکار ہلاک ہوا۔

(نامہ نگار)

گروہی تنازعے میں سات افراد ہلاک

دادو 3 اگست کو ضلع دادو کے نواحی گاؤں حاصل خان چانڈیو میں چانڈیو برادری کے دو گروہوں میں جھگڑا ہو گیا جس میں جدید اسلحے کا استعمال کیا گیا۔ جب پولیس جائے وقوعہ پر پہنچی تو مسلح افراد نے پولیس پر فائرنگ کر دی۔ مسلح تصادم کے نتیجے میں ایک گروہ کے گلاب چانڈیو، حمید چانڈیو، رانجھن چانڈیو، سہراب چانڈیو، رانو چانڈیو اور ایک دس سالہ بچی عاصمہ چانڈیو ہلاک ہوگئی۔ دوسرے گروہ سے اسد چانڈیو ہلاک جبکہ نور نبی چانڈیو، صداقت چانڈیو، پہلوان چانڈیو، شریف چانڈیو، مور چانڈیو سمیت آٹھ افراد زخمی ہوگئے۔ اطلاع ملنے پر ایس ایس پی دادو شیراز نظیر بھاری نفری کے ساتھ جائے وقوعہ پر پہنچے اور حالات پر قابو پالیا۔ پولیس نے سرچ آپریشن کر کے 18 افراد کو گرفتار کر لیا۔ پولیس نے نعشوں اور زخمیوں کو ہسپتال منتقل کیا اور پوسٹ مارٹم کے بعد نعشیں ورثا کے حوالے کر دیں۔ پولیس نے چانڈیو برادری کے چالیس افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔

(شاکر جمالی)

میاں، بیوی کی جان لے لی

خیر پور 19اگست کو خیر پور کی تحصیل گمبٹ کے گاؤں جاڑا کھوہ میں مخالفین نے زمین کے تنازعے پر ایک 45 سالہ شخص عزیز اللہ اور اس کی 40 سالہ بیوی صفوراں کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔مقتول کے بھائی علی حسن کے مطابق ان کا مخالفین کے ساتھ زمین کا تنازعہ چل رہا تھا اور اسی بنا پر وقوعہ کے روز 10 سے زائد مسلح افراد نے ان کے گھر میں گھس کر میاں بیوی کو قتل کر دیا۔ملزمان کے خلاف ایف آئی آر درج کرا دیا گیا ہے۔ وقوعے کے چشم دید گواہ علاقہ مکین امین علی کا کہنا ہے کہ دونوں فریقین کے درمیان زمین کا تنازعہ چل رہا تھا جس کی بنا پر اس سے پہلے مقتول کے بھائی کوڑل کلہوڑو کو بھی قتل کیا جا چکا تھا۔ دونوں میاں بیوی کو بھی اسی وجہ سے قتل کیا گیا ہے۔ مقتولین کے پڑوسی حاجی احمد خان نے بتایا کہ 5 سال قبل مقتول کے بھائی کوڑل کلہوڑو کو برادری کے افراد نے قتل کر دیا تھا جس میں ملوث دو افراد غلام علی اور محمد رمضان جیل میں ہیں۔ مخالف فریق کی جانب سے مقتول کے خاندان کو دھمکیاں دی جا رہی تھیں کہ وہ مقدمے سے دستبردار ہو جائیں۔ مقدمے سے دستبردار نہ ہونے پر مقتول اور اس کی بیوی کو قتل کر دیا گیا۔ (عبدالمنیم ابڑو)

انسانی حقوق کے محافظین کے اعزاز میں خصوصی تقریب

اسلام آباد پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے ضلعی چنیوٹ کے کوآرڈینیٹر سیف علی خان کو انسانی حقوق کے تحفظ کے حوالے سے گراں قدر خدمات سرانجام دینے پر نیشنل ایوارڈ 2015 سے نوازا گیا۔ 12اگست کو حکومت پاکستان نے اسلام آباد میں انسانی حقوق کے محافظین کے اعزاز میں ایک خصوصی تقریب منعقد کی جس میں سابق چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ اور چیئرمین نیشنل کمیشن فار ہیومن رائٹس پاکستان علی نواز چوہان نے سید نورالحسن شاہ اور سیف علی خان کو انسانی حقوق کے حوالے سے کام کرنے پر خصوصی ایوارڈز اور سرٹیفکیٹ دیئے۔ اس موقع پر جسٹس ریٹائرڈ ناصرہ جاوید اقبال، نیدرلینڈ کے سفیر اور سفارت خانے کے سیکرٹری سمیت دی ایشیا فاؤنڈیشن کے کنٹری ڈائریکٹر، ریٹ نیٹ ورک پاکستان کے چیئرمین کرشنا شرما، سیکرٹری وزارت قانون حمیرا اعظم خان کے علاوہ ملکی و غیر ملکی این جی اوز کے نمائندوں، سیاسی شخصیات، وکلا اور صحافیوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

(سیف علی خان)

نوجوان کے قتل پر ورثاء کا احتجاج

گوجرہ اڈاپینسرہ پر نامعلوم افراد کی فائرنگ سے قتل ہونے والے نوجوان کے ورثاء نے چک 363ج ب باہمنی والا پل پر سڑک بلاک کر دی، ٹائر جلا کر شدید احتجاج کیا۔تفصیلات کے مطابق ٹاور کالونی گوجرہ کے محمد اقبال کے 22 سالہ بیٹے طیب مغل کو اڈاپینسرہ پر نامعلوم 3 موٹرسائیکل سوار افراد نے فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا جبکہ تھانہ ٹھیکری والا پولیس نے نعش قبضہ میں لے کر ضروری کارروائی کے بعد ورثاء کے حوالے کر دی جس پر ورثاء نے نوجوان کی نعش باہمنی والا پل پر رکھ کر شدید احتجاج کیا، مظاہرین نے ٹائر جلا کر روڈ مکمل طور پر بند کر دیا اور پولیس سے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا۔ یاد رہے کہ سات سال قبل محمد اقبال کے بڑے بیٹے غلام مرتضیٰ کو بھی نامعلوم افراد نے قتل کر دیا تھا۔احتجاج کی اطلاع پر ڈی ایس پی گوجرہ عاطف عمران قریشی اور امجد علی وڑائچ موقع پر پہنچے جنہوں نے مظاہرین کو قاتل جلد گرفتار کرنے کی یقین دہائی کروائی۔

(اعجاز اقبال)

پولیس کے تشدد سے ملزم جاں بحق

ٹوبہ ٹیک سنگھ زیر حراست پولیس تشدد سے ہلاکت پر محسن نذیر کے ورثا نے غوثیہ چوک پیرمحل میں احتجاجی مظاہرہ کیا، مشتعل مظاہرین نے فیصل آباد سے ملتان جانے والی روڈ بلاک کر دی، پولیس کے خلاف شدید نعرے بازی کی۔ کسی بھی قسم کی ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کیلئے پولیس کی بھاری نفری غوثیہ چوک پہنچ گئی، نوجوان محمد محسن کو پولیس نے اغواء کے الزام میں گرفتار کیا تھا، اور ملزم نواحی چک 333 گ ب کا رہائشی ہے، ملزم کا ایک بھائی بھی تھانہ پیرمحل پولیس کی حراست میں ہے۔ واقع کے مطابق چک 333 گ ب کے محسن نذیر کے چک نمبر 665 / 6 گ ب کے غلام رسول کی بیوی مسرت کے ساتھ مبینہ طور پر ناجائز تعلقات استوار تھے۔ پندرہ ماہ قبل سے غلام رسول کا اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ رابطہ نہ ہو سکا جس کی بنا پر ورثا کو شک ہوا تو انہوں نے مسرت سے پوچھ گچھ کی۔ شک پڑنے پر غلام رسول کے ورثا نے مسرت کے مبینہ آشنا محسن نذیر، اس کے بھائی وسیم عارف، فیاض مسیح، عامر شہزاد اور مسرت بی بی کے خلاف اغوا کا مقدمہ درج کروا دیا تھا۔ پولیس نے ملزموں کو گرفتار کر کے تفتیش شروع کر دی اور تفتیش کے دوران ملزموں نے انکشاف کیا کہ انہوں نے غلام رسول کو قتل کر دیا ہے۔ پولیس کے مطابق دوران تفتیش ملزم محسن نذیر کی طبیعت خراب ہوئی جسے رورل ہیلتھ سنٹر پیرمحل داخل کروا گیا اور زیادہ طبیعت خراب ہونے پر اسے الائیڈ ہسپتال فیصل آباد شفٹ کیا گیا تھا جہاں وہ 24 گھنٹے زیر علاج رہا اور جاں بحق ہو گیا۔ ملزم محسن نذیر کی نعش ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں پوسٹ مارٹم کے لیے لائی گئی ہے جہاں اس کا پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔ دوسری طرف مبینہ پولیس تشدد سے ہلاک ہونے والے محسن نذیر کے ورثا نے پولیس کے خلاف احتجاج کیا تھا۔ اس وقت ورثا نے فیصل آباد ملتان روڈ کو ٹریفک کے کھول دیا ہے اور غوثیہ چوک میں انصاف کے حصول کے لیے دھرنا دے دیا ہے۔ پولیس اور انتظامیہ کی طرف سے ابھی تک ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی پولیس افسر اور انتظامیہ نے اس واقع کا نوٹس لیا ہے۔ متاثرین نے غوثیہ چوک پیرمحل میں دھرنا دیا ہوا ہے۔

(اعجاز اقبال)

بی ڈی اے کے 6 افسران اغوا

کوئٹہ بلوچستان کے علاقے قلعہ سیف اللہ سے 13 ستمبر کو نامعلوم ملزمان نے بلوچستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی (بی ڈے اے) کے 6 افسران کو اغوا کر لیا۔ سیکیورٹی ذرائع کے مطابق بی ڈے اے کے افسران ڈسٹرکٹ قلعہ سیف اللہ کے علاقے نسئی میں زیرِ تعمیر سڑک کا معائنہ کر رہے تھے کہ نامعلوم ملزمان نے انہیں اغوا کر لیا۔ اغوا کیے گئے افسران میں بی ڈی اے کے جنرل مینیجر باچا خان بھی شامل ہیں۔ ذرائع کے مطابق ملزمان بی ڈے اے کے افسران کو قریبی پہاڑوں میں لے گئے اور وہاں سے روپوش ہو گئے۔ واقعے کے بعد لیویز اور ایف سی نے علاقے کو گھیرے میں لے لیا اور افسران کی بازیابی کے لیے سرچ آپریشن کا آغاز کر دیا گیا۔ واقعے کی ذمہ داری تاحال کسی گروپ کی جانب سے قبول نہیں کی گئی۔ صوبہ بلوچستان رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے جو فرقہ وارانہ تشدد اور علیحدگی پسندوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے شورش کا شکار ہے، جبکہ بلوچستان کے اس علاقے سے ماضی میں بھی سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کے افسران کو اغوا کیا جا چکا ہے۔

(نامہ نگار)

ڈسٹرکٹ کونسلر ساتھی سمیت ہلاک

ہنگو 5 ستمبر کو ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں عوامی نیشنل پارٹ (اے این پی) کے ڈسٹرکٹ کونسلر ساتھی سمیت ہلاک ہو گئے۔اے این پی کے ڈسٹرکٹ کونسلر ممتاز خان گاڑی میں جا رہے تھے کہ ہنگو میں توراواڑی کے قریب سڑک کے کنارے نصب بم کو ریموٹ کنٹرول سے اڑا دیا گیا۔ دھماکے سے گاڑی میں موجود ممتاز خان سمیت 3 افراد زخمی ہوئے۔ زخمیوں کو فوری طور پر قریبی اسپتال منتقل کیا گیا جہاں ممتاز خان اور ان کے ایک ساتھی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئے۔ایک زخمی کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے۔ دھماکے کے بعد سیکیورٹی اداروں نے علاقے کو گھیرے میں لے لیا اور قریبی علاقوں میں سرچ آپریشن بھی شروع کر دیا۔ دوسری جانب اے این پی کے سربراہ اسفندیار ولی کی ہنگو میں پارٹی کونسلر ملک ممتاز پر قاتلانہ حملے کی مذمت کی۔اسفندیار ولی کا کہنا تھا کہ خیبر پختونخوا میں کوئی محفوظ نہیں، عمران خان دعوی کرتے ہیں کہ صوبے میں امن آ گیا۔اے این پی کے سربراہ نے کہا کہ کے پی میں اے این پی کے کارکنوں اور رہنماؤں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، کے پی حکومت دہشت گردوں کو پکڑنے سے ڈرتی ہے۔

(نامہ نگار)

نامعلوم شخص کی نعش برآمد

گوجرہ 25 اگست کو تھانہ نواں لاہور کے علاقہ چک 334 ج ب کے قریب راجباہ فقیر سر سے نامعلوم شخص کی برہنہ نعش برآمد ہوئی ہے۔ پولیس کے مطابق چک 334 ج ب کے چوکیدار محمد اعظم نے اطلاع دی تھی کہ وہ نواں لاہور جا رہا تھا کہ راجباہ فقیر سر میں ایک نعش پھنسی ہوئی نظر آئی جسے اس نے راجباہ سے باہر نکال کر دیکھا تو وہ 45 سال کا شخص تھا۔ نواں لاہور پولیس نے مقتول کی نعش کو پوسٹمارٹم کے لئے ہسپتال منتقل کر کے نامعلوم ملزم کے خلاف زیر دفعہ 302 ت پ کے تحت مقدمہ درج کر کے مزید کارروائی شروع کر دی ہے۔ (نامہ نگار)

ایک ہی خاندان کے چار افراد کا قتل

کراچی 8 ستمبر کو ملک کے سب سے بڑے شہر کراچی میں گھر کے اندر پورے خاندان کو قتل کر کے کمرے کو آگ لگا دی گئی۔ڈان نیوز کے مطابق کراچی کے علاقے منظور کالونی میں نامعلوم افراد نے گھر میں گھس کر ایک ہی خاندان کے 4 افراد کو قتل کیا۔ اور واردات کے بعد کمرے کو آگ لگا دی، جس سے کمرے میں موجود الماری، فرنیچر اور دیگر اشیاء خاکستر ہو گئیں۔حملہ آور قاتلوں سے ایک بچہ محفوظ رہا البتہ آتشزدگی سے 10 سالہ حماد بھی زخمی ہوا، جسے طبی امداد کے لیے ہسپتال منتقل کیا گیا۔ سول اسپتال کے برنس وارڈ میں زیر علاج حماد کے حوالے سے ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ بچے کے جسم کا کافی حصہ جل چکا ہے۔ پولیس کے مطابق حماد کے گلے پر تیز دھار آلے سے کاٹے جانے کا زخم موجود ہے جبکہ وہ بہت گھبرایا ہوا ہے اور مسلسل کہہ رہا ہے کہ مجھے میرے بابا سے بچاؤ۔ ڈان نیوز کے مطابق پولیس کا کہنا ہے کہ بچے نے ابتدائی بیان میں بتایا کہ بابا (طارق) نے اپنے دوست کے ساتھ مل کر سب کو چھریوں کے وار سے قتل کیا۔ بچے کا کہنا تھا کہ بابا نے دوست کے ساتھ مل کر امی اور اس کے ایک بھائی و بہن کو قتل کیا جس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا اس کے بعد کیا ہوا وہ نہیں جانتا۔ پولیس نے ہلاک ہونے والے چاروں افراد کی لاشیں ہسپتال منتقل کر دیں۔ حکام کو شبہ ہے کہ طارق نے دوست کے ہمراہ سب کو قتل کیا جس کے بعد طارق کے اس دوست نے اسے بھی قتل کر کے گھر میں آگ لگانے کی کوشش کی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ قاری طارق کے اس دوست کی تلاش شروع کر دی گئی ہے جس کے حوالے سے 8 سالہ حماد نے بتایا کہ وہ قتل کی واردات میں شریک تھا۔ مقتولین کے لواحقین کے مطابق قتل کیے جانے والے شخص طارق کا تعلق ڈیرہ اسماعیل خان سے تھا اور وہ گھروں میں بچوں کو قرآن پڑھاتا تھا۔ لواحقین کا کہنا تھا کہ قتل کیا گیا خاندان گزشتہ ڈھائی سال سے اس گھر میں مقیم تھا۔ مقامی افراد اور رشتہ داروں کے مطابق مقتول طارق کا کسی سے تنازع یا دشمنی نہیں تھی۔ ہلاک ہونے والوں میں مقتول 45 سالہ قاری طارق اُس کی اہلیہ 40 سالہ ثمینہ طارق، بیٹی 13 سالہ رومیسہ اور 15 بیٹا سعد طارق شامل ہیں۔ پولیس نے واقعے کی تفتیش شروع کر دی ہے البتہ فوری طور پر قتل کی محرکات سامنے نہیں آ سکے۔

(بشکریہ ڈان)

بھٹہ مزدور تحریک کی احتجاجی ریلی

ٹوبہ ٹیک سنگھ 4 ستمبر 2015 کو لیبر قومی موومنٹ اور بھٹہ مزدور تحریک نے حکومت کی مقرر کردہ اجرت نہ ملنے پر احتجاجی ریلی نکالی اور دھرنہ دیا۔احتجاجی مظاہرین کا مطالبہ تھا کہ حکومتی نوٹیفیکیشن کے مطابق مقررہ اجرت کی ادائیگی اور سوشل سکیورٹی کارڈز کی فراہمی کو جلد از جلد یقینی بنایا جائے۔احتجاجی ریلی کی قیادت لیبر قومی موومنٹ کے ضلعی صدر محمد شبیر کررہے تھے جبکہ ریلی میں بھٹہ مزدور مرد اور خواتین کی بڑی تعداد شامل تھی۔ریلی میں مزدور رہنما ملک عبدالمجید، میڈم ساجدہ، ملک نثار احمد، بابا ارشد، محمد ظہور و دیگر بھی شریک تھے۔بھٹہ مزدوروں کی احتجاجی ریلی شہباز چوک سے شروع ہوئی جو لاری اڈہ کی بیرونی سڑک سے ہوتی ہوئی رجانہ روڈ پر ضلع کچہری کے سامنے پہنچی، جہاں پر ضلع کچہری کے مین گیٹ کو بند کر کے مزدوروں کو رجانہ روڈ پر ہی روک دیا گیا۔جس پر رجانہ روڈ ضلع کچہری کے سامنے بھٹہ مزدور مرد و خواتین اور ان کے کمسن بچوں نے سخت گرمی میں تپتی ہوئی سڑک پر احتجاجی دھرنا دے دیا۔مظاہرین نے لیبر ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ اور بھٹہ مالکان کے خلاف نعرے لگائے اور اپنے مطالبات کی منظوری کا مطالبہ کیا۔انہوں نے اجرتوں میں اضافے اور سوشل سیکورٹی کارڈز جاری کرنے کے حق میں تحریروں پر مبنی پلے کارڈز اور بینرز اٹھار کھے تھے۔ایل کیو ایم کے ضلعی صدر محمد شبیر نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مزدوروں کے حقوق کے لئے بنایا گیا ادارہ لیبر ویلفیئر مزدور دشمن بن کر بھٹہ مالکان کی سرپرستی کررہا ہے۔انہوں نے کہا کہ پنجاب حکومت اپنے جاری کردہ نوٹیفکیشن پر عمل کروانے میں بری طرح ناکام ثابت ہورہی ہے۔محمد شبیر نے بتایا کہ حکومت کی طرف سے بھٹہ پر کام کرنے والے مزدور کی اجرت 962 روپے فی ہزار اینٹ مقرر کی گئی ہے لیکن بھٹہ مالکان مزدوروں کو 640 سے 740 روپے تک فی ہزار اینٹ اجرت دے رہے ہیں جو سراسر زیادتی اور ناانصافی ہے۔لیبر قومی موومنٹ کے ضلعی صدر کا کہنا ہے کہ نکاسی والے کی فی ہزار اینٹ مزدوری 242 روپے مقرر ہے مگر اسے 130 روپے کے حساب سے اجرت دی جارہی ہے۔اسی طرح ریڑھے والے کے لئے فی ہزار اینٹ 313 روپے اجرت مقرر ہے مگر اس کو 150 روپے فی ہزار اینٹ اجرت دی جارہی ہے۔انہوں نے کہا کہ کٹوتیوں اور پیشگی کی آڑ میں جبری مشقت لیبر ڈیپارٹمنٹ کے ایما پر ہورہی ہے۔محمد شبیر نے کہا کہ ڈسٹرکٹ ویجی لینس کمیٹی میں ٹریڈ یونین کا کوئی نمائندہ ممبر نہیں بنایا گیا۔بھٹہ مزدوروں اور لیبر قومی موومنٹ کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے نیشنل لیبر فیڈریشن رکشہ یونین کے عہدیدار بھی ریلی میں شریک ہوئے۔تاحال مزدوروں کا احتجاج جاری ہے اور ضلعی انتظامیہ کی طرف سے مزدور رہنماؤں کے ساتھ مذاکرات کے لئے رابطے کئے جارہے ہیں جبکہ لیبر قومی موومنٹ نے شہباز چوک میں احتجاجی کیمپ لگا دیا ہے۔

(اعجاز اقبال)

حکومتی امن کمیٹی کے چار رضا کار ہلاک

خیبر ایجنسی پاکستان کے قبائلی علاقے خیبر ایجنسی میں حکام کا کہنا ہے کہ دور افتادہ پہاڑی علاقے وادی تیراہ سے چار افراد کی لاشیں ملی ہیں جنھیں فائرنگ کر کے ہلاک کیا گیا ہے۔پولیٹکل انتظامیہ خیبر ایجنسی کے ایک اہلکار نے بتایا کہ ایجنسی کی دور افتادہ پہاڑی علاقے وادی تیراہ سے 7 ستمبر پیر کی صبح چار افراد کی لاشیں ملیں ہیں جنھیں نامعلوم افراد کی جانب سے فائرنگ کر کے ہلاک کیا گیا ہے۔انھوں نے کہا کہ ہلاک ہونے والے افراد کا تعلق زخہ خیل قبیلے سے بتایا جاتا ہے۔مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ مرنے والے افراد حکومتی حامی امن کمیٹی توحید الاسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔انھوں نے کہا کہ مذکورہ افراد کو اتوار کے روز وادی تیراہ سے باڑہ آتے ہوئے راستے میں شدت پسند تنظیم لشکر اسلام کی جانب سے اغوا کیا گیا تھا اور بعد میں انھیں قتل کر دیا گیا۔مقامی افراد کے مطابق مرنے والے افراد کی تعداد پانچ بتائی جاتی ہے۔انھوں نے مزید کہا کہ مرنے والے افراد کی لاشیں ان کے ورثا کو حوالے کرنے کے ضمن میں قبائلی مشران پر مشتمل ایک جرگہ جاری ہے۔خیال رہے کہ خیبر ایجنسی میں ایک عرصہ سے حکومتی حامی لشکروں پر حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔حالیہ دنوں میں توحید الاسلام کی جانب سے بھی لشکر اسلام کے شدت پسندوں پر متعدد مرتبہ حملے کیے گئے ہیں، جبکہ کئی جنگجوؤں کو دن دہاڑے بازاروں میں بھی قتل کیا گیا ہے۔خیبر ایجنسی میں فوج کی جانب سے حال ہی آپریشن خیبر ون اور خیبر ٹو کے اختتام کا اعلان کیا گیا تھا۔ان کارروائیوں کے بعد ایجنسی کے بیشتر مقامات پر تشدد کے واقعات میں کافی حد تک کمی دیکھی گئی ہے۔حکومت نے خیبر ایجنسی سے بے گھر ہونے والے افراد کی واپسی کا عمل بھی شروع کیا ہے، جس کے تحت کئی خاندان واپس اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ چکے ہیں۔تاہم اب بھی لاکھوں متاثرین پناہ گزین کیمپوں یا اپنے طور پر کرائے کے مکانات میں بدستور پناہ گزین ہیں۔

(نامہ نگار)

فائرنگ سے نوجوان جاں بحق

کرم ایجنسی لوئر کرم ایجنسی کے علاقہ صدہ میں راستے کے تنازعے فائرنگ کے نتیجے میں ایک نوجوان جاں بحق جبکہ پانچ دوسرے زخمی ہوگئے۔ذرائع کے مطابق لوئر کرم ایجنسی کے علاقے درویش باغ صدہ میں دو فریقوں کے مابین لڑائی کے نتیجے میں ایک شخص جان بحق پانچ دیگر زخمی ہوگئے۔فریقین کے مابین راستے کی پختگی پر دیرینہ تنازعہ چلا آرہا تھا کہ اس روز دونوں فریقوں کے مابین سخت کلمات کا تبادلہ ہوا جسکی نوبت فائرنگ تک جا پہنچی جس کے زد میں آکر واجد نامی ایک نوجوان زخمی ہوگیا جسے فوری طور پر قریبی ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں پر اس نے زخموں کی تاب نہ لاکر دم توڑ دیا جبکہ دونوں جانب سے پانچ افراد زخمی ہوگئے جن دو افراد احسان اور ریحان کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے۔واقعے کے بعد دونوں جانب سے تین تین افراد کو حراست میں لیا گیا ہے اور واقعے کی تحقیقات کا آغاز کیا گیا ہے تاہم واقعے پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مقامی قبائلی نے بتایا کہ اگر بروقت کارروائی کی جاتی اور معاملے کو حل کیا جاتا تو یہ جانی نقصان نہ ہوتا۔

(نامہ نگار)

دستی بم حملہ، 2 جان سے گئے

گوادر 24 اگست کی رات کو تقریباً آٹھ بج کر 45 منٹ پر راجیش ولد بھنور نامی درزی کی دکان پر دستی بم سے حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں اس کے دو کاریگر سورج ولد کوتھوسکنہ ٹنڈو اللہ یار اور رمیش ولد عائیان ڈسٹرکٹ سانگھڑ حال گوادر موقع پر ہی جاں بحق ہوگئے، جبکہ رکتیش اور موتی ولدیت تارا شدید زخمی ہوگئے، ان دونوں کو بغرض علاج کراچی منتقل کیا گیا جہاں سے اطلاعات کے مطابق ایک بھائی دوران علاج چل بسا۔پولیس نے 25 اگست 2015ء کو نامعلوم افراد کے خلاف گوادر پولیس تھانے میں ایف آئی آر درج کی، ایف آئی نمبر 72/2015 ہے، ان تمام لوگوں کا تعلق ہندو برادری سے ہے اور راجیش ولد بھنور لال عرصہ بیس سال سے گوادر میں مقیم ہے، اس نے بتایا کہ ان کی کسی سے کوئی دشمنی نہیں ہے، لیکن مقامی اخبارات کے مطابق کالعدم تنظیم بی ایف ایف نے اس واقعہ کی ذمہ داری قبول کرلی ہے اور انہوں نے اپنے بیان میں انہیں سرکاری مخبر بتایا ہے۔

(علی بلوچ)

اقلیتیں

عقیدہ کی بنیاد پر ایک اور احمدی کا قتل

ڈیرہ غازی خان 19 اگست 2015ءکو اکرام اللہ صاحب کو ان کے میڈیکل سٹور پر مذہبی انتہا پسندوں نے حملہ کر کے ہلاک کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق اکرام اللہ وقوعہ کے روز اپنے میڈیکل سٹور پر موجود تھا کہ دو موٹر سائیکلوں پر سوار چار نقاب پوش افراد نے فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں وہ جاں بحق ہو گیا۔ وقوعہ کے بعد حملہ ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے۔ وقوعہ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ مقتول کی عمر تقریباً 37 برس تھی۔ وہ محکمہ تعلیم میں سرکاری ملازم تھا۔ پارٹ ٹائم میڈیکل سٹور چلاتا تھا اور علاقے میں اچھی شہرت کا حامل تھا۔ اس کا کسی سے کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ تاہم گزشتہ کچھ عرصہ سے جماعت احمدیہ کا فعال عہدیدار ہونے کی بناء پر مذہبی انتہا پسندوں کی طرف سے مخالفانہ سرگرمیوں اور دھمکیوں کا سامنا تھا جس کا اظہار مرحوم بار بار کر چکا تھا۔ دو ماہ قبل 11 جولائی کو رمضان المبارک کے مقدس ایام میں فجر کے وقت مذہبی انتہا پسند مسلح افراد نے احمدیہ بیت الذکر تونسہ شریف میں داخل ہو کر افراد جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش تھی تاہم ڈیوٹی پر موجود پولیس اہلکار کے روکنے پر فائرنگ کے نتیجہ میں ایک پولیس اہلکار زخمی ہو گیا تھا جو تا حال زیر علاج ہے۔ جماعت احمدیہ کی عبادت گاہ پر دہشت گردی کے اس مقدمہ کی پیروی میں بھی اکرام اللہ پیش پیش تھا۔ ملک بھر میں بالعموم اور جنوبی پنجاب میں بالخصوص مذہبی انتہا پسندوں اور کالعدم تنظیموں اور دہشت گردوں کی طرف سے متعصّبانہ سرگرمیوں کی بناء پر افراد جماعت احمدیہ تشدد امتیازی سلوک اور خوف وہراس کے ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہیں، افسوسناک امر یہ ہے کہ اس نوعیت کی سرگرمیوں میں روز بروز منظّم انداز میں اضافہ ہو رہا ہے جس کے اثرات ملک بھر میں پھیل رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے مخالفین وطن عزیز کے طول وعرض میں افراد جماعت احمدیہ کے خلاف ''واجب القتل'' ہونے کے فتوے مسلسل دے رہے ہیں۔ بائیکاٹ کی تحریک کے علاوہ اشتعال انگیز لٹریچر تقسیم کیا جا رہا ہے جس میں افراد جماعت احمدیہ کے قتل کو جنت کو حصول کا ذریعہ اور ''جہاد عظیم'' قرار دیا جا رہا ہے۔ اسی سلسلے میں ضلع ڈیرہ غازی خان میں بھی مخالفانہ اشتہارات اور بینرز آویزاں کئے گئے ہیں۔ نیشنل ایکشن پلان کے اعلان سے یہ امید ہو چلی تھی کہ جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت پھیلانے والے انتہا پسند عناصر پر قانونی گرفت کی جائے گی مگر انتہا پسندی کے ایجنڈہ کو فروغ دینے والے کھلے عام اپنی اشتعال انگیز سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ 1984ء میں اینٹی احمدیہ آرڈننس کے اجراء کے بعد سے ان امتیازی قوانین اور مذہبی انتہا پسندوں کو کھلی چھٹی کی وجہ سے ملک بھر میں اب تک 251 احمدی مذہبی انتہا پسندی کی نذر ہو چکے ہیں جبکہ پنجاب میں افراد جماعت احمدیہ کے قتل کا یہ 173 واں واقعہ ہے۔ مذکورہ مرحومین اپنے اپنے شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں شہرت کے حامل تھے۔ جبکہ دیگر سینکڑوں افراد پر قاتلانہ حملے کئے گئے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ریاست بلا تفریق مذہب، ہر پاکستانی کو برابر کا شہری سمجھ کر تحفظ فراہم کرے اور جو انتہا پسند عناصر اپنے مخصوص مفادات کے لیے نفرت کے اس کاروبار کو چلا رہے ہیں ان کے خلاف بلا امتیاز قانون کے مطابق کارروائی کرے اکرام اللہ اور دیگر سینکڑوں احمدیوں کے قاتلوں کی گرفتاری اور انہیں سزا دلوانے کے لیے اقدامات کرے۔

(سلیم الدین)

ہندو لڑکی کو جنسی تشدد کے بعد قتل کر دیا گیا

عمرکوٹ 25 اگست 2015 کو سندھ کے ضلع عمرکوٹ کے علاقہ کنری میں ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والی انٹرمیڈیٹ کی طالبہ ہاوی میگھواڑ کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی حیدرآباد اسپیشل ٹاسک فورس نے واقعے کی تفصیلات اکٹھا کرنے کے لیے متعلقہ علاقے کا دورہ کیا۔ ایچ آر سی پی کے کارکنوں کے ہمراہ سول سوسائٹی کی دیگر تنظیموں کے اراکین، مصنفین اور حیدرآباد سے ذرائع ابلاغ سے تعلق رکھنے والے افراد بھی تھے۔ اس وفد نے گاؤں ڈھاڈرو کا دورہ کیا اور متاثرہ لڑکی کے اہل خانہ کے ساتھ اس افسوسناک واقعے پر افسوس کا اظہار کیا۔ تفصیلات کے مطابق لڑکی کو اغواء کر کے جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور پھر قتل کر دیا گیا۔ محترمہ ہاوی میگھواڑ برادری سے تعلق رکھنے والی ایک ہندو لڑکی تھی اور وہ اقرا پبلک اسکول میں انٹرمیڈیٹ کی طالبعلم تھی۔ وہ امیرآباد کالونی میں اپنی بہن جنتا اور بہنوئی مسٹر ہولیش کمار کے ساتھ رہائش پزیر تھی۔ پڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ اسکول میں اسسٹنٹ ٹیچر کے طور پر پڑھا بھی رہی تھی۔ 25 اگست کو وہ اسکول سے واپس آ رہی تھی کہ اسے اغواء کیا گیا، جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور قتل کر کے اس کی نعش اس کی بہن کے گھر کے باہر پھینک دی گئی۔ میڈیکل رپورٹ کے مطابق لڑکی کو جنسی زیادتی کے بعد قتل کیا گیا مگر پولیس نے مقدمہ درج نہیں کیا تھا۔ علاقے کے لوگوں نے بتایا کہ ملزموں کو مقامی بااثر سیاسی شخصیات نے پناہ دی ہوئی ہے۔ چند افراد نے ایک مقامی ایم پی اے پر ملزموں کی پشت پناہی کا الزام عائد کیا اور کہا کہ مزکورہ ایم پی اے نے متاثرہ خاندان پر مقدمہ واپس لینے کے لیے دباؤ ڈالا تھا۔ محترمہ میگھواڑ کے والد مسٹر پربھو نے بتایا کہ مجرموں کو گرفتار کرنے کی بجائے پولیس نے لڑکی کے کزن مسٹر نردوش کو گرفتار کر لیا تھا۔ ان کے ایک دوسرے رشتہ دار مسٹر پنوں نے بتایا کہ وہ تحقیقاتی افسر ریاض بجارانی سے مطمئن ہیں۔ ابتداء میں دھمکیوں کے باعث وہ لڑکی کو خاموشی کے ساتھ دفنانے جا رہے تھے مگر ایس ایچ او نے ان کی حوصلہ افزائی کی جس کی وجہ سے انہوں نے این سی درج کروائی اور نعش کا پوسٹ مارٹم ہوا۔ میڈیکل معائنے کے 16 دن بعد میڈیکل رپورٹ جاری ہوئی جس کے مطابق لڑکی کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ ایس ایچ او اور ریاض بجارانی تحقیقات کے آخری مراحل پر تھے اور مجرموں کی نشاندہی کے دوران انہوں نے آصف حمید نامی شخص سمیت چند مشتبہ افراد کو گرفتار کر لیا تھا تاہم ان کی جگہ تعینات ہونے والے ایس ایچ او تصور حسین نے انہیں رہا کر دیا۔ فیکٹ فائنڈنگ ٹیم میں ایڈووکیٹ حسین بخش تھیبو، عوامی آواز کے رپورٹر اسد چانڈیو، ویمن ایکشن فورم کی کارکن سیدہ حسین مسرت، ارشاد سومرو، محترمہ کرشنا، مسٹر نیاب سرکاش، اکاش ملاح، علی خاصخیلی، ہندو پنچایت کے نمائندے مکھی پریم چند، ڈاکٹر اشوتھاما اور دیگر لوگ شامل تھے۔

(ڈاکٹر اشوتھاما)

جہدحق پڑھنے والوں کے خطوط

ایڈیٹر کے نام

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے 61 سالہ محمد اعظم کو فیصل آباد کی احمد دین ٹیکسٹائل مل میں 15 سال نوکری کرنے کے بعد گزشتہ سال ریٹائرمنٹ ملی ہے۔ وہ یہاں بطور سیکورٹی سپروائزر اپنی خدمات سرانجام دیتے تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد جب انھوں نے پینشن کے حصول کی خاطر ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹس انسٹی ٹیوٹ (ای او بی آئی) سے رجوع کیا تو دفتر کے بار بار چکروں کے باعث انھیں سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ اعظم بتاتے ہیں کہ 8" ماہ تک مجھے کاغذات کے بہانے چکر لگوائے جاتے رہے آخر متعلقہ ملازم کو کچھ پیسے دیئے تو کام بنا۔ مگر جب بات پنشن کا پی کی وصولی پر آئی تو دوبارہ وہی سلسلہ شروع ہو گیا جو مجبوراً رشوت دے کر ہی ختم ہوا۔" وہ کہتے ہیں کہ یہ صرف اُن کی کہانی نہیں بلکہ ان دفاتر میں اس کام کے لیے آنے والے سینکڑوں مزدوروں کو اسی خواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ واضح رہے کہ حکومت پاکستان کی طرف سے مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لیے ای او بی آئی، سوشل سیکورٹی اور لیبر ویلفیئر ورکرز بورڈ جیسے ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ مل مالکان ان اداروں کو ہر ماہ 'لیبر کنٹری بیوشن' کی مد میں کروڑوں روپے ادا کرتے ہیں اور مذکورہ ادارے اسی کنٹری بیوشن سے چلائے جاتے ہیں۔ مگر مزدور کی سہولت کے لیے بنے یہ ادارے انہی کے استحصال کا باعث ہیں جہاں بغیر رشوت کے کوئی کام نہیں ہوتا۔ 1976ء میں سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹس انسٹی ٹیوشن (ای او بی آئی) مزدوروں کے بڑھاپے اور 'معذوری پنشن' کے لئے قائم کیا تھا۔ حکومت پنجاب کی جانب سے ایک عام مزدور کی ماہانہ پینشن پانچ ہزار دو سو پچاس روپے مقرر ہے جسے محکمہ ریٹارمنٹ کے بعد ایک ماہ کی مدت کے اندر اندر جاری کرنے کا پابند ہے مذکورہ ادارہ 60 سال کی عمر سے زائد اور کم از کم 5 سال کی سروس شرائط کے ساتھ مزدوروں کو پینشن جاری کرنے کا مجاز ہے۔ مگر ریجن کی سینکڑوں ملوں سے ریٹائر ہونے والے ہزاروں مزدوروں کو اپنی پہلی پینشن کے لیے 8 سے 10 ماہ انتظار کرنا پڑتا ہے۔ دوسری طرف لیبر ویلفیئر بورڈ کے حالات بھی ای او بی آئی سے کچھ مختلف نہیں جہاں مزدوروں اور اُن کے لواحقین کے لیے کئی کئی سال تک ڈیتھ اور میرج گرانٹ کا حصول ممکن نہیں ہو پاتا۔ ٹوبہ کے ندیم سرور 2 سال قبل احمد دین مل میں دوران سروس ہی انتقال کر گئے تھے۔ الکارڈ ٹیکسٹائل مل ٹوبہ میں کارڈنگ بورڈ مین اُستاد وقار محمود بتاتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ملوں سے فارغ التحصیل ملازمین اور اُن کے لواحقین کو پینشن اور گرانٹ کے لیے طویل انتظار کرنا پڑتا ہے جو کہ انھیں ان کے جائز حق سے محروم رکھنے کے مترادف ہے۔ ٹوبہ میں مزدور یونین پاک لیبر اتحاد کے جنرل سیکرٹری شیخ فضل الحق ساجد کا کہنا تھا کہ مذکورہ ادارے ہر کام کے لیے رشوت طلب کرتے ہیں اور ملازمین کے لیے مصیبت کا باعث ہیں۔ انھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنا کردار ادا کرے اور جاری کردہ نوٹیفکیشنز کے مطابق مزدوروں کی اُجرت، پینشن اور دیگر بنیادی حقوق کو یقینی بنایا جائے۔ محکمہ لیبر ویلفیئر بورڈ کے شعبہ (گرانٹ) کے انچارج غلام رسول کا اس بارے میں کہنا تھا کہ وہ میرج گرانٹ اور ڈیتھ گرانٹ کی فائل مکمل کر کے لاہور بھیج دیتے ہیں جس کی واپسی میں وہاں سے تاخیر ہوتی ہے اس میں ان کا کوئی قصور نہیں۔ اُن کا مزید کہنا تھا کہ ڈیتھ یا میرج گرانٹ کے لیے اُن کے دفتر سے رجوع کرنے والوں سے کوئی رشوت نہیں لی جاتی اور تمام ملازمین اپنے فرائض بخوبی ادا کرتے ہیں۔

(اقبال اعجاز)

معذور قیدی کی سزائے موت روکنے کی اپیل

----- انسانی حقوق کی عالمی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے حکومت پاکستان سے معذور قیدی عبدالباسط کی منگل کو سزائے موت پر عمل درآمد روکنے کی اپیل کی ہے۔ 43 سالہ عبدالباسط کو 2009 میں ایک قتل کیس میں سزائے موت سنائی گئی تھی، تاہم وہ اپنی بے گناہی پر اصرار کرتے ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی پاکستان ریسرچر سلطانہ نون نے کہا 'ویل چیئر استعمال کرنے والے عبدالباسط کو سزائے موت دینے کے طریقوں پر غور کرنے کے بجائے پاکستانی حکام کو چاہیے کہ وہ انہیں معاف کر دے'۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنے بیان میں کہا کہ دسمبر، 2014 کے بعد سے اب تک کم از کم 240 افراد کی سزائے موت پر عمل درآمد کیا گیا، جس کے بعد پاکستان دنیا بھر میں سزائے موت دینے والے ٹاپ تین ملکوں میں آ گیا ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے پاکستان حکومت سے درخواست کی کہ وہ فوری طور پر پھانسیاں روکتے ہوئے سزائے موت پر پابندی عائد کرے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق عبدالباسط فیصل آباد سینٹرل جیل میں غیر انسانی حالات کی وجہ سے 2010 میں معذور ہو گئے تھے۔ ایمنسٹی کا کہنا تھا کہ ٹی بی کے تشخیص کے باوجود عبدالباسط کو مناسب طبی سہولیات فراہم نہیں کی گئیں جس کی وجہ سے ان کی ریڑھ کی ہڈی شدید متاثر ہوئی۔ یاد رہے کہ عبدالباسط کو عدالت کے وارنٹ جاری ہونے کے بعد 29 جولائی کو پھانسی دی جانی تھی لیکن ان کی سزا عارضی طور پر معطل کر دی گئی۔ عبدالباسط کے وکلا کا موقف ہے کہ پاکستانی قوانین کے تحت شدید بیمار قیدیوں سے رحم کا معاملہ کیا جا سکتا ہے۔ جسٹس پراجیکٹ پاکستان سے عبدالباسط کے وکیل نے کہا کہ ایک معذور شخص کو پھانسی دینا خلاف قانون ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ ڈان)

ملازمتیں نہ دینے پر معذوروں کا احتجاج

ٹوبہ ٹیک سنگھ معذور افراد نے ملازمتیں نہ دیئے جانے کیخلاف رجانہ روڈ پر احتجاج کیا۔ روڈ بلاک کر دی۔ ڈیف ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام معذور افراد کیلئے حکومت کی طرف سے مختص کردہ کوٹہ کے مطابق ملازمتیں نہ ملنے کیخلاف احتجاجی ریلی نکالی جس کی قیادت پاکستان ڈیف ایسوسی ایشن کے صدر چوہدری اشفاق احمد گجر نے کی۔ ریلی میں ڈیف ایسوسی ایشن ضلع ٹوبہ کے صدر چوہدری محمد فاروق سمیت ضلع بھر سے گونگے و بہرے مرد اور خواتین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ریلی کے شرکا نے بینرز اور پلے کارڈ اٹھار کھے تھے۔ جن پر مختلف تحریریں درج تھی۔ شرکا ریلی اپنے مطالبات کے حق میں نعرہ بازی کرتے رجانہ روڈ پر ڈی سی او کمپلیکس کے مین گیٹ پر پہنچے جہاں انہوں نے روڈ بلاک کر کے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ بعدازاں ڈیف ایسوسی ایشن کے نمائندہ وفد نے ڈی سی او عامر اعجاز اکبر سے مذکرات کے دوران اپنے مطالبات پیش کرتے ہوئے مقررہ کوٹہ کے مطابق میرٹ پر گونگے بہرے افراد کو ملازمتیں دینے کی اپیل کی جس پر ڈی سی او نے وفد کو یقین دلایا کہ حکومتی ہدایات کے مطابق ضلع بھر کے سرکاری دفاتر میں معذوروں کے کوٹہ پر گونگے بہرے افراد کو ملازمتیں دی جائیں گی۔ (نامہ نگار)

suspects and lodged a case against the attackers. Ikramullah was a witness for the prosecution in that case. The affected community considers the targeted killing of Ikramullah a consequence of promotion of an anti-Ahmadi sentiment in the area and in general.

They also believe that besides hateful propaganda, a failure to bring to justice those responsible for previous incidents of violence against the Ahmadis has emboldened the perpetrators. Last year in July, an elderly woman and two minor girls from the Ahmadi community were killed when a mob in Gujranwala district torched their houses after an Ahmadi youth was accused of blasphemy.

Faith-based attacks have not spared any religious minority community in recent year. In September 2013, more than 100 Christians were killed in a twin suicide attack on the All Saints Church in Peshawar. That was by far the worst targeting of Pakistan's Christian community in terms of the death toll.

That same year Hazara Shias in Quetta faced two massive bombings with a combined death toll exceeding 200 and injuries to more than 300 people. In January that year, families of dozens of Hazara victims agreed to end their protest and bury the dead four days after a bombing that killed more than 100 people in Quetta. Relatives, friends and members of the Hazara community had camped out at major intersections at major intersections of Quetta for four days to protest the killings and demand protection for the community. Another bombing targeting the Hazara community in a market in Quetta the following month killed over 90 people, including women and children and wounded 200 others.

Civil society organisations have repeatedly been calling upon the authorities to act effectively to end impunity for faith-based violence and threats and confront all manifestations of hate speech that incite violence.

Failure to clamp down on hate speech is particularly disappointing now in the context of the National Action Plan devised after the Army Public School attack in Peshawar in December 2014. Curbing of hate speech was one of the 20 action points conceived to prevent the horrors witnessed in Peshawar from ever revisiting the country.

Besides the question of impunity, intimidation for and a lack of adequate protection for the judges and lawyers and witnesses connected to the prosecution of these crimes should be given due attention. Because in the absence of that, few people would dare to stick there neck out to do what the state is under an obligation to ensure.

But these and similar suggestions are not novel by any account. These have been brought to the government's attention many a time by not just the civil society in Pakistan but also from international experts and rights organisations.

During Pakistan's 2012 Universal Periodic Review (UPR) a mechanism for review of the human rights situation of UN member state once around every four years 22 recommendations were made to Pakistan relating to the rights and freedoms of religious minorities, 15 of which Pakistan accepted. According to civil society, Pakistan had not implemented 14 of these, which had a direct impact on the safety, security and religious freedoms of minorities. There is no reason why implementing those in a sincere and effective measure should not lead to a positive change immediately. The perpetrators would only interpret a failure to do that as a weakness, or worse, tacit approval or acquiescence of blood-letting.

– Correspondents



Of belief, vulnerability and impunity

Amid growing intimidation and violence against members of religious minority communities, it may be difficult to say who among Pakistan's vulnerable communities is most at risk on account of their faith. The Constitution of Pakistan guarantees equality before the law for all persons, but the failure to bring to justice the perpetrators of faith-based violence flies in the face of that guarantee.

HRCP's efforts to document human rights violations in 56 volatile districts of Pakistan, over the last few years have noted numerous faith-based attacks, with Shias, Ahmadis, Hindus and Christians as the most frequent targets. The Peshawar and Lahore (Youhanabad) attacks against Christian citizens, and targeted killing of Ahmadi citizens and Shias, including Hazaras, have been the most obvious recent manifestations of faith-based intimidation and violence.

In the latest faith-based targeted attack, reported from Dera Ghazi Khan district, an Ahmadi man, Ikramullah, 37, was killed unidentified armed men shot him multiple times at his pharmacy in Taunsa Sharif city on August 19.

According to media publications such as Dawn, 11 Ahmadi citizens were killed in faith-based attacks last year, and not a single perpetrator has been punished. The frequent attacks and cases of intimidation of members of Ahmadi community in recent years have accompanied a general surge in attacks on religious and sectarian minorities.

The four perpetrators who killed Ikramullah in Taunsa in August were riding two motorbikes and shot the victim several times, including once in the head. He died instantly and the killers escaped on their motorcycles with ease. The police registered a case against unidentified assailants.

According to the reports from the field, the media and South Asia Terrorism Portal, an online data portal, in Taunsa Sharif, the Ahmadi community is relatively affluent and members of the community have a position of dominance in the pharmacy business. They were also known to financially support some people, which was interpreted by some locals as a method to preach their faith. Around three months earlier, an Ahmadi place of worship had been attacked in Taunsa Sharif and a constable stationed outside injured. The police had arrested some

Death penalty in Pakistan

Year	Sentenced	Executed
2005	362	52
2006	445	83
2007	319	134
2008	237	36
2009	277	0
2010	356	0
2011	313	0
2012	242	1
2013	227	0
2014	231	7
2015 (till Sep 21)	309	246
Total	**3,318**	**559**

Source: HRCP database

Since the resumption of executions, critics and supporters of the death penalty have been arguing why their stance should prevail. Supporters argue that the death penalty is the only effective way to deal with the scourge of militancy and terrorism in the country. Human rights activists and organisations in Pakistan have urged the government to revive the moratorium. HRCP is opposed to capital punishment on account of the well-documented deficiencies of the law, flaws in administration of justice and investigation methods and chronic corruption.

Human rights organisations have reiterated that research around the world had shown that the death penalty did not lead to reduction in crime. They have cited the high prevalence of crime in the main executing states, such as China and Iran, as evidence to support their claim.

More than once, convicts' lawyers have argued that their clients should not be executed because they were juveniles at the time of the alleged crime they were convicted for. The issue was raised in particular in the cases of Shafqat Hussain and Ansar Iqbal. Both were executed amid criticism regarding the apparent urgency in hanging them, before claims and reservations regarding their age at the time of the offence were laid to rest.

It is difficult to know if Pakistan sought this distinction or not, but , it has now become one of the leading executioner states at a time when the trend worldwide is clearly towards abolishing the death penalty or reserving it for the most severe of crimes.

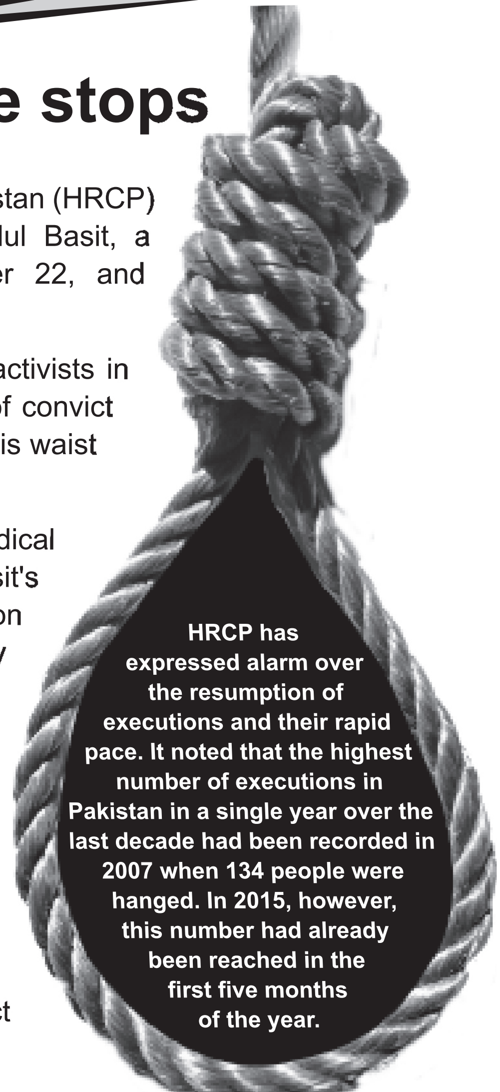
The executions in 2015 had decreased somewhat in June and July as the government suspended hangings in the month of Ramazan in the name of “respecting human dignity”. HRCP had called upon the government to respect human dignity all year round. Human Rights Watch had called the hiatus Pakistan's 'Ramazan-imposed seasonal tolerance for human dignity'.

HRCP continues to demand immediate resumption of the moratorium on executions leading to abolition. HRCP believes that none of the reasons for it opposing the capital punishment has changed and that in these circumstances capital punishment allows for a high probability of miscarriage of justice, which is wholly unacceptable in a civilised society, particularly because the punishment is irreversible.

– Correspondents

Death penalty

Pulling out all the stops



On September 20, the Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) called upon the president to stay the hanging of Abdul Basit, a paraplegic man, which was scheduled for September 22, and requested a reprieve for him.

The commission spoke of the concern of human rights activists in Pakistan and beyond over the orders for the execution of convict Abdul Basit, despite the fact that he was paralysed from his waist below.

His execution was postponed at the last minute on medical grounds. When the decision to hang him was stayed Basit's family members were waiting outside the Faisalabad prison for the sentence to be carried out so they could take the body for burial.

In its statement, HRCP had expressed shock “that the courts summarily dismissed the pleas for taking into consideration the provisions of international human rights instruments for special treatment of physically challenged people”. It had said that in the circumstances Basit's execution would “offend against all norms of civilised justice, raise awkward questions about the Pakistan justice system's insensitivity to humanitarian imperatives, and indict the Pakistan state and society as brutal entities”.

Since the informal moratorium on execution was withdrawn, after the Peshawar army school attack in December 2014, until September 21, 2015, Pakistan has hanged more than 250 people. Initially, only those convicted under terrorism-related charges were hanged. The seven prisoners hanged over the last two weeks of December were mainly convicted for the October 2009 attack on the military headquarters in Rawalpindi or for attempts to assassinate former military ruler Pervez Musharraf.

The number of hangings rose exponentially from March 2015, when the government resumed executions for all capital offences.

HRCP has expressed alarm over the resumption of executions and their rapid pace. It noted that the highest number of executions in Pakistan in a single year over the last decade had been recorded in 2007 when 134 people were hanged. In 2015, however, this number had already been reached in the first five months of the year.

By September 21, as many as 246 people had been hanged and another 309 sentenced to death in the year 2015 alone.

- In Astore, on June 1, four workers of the PML-N claimed that they had been tortured by the police during custody for allegedly attacking workers of Pakistan Tehreek-e-Insaf (PTI). They claimed that they were innocent but police had beaten them with sticks and kicked and punched them because the PTI candidate from the constituency enjoyed influence with the police.

- In Hunza-Nagar district, on July 18, a traffic policeman in the main bazaar of Aliabad beat up a man for violating traffic rules. The victim was beaten with the butt of a rifle and batons for approximately 10 minutes. When a lawyer inquired why he was being beaten, the policeman proceeded to beat the lawyer as well. A police van soon came by and took the two men to a police station where they were said to be beaten further. Afterwards local elders intervened and secured the release of the two men.

- On July 8, in Gilgit, Shahid Karim, a reporter for daily newspaper Ausaf was beaten by police in District Headquarter Hospital (DHQ) for photographing a victim of police torture being treated there. When he came out of the ward after recording the victim's story, two policemen asked him to delete the photographs. Upon his refusal, the policemen hit him with batons and kicked him. They then dragged him to a police van and took him to the police station where he was again beaten by seven policemen. After protests by the local journalist community, Shahid was released and the policemen involved suspended.

- On August 20, in Gilgit, policemen from Minapin Police Station arbitrarily took into custody and beat a fruit seller named Ishaq Hussain for quarreling with a customer and for allegedly charging high rates. He was beaten with batons, rubber pipes and belts at the police station. He lost a front tooth as a result of the beating. After his release, he was treated at a local hospital. He lodged an application with the deputy inspector general of police who proceeded to order an inquiry.

This does not in any way suggests that all police officials in Gilgit Baltistan get their kicks from being abusive or violent towards citizens. However, enough cases are reported every month to suggest that these are not one-off incidents but a malaise that needs to be tackled methodically.

In some cases, police are reported to have release the victims only after extracting a promise not to talk to anyone about their torture or had signed reconciliation papers. Fear of police and lack of appropriate and systematic response to torture cases by the authorities seem to be fueling continuation of maltreatment of citizens at the hands of the police in Gilgit Baltistan.

It seems that the only time some meaningful action had been taken against the perpetrators by police authorities has been when people have publicly held protests against torture.

There are those who suggest that the conflict of interest that departmental inquiries entail demands that independent inquiries into all complaints of torture and abuse by police is warranted. They say the current departmental oversight mechanism is to blame for impunity for erring policemen. An independent mechanism would also encourage hesitant or fearful complainants to step forward. In the short term this might lead to more reports surfacing, but in the longer run it should have a deterrent effect.

To curtail impunity and deliver justice to the victims, a policy of zero-tolerance of police excess must be articulated and communicated at all levels of the police department. Independent mechanisms should be established that investigate every complaint of policemen abuse or torture and reassure and provide protection to the victims and encourage them to come forward with their complaints.

– Correspondents

replied that he was not a criminal and there was no need to be rude, policemen dragged him out of the car and beat him with the butts of their rifles and with belts. They took him to a check post opposite the KNU campus and beat him for another half an hour, when he became unconscious following a blow to his head. He was hospitalised. The police registered what Changezi called a fake case against him, stating that he had attacked the policemen on duty at the road checkpoint. He submitted a complaint to the deputy inspector general of police and vowed to file a case in court if no action was taken.

- On January 25, in Skardu, a police station house officer, a head constable and other policemen visited a fuel station and asked the employee to give them cash against their official permit for fuel. The fuel station employee on duty said that the permit was for another petrol station, which was closed at the time. When he refused to comply, the policemen took him to City Police Station where they kicked him and beat him with a wiper for 10 minutes. He was kept in detention for one hour and later, once his employers intervened, he was released and treated at District Headquarter Hospital Skardu. The victim reportedly left his job due to the fear of the police.

- In Diamer, in February, police arrested four members of a student organisation for alleged involvement in terrorist activities. They had been tracked through a press release they had issued to highlight what they called illegal recruitments by the Water and Power Development Authority (WAPDA) and that district council officials in Chilas were charging higher fees. For two days they were detained and beaten at night with water pipes. On the third day they were presented before an anti-terrorism court and remanded to police custody for seven days. They claimed that they were beaten throughout this time to get a confession. Two of the victims had to be hospitalized later because of the injuries sustained during detention. After the remand period, the court issued an order to release them because evidence of their involvement in terrorist activities had not been forthcoming. Their legal counsel informed the judge that the detainees had been tortured by police during remand, but the judge ignored the complaint.

- In Gilgit, in March, a police reportedly kicked and beat up a man arrested on charges of theft with a view to extract a confession. The man was allegedly beaten during his detention for two days. As part of torture the police reportedly made him sign papers to the effect that he was divorcing his wife. The victim submitted an application to the deputy inspector general of police who assured him of holding an inquiry.

- In Skardu, also in March, police briefly took into custody a journalist who had argued with policemen who had asked him to move his car to a parking area. The journalist had argued that other people had also parked their cars where his was parked. A number of policemen took him to a police station and kicked, punched and beat him with sticks for an hour and a half. They made him sign a reconciliation agreement later and warned him against telling anyone about the incident. Members of the union of journalists protested outside the police station after this incident and the superintendent of police suspended three police personnel.

- In Ghizer, two students of the 9th and 10th grade were arrested by the police on charges of murder on April 20. They were beaten with batons every night till April 24 and pressurised to confess the murder. Their parents were reportedly fearful of registering a complaint for fear of risk to their children.

- In Skardu, on May 19, two men went through a Pakistan Muslim League-Nawaz (PML-N) rally on their motorbike while carrying the flag of Pakistan Peoples Party (PPP), a rival political party. The PML-N workers and some policemen reportedly kicked them and beat them with batons.

Reflections on policing



The fact that the abuse and torture of citizens by police, their supposed protectors, occurs in all parts of Pakistan is hardly breaking news.

If recent reports are anything to go by, the police in Gilgit Baltistan are no exception either. Apart from old practices such as beating up citizens to force them to confess commission of crimes, abuse and torture have been used in a recent case to force a man to sign papers to the effect that he was divorcing his wife.

Media reports and accounts submitted by HRCP volunteers from the region seem to suggest that use of excessive force and abusive language is not an anomaly. Arguing with the police or asking questions about the legality of their actions have led to beatings and detention in several cases over the first eight months of 2015. In some cases, politically influential individuals have also used their clout and apparently colluded with the police to settle vendettas against political and other opponents. There have been instance even of journalists and lawyers working on or looking into cases of torture being intimidated and at times beaten up by police.

A total of 32 cases involving abuse or torture by police were reported from Gilgit Baltistan in 2015 until the end of August, with the highest number of reports emerging from Skardu, followed by Gilgit, Ghizer and Diamer districts.

Cases of police torture and abuse in Gilgit Baltistan (January-August 2015)

Skardu	Gilgit	Ghizer	Diamer	Astore	Hunza-Nagar	Total
10	7	6	5	2	2	**32**

The following represent some of the emblematic cases reported to HRCP over the first eight months of 2015:

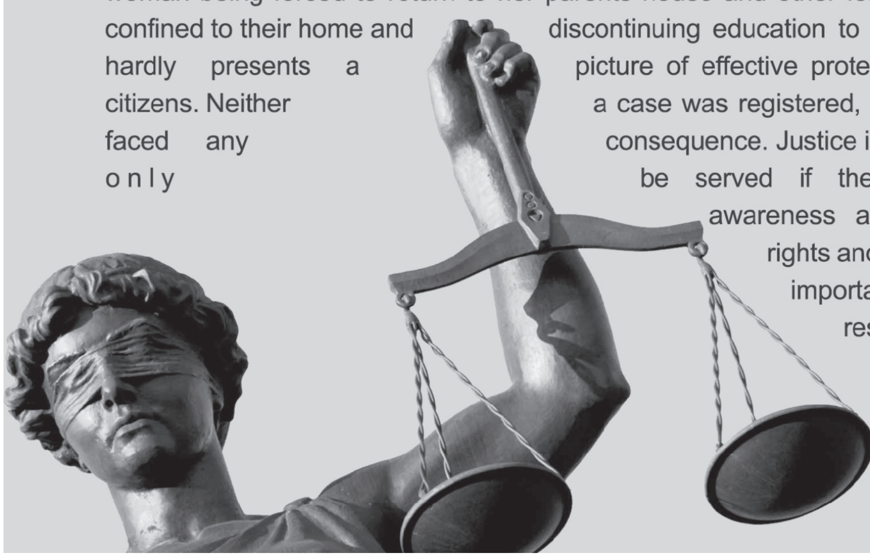
- On January 1, in Gilgit, a businessman and leader of Karakoram National Movement (KNM), a nationalist political party in Gilgit Baltistan, was beaten up by police on a roadside checkpoint near Karakorum National University (KNU). The police tersely asked Dr. Amjad Changezi to stop his vehicle and park it by the roadside. When Changezi

punishment from 14 years to 25 years. However, according to Aurat Foundation, almost 77% of honor killing cases involving the murder of a woman ended in acquittal of the accused. The amendment was considered insufficient with many loopholes as the authorities failed to incorporate civil society's key recommendations in the bill.

The matter that was left unaddressed in the amendment of 2004 was that under the Hudood laws of 1979, the murder could be compounded, i.e., the killer could be pardoned by the close relatives or guardian of the victim. Since in the majority of 'dishonour' crimes, the perpetrator was related to the victim, either by blood or marriage, the family often pardoned him, allowing him to get away with first-degree murder. It has been argued that such lacunae in the law, combined with society's and law enforcement agencies' sympathetic view of violence against supposed 'women who brought shame on their family by taking matrimonial issues in their own hands' has further emboldened the perpetrators. In any case, they have certainly failed to provide the deterrent that the 2004 amendment to the law had aimed for.

A positive recent development has been the passage of the Anti-Honor Killings Laws (Criminal Law Amendment) Bill 2014 by the Senate in March 2015. It states that the murderer could be pardoned only in cases other than those where the murder was committed in the name of or on the pretext of honour. While such measures should end the cycle of impunity, it must go hand in hand with social awareness about the notions of inalienability of human rights for all and the fact that women's rights are human rights. That women are not the property of their families and male relatives and have as much right to decide matters about their lives and to assert their rights in the same manner as any other member of society still remains a notion that offends many disagree with or are even offended by. Therefore, promulgation of laws alone would not be enough to challenge or arrest this trend.

The case in Hunza-Nagar in August raises many questions. Where was the long arm of the law, the police in particular, when the community was pronouncing judgements to punish a young women's family for her choice of marriage? The entire case played out over a week and a half. Her father being forced to divorce her mother, the divorced woman being forced to return to her parents house and other female relatives being confined to their home and discontinuing education to escape harassment hardly presents a picture of effective protection of law for the citizens. Neither a case was registered, nor the perpetrators faced any consequence. Justice in cases like this can only be served if the authorities raise awareness about the women's rights and consider violations important enough to resolutely enforce the law.



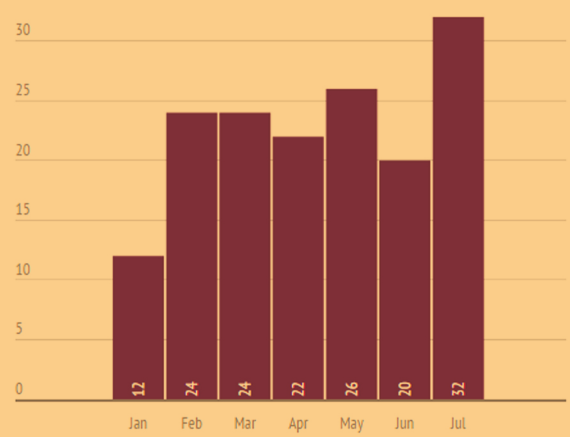
– Correspondents

On August 10, members of Aliabad village in the district harassed a woman's family for allegedly marrying of her own choice and threatened her family in several visits to their home. The girl had married a boy with her mother and uncle's consent but members of the extended family were opposed to the union. The community forced the girl's father to divorce her mother to punish her, forced the mother to return to her paternal home and beat up the girl's sisters. The youngest one had to discontinue her studies due to the harassment. What brought on this extreme reaction was nothing but the girl marrying according to her own choice, an act considered contrary to tribal customs.

This was not the only 'dishonour' crime reported from Hunza-Nagar in August either. In the same district that month, a man had killed his sister with an axe and shot and killed the man he believed she was having an affair with. He buried the bodies in the backyard, before going to the local police station and confessing his crime. The police registered a case, arrested the culprit. Post-mortem examination of the bodies was conducted.

According to HRCP's monitoring in Gilgit Baltistan, these two cases were among 26 incidents of so-called honour crimes reported from the region between January and August 2015. Many of these crimes ended with loss of life. However, these cases take places not just in Gilgit Baltistan, but a constant stream of 'dishonour' crimes is reported from all regions of the country.

'Honour' Crimes in 2015



Based on media and HRCP volunteers' reports from 56 districts

From January to July 31 this year, as many as 106 cases of the so-called 'honour' crime were reported from 56 selected districts of Pakistan. According to women's rights advocacy group Aurat Foundation, as many as 432 women were killed in the 'dishonour' crimes in 2012. Neither was that an unusually high figure. The incidence of this crime had been consistent over the years as far back as the previous decade at least. Amid the widespread killing and harassment of women in the name of slighting their family's perceived honour, the civil society had called for effective legal and practical interventions to protect human lives. In 2004, the efforts paved the way for introduction of a specific legal provision to outlaw horrendous anti-women practices such as karo-kari, Sia-kari and other manifestations of crimes. The Criminal Law (Amendment) Act of 2004 recognised Karo-Kari as murder and increased the

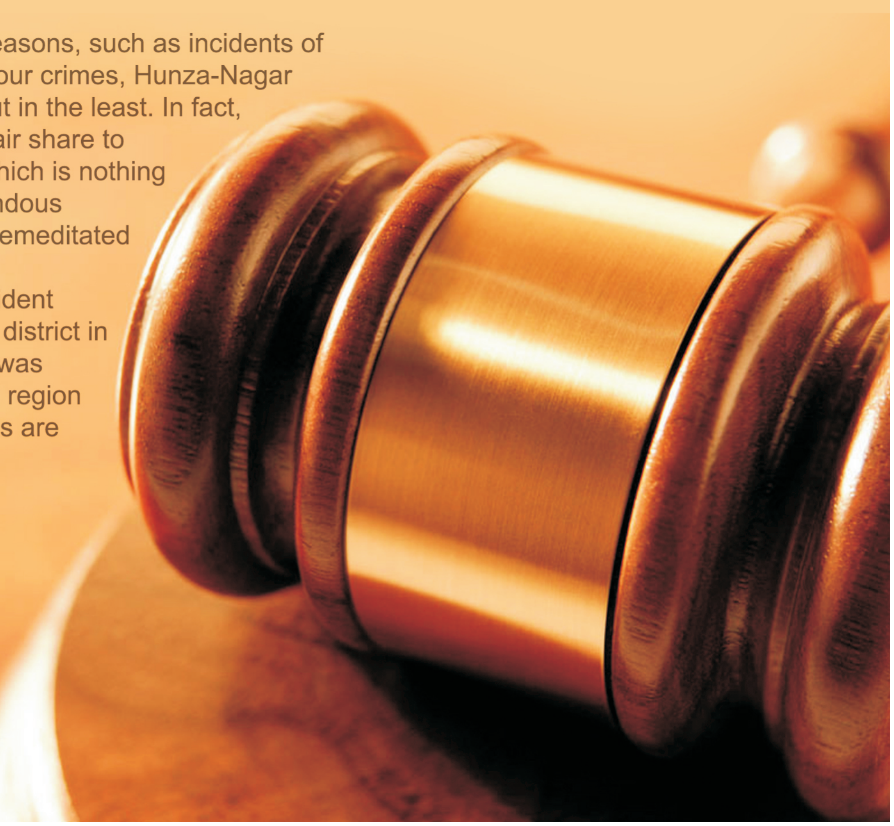


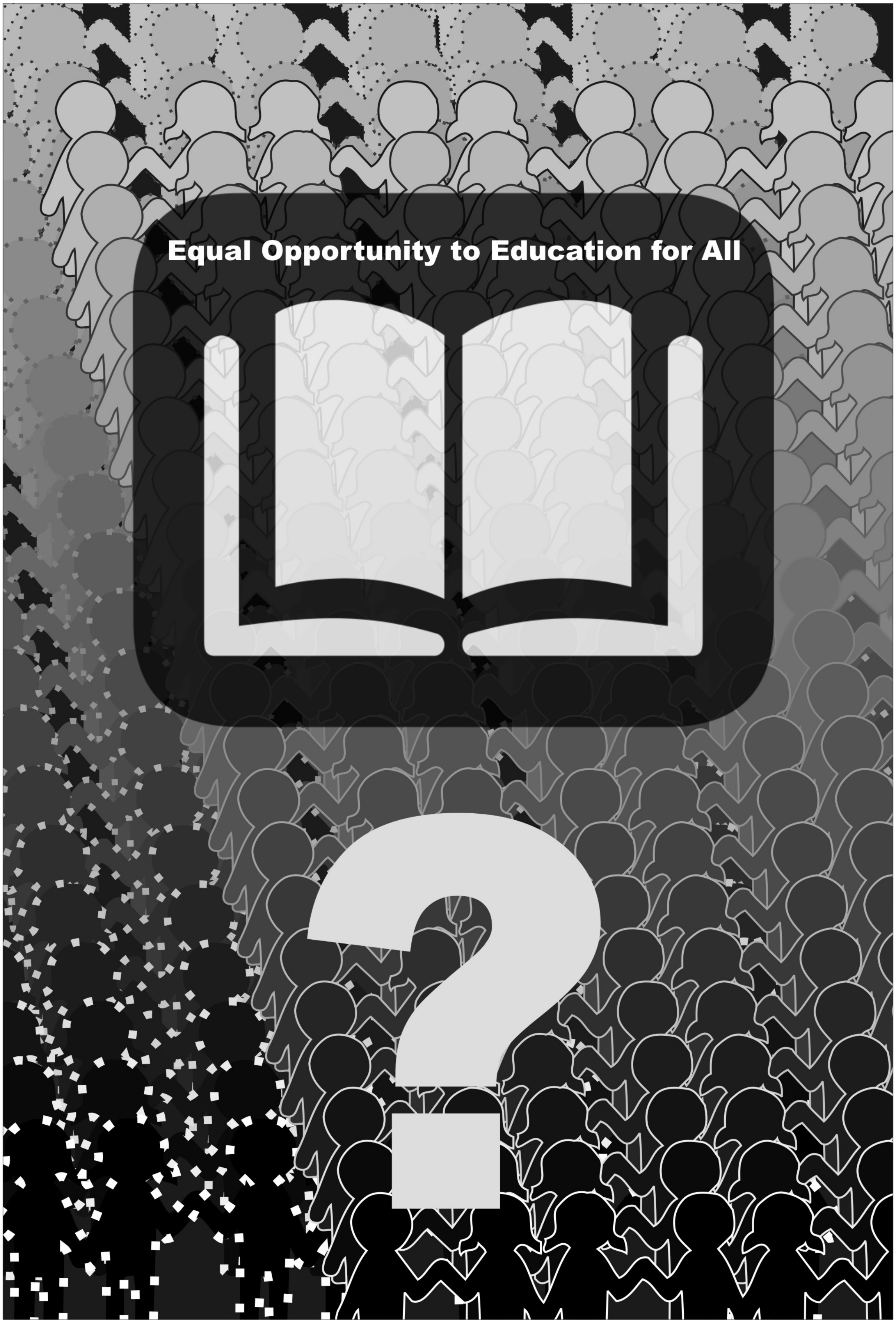
Law and 'honour' issues

Hunza-Nagar district in Gilgit Baltistan stands out in this remote northern corner of Pakistan for several reasons. These include freedom for at least some women to pursue businesses and run shops in one of the two main towns in this district.

For many other reasons, such as incidents of the so-called honour crimes, Hunza-Nagar does not stand out in the least. In fact, it contributes its fair share to honour killings, which is nothing less than a horrendous euphemism for premeditated murder.

However, one incident reported from the district in August this year, was unusual even in a region where such crimes are hardly rare.

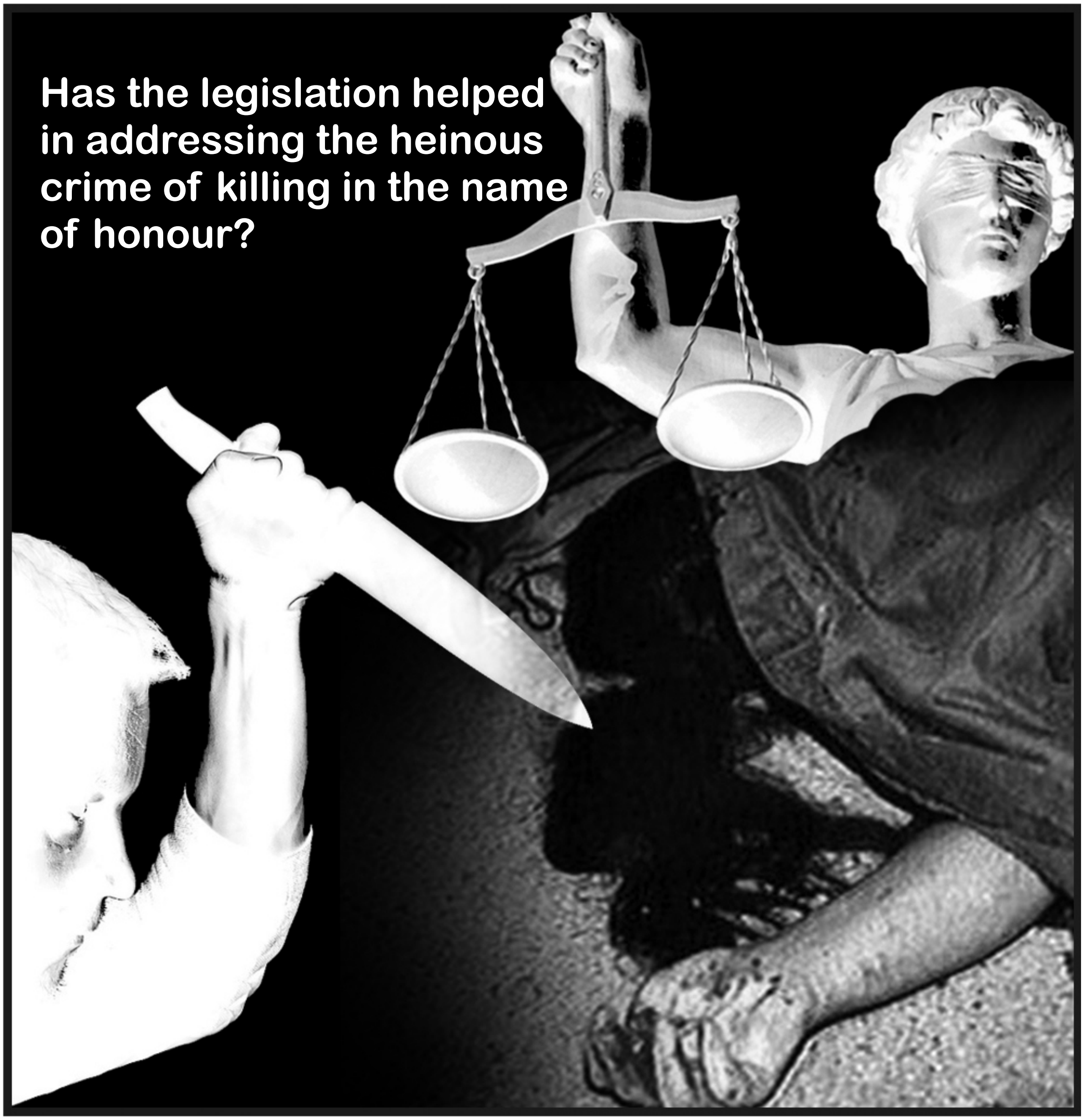



Equal Opportunity to Education for All

Human Rights Commission of Pakistan HRCP
جہدحق Monthly JEHD-E-HAQ

Monthly JEHD-E-HAQ - October 2015 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 22...... شمارہ نمبر 10 ......اکتوبر2015..... قیمت 5روپے



پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
”ایوان جمہور“ 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15

HRCP